محاربہ فرانس و پرشیا

جسکو

محمد مصباح الدین خلف حافظ محمد یوسف صاحب رئیس قلعہ رہتک حال موضع
بھینسوال تحصیل پانی پت ضلع کرنال نے ایک انگریزی تاریخ سے برائے فوائد عام
اردو میں ترجمہ کرکے شائع کیا

سنہ ۱۸۹۸ء

روزانہ اخبار پریس دہلی میں بہ اہتمام منشی میر احمد
صاحب مہتمم طبع ہو کر شائع ہوئی

طبع اول ۱۰۰۰

قیمت فی جلد ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

فہرست مضامین جنگ فرانس و پرشیا

ڈیڈیکیشن

یہ ناچیز ترجمہ جب مرتب ہو چکا تو مجکو خیال ہوا کہ کسی ایسے نامور اور مربی علوم و فنون کے نام کے ساتھ اسکو منسوب کیا جاوے جو بلحاظ اس خصوصیت کے شہرۂ آفاق ہو

بناءً علیہ

یہ حقیر ترجمہ

محض ازراہ عقیدت مستندانہ و خلوص محبت غائبانہ عالی جناب مستطاب معلی القاب نواب علی یار خاں بہادر مؤتمن جنگ عماد الدولہ عماد الملک مولانا سید حسین صاحب بلگرامی ڈایرکٹر سررشتہ تعلیمات ریاست حضور نظام دکن دام اقبالہ کے نام نامی کے ساتھ صرف جناب موصوف کے عام شہرت فضائل و برگزیدگی اخلاق کے باعث معنون اور منسوب کیا جاتا ہے

مصباح الدین احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک کے میرے والد ماجد کو صد و سی سال کی عمر عطا فرمائے انہوں نے مجھ کو زمانہ حال کی ضرورت کے موافق بڑی محنت و جانفشانی سے تعلیم دلائی۔

میرے والد معظم جس وقت میں میر منشی ریاست ٹونک الخاطب بہ دبیر الملک تھے میں ہیچمدان چند سال تک پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائنس نواب صاحب بہادر ٹونک کا رہا اُس وقت سے ابتک میں اپنی تعلیم انگریزی اور معلومات تجربہ کو بڑھاتا رہا ایک روز والد بزرگوار نے مجھ خاکسار سے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی تاریخ انگریزی کتاب کا ترجمہ عام فہم سلیس اُردو زبان میں کرو تو احباب اُردو خواں کو اُس کے مطالعہ سے بڑا فائدہ اور اُس کے مضامین سے عام واقفیت حاصل ہوگی میں نے بموجب ارشاد آنجناب کسی عمدہ کتاب کو ترجمہ کے لئے تلاش کیا۔ انقلابات و تغیرات زمانہ پر لحاظ کرکے مجھ کو کوئی کتاب اس جنگ فرانس و پرشیا سے بہتر ترجمہ کے لئے پسند نہ آئی۔ یہ جنگ ان ہر دو ممالک میں ۱۸۷۰ء و ۱۸۷۱ء میں ہوئی تھی بلحاظ اس کثرت فوج کے جو میدان کارزار میں لائی گئی اور اُن پُر واقعات مختلف لڑائیوں کے جو اس معرکہ میں ہوئیں یہ ایک ایسی عظیم الشان جنگ ہوئی ہے کہ اگر تمام دنیا کی تاریخ کے ورق گردانے کی جاتے تب بھی اس جنگ کی نظیر بہت ہی کم ملے گی اس مشہور عالم جنگ میں پرشیا ۱۰ لاکھ اور فرانس ۱۵ لاکھ فوج میدان کارزار میں لایا فاتحان نے پانچ لاکھ سے زیادہ اسیران جنگ گرفتار کئے ۲۰ جنگ اور ۱۵۰ چھوٹے چھوٹے معرکے اس جنگ کے دوران میں واقع ہوتے فرانس کے ۲۲ قلعے جن میں دنیا کا سب سے بڑا بنا ہوا قلعہ یعنی پیرس کا قلعہ بھی شامل تھا فتح کئے گئے اور بیشمار سامان جنگ اور توپیں اور بندوقیں اور

نشان و جھنڈے وغیرہ مال غنیمت فاتحان کے ہاتھ لگا مزید براں تقریباً تین ارب ۵۳ کروڑ ۴۳ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
خرچہ جنگ علاوہ اس ملک مفتوحہ کے جوکہ دوام کے لئے سلطنت جرمن میں شامل ہو گیا اور جسکی آبادی ۱۵۶۰۱۴۵ کی
ہے سلطنت فرانس کو ادا کرنا پڑا نپولین شہنشاہ فرانس نے معہ اسی ہزار فوج مسلح کے اپنے تئیں مجبور کر کے شاہ پرشیا کے
قدموں پر اپنی تلوار رکھدی اس جنگ کے واقعات شل قصہ کے پیچ در پیچ ہیں اس کے مطالعہ سے بڑی عبرت اور خداوند
تعالےٰ کی قدرت نظر آتی ہے کہ ادھر چند ہی روز میں ایک شاہ کا نام اول درجہ کے شہنشاہوں کی فہرست میں اس کے
علم سے بڑھا کر لکھا گیا اور اُدھر ایک زبردست سلطنت کے شہنشاہ کا درجہ ذلت و گمنامی سے بدل کر شہنشاہی تاج
اُس سے چھین لیا گیا سچ ہے وہ چاہے جسکو عزت دے چاہے جسکو ذلت دے

یہ کتاب دلپذیر بڑا اثر پیدا کرتی ہے اور حقیقتاً بڑا ہی عبرتناک سچا فسانہ ہے ۔

یکم نومبر سنہ ۱۸۹۸ء
مطابق
۱۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۶ ہجری قدسی

نیازمند محمد مصباح الدین متوطن قلعہ رہتک
خوش باش شہر پانی پت

شہر پانی پت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

آغاز سنہ ۱۸۷۰ء میں یورپ کی کل سلطنتوں کی گورنمنٹوں میں کسی قسم کا عناد اور فساد نہ تھا اور تمام ملکوں میں دوستانہ تعلقات تھے۔ امنیت اور اتحاد کل براعظم میں پھیلا ہوا تھا۔ ایسے پرامن زمانہ کی خوشنما تصویر میں ایک تاریک دھبہ نظر آتا تھا اور یہ ملک ہسپانیہ تھا۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں ہسپانیہ والوں نے اپنی فرمانروا ملکہ اسابلا کو معزول کر دیا تھا اور یہ ملکہ اسپین سے بھاگ کر کسی دوسرے ملک میں چلی گئی تھی۔ اس وقت اسپین میں طوائف الملوکی ہو رہی تھی۔ سازشوں کا بازار گرم تھا۔ ایسے پرآشوب زمانہ میں انتظام ملک کے واسطے جو گورنمنٹ قایم ہوتی اس میں ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ مجھ کو ہی سرکاری عہدہ ملے اور نہ ملنے پر فساد اور شورش مچا دی جاتی تھی یہاں تک کہ اگر موقعہ مل جاتا۔ تو حریف عہدہ دار[۱] کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا تھا۔ ایسے پرخطر زمانہ میں اسپین کی بادشاہت پر کسی غیر ملک کے شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی تجویز ہوئی اور کئی لائق لائق شہزادوں سے درخواست کی گئی کہ وہ تخت ہسپانیہ پر جلوہ افروز ہوں۔ لیکن ہر ایک شہزادہ نے تخت پر بیٹھنے اور بادشاہ بننے سے انکار کر دیا۔ آخرکار جون سنہ ۱۸۷۰ء میں ہوہنزولرن کے شہزادہ لیوپولڈ نے جو شاہ پرشیا کا بھتیجا تھا اسپین کی بادشاہت منظور کر لی۔ جونہی کہ اس شہزادہ کے تخت اسپین کے منظور

[۱] جنرل پریم عارضی گورنمنٹ کے پریزیڈنٹ کو سیڈرڈ کے شارع عام میں ۲۷ دسمبر سنہ ۱۸۷۰ء کو گولی ماری گئی جو دو دن کے بعد ۳۰ دسمبر کو زخم شدید کی وجہ سے راہی ملک بقا ہوئے ۱۲۔

کر لینے کی خبر فرانس کی گورنمنٹ کو پہنچی تو وہاں کے سر آوردہ لوگوں کو بڑا غصہ آیا۔ ڈیوک ڈی گریمونٹ اور ایم اولیویئر نے دوران بحث میں نہایت سخت الفاظ زبان سے نکالے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ سلطنت پرشیا کو دھمکی بھی دی گئی کہ اگر شہزادہ لیوپولڈ آف ہوہنزولرن کو تخت اسپین کے منظور کرنے کی اجازت دیگئی تو بہتر نہیں ہوگا۔ فرانس کے اس مخوفانہ رویہ نے تمام یورپ میں ایک بے انتہا جوش پھیلا دیا۔ اور یہ بات زبانزد عام ہوگئی کہ فرانس اور پرشیا میں اب کھٹکنے والی ہے۔ مگر برٹش گورنمنٹ کی عاقلانہ اور معقول صلاح سے یہ معاملہ اصلاح پر آگیا یعنے پرنس ہوہنزولرن نے تخت اسپین سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اور عوام کو اطمینان ہوگیا کہ اب یورپ میں جنگ کے خطرہ کا احتمال جاتا رہا۔ مگر افسوس یہ ان کو دھوکا ہوا۔ فرنچ گورنمنٹ کے ایک جلسہ میں جسمیں شہنشاہ پنولین والئے فرانس بھی شریک تھے یہ رائے قرار پائی کہ بادشاہ پرشیا سے اسبات کا اقرار لیا جاوے کہ وہ شہزادہ لیوپولڈ کے تخت اسپین کی امیدواری کو آئندہ بھی کبھی منظور نہ کرے گا۔ ایم بینی ڈیٹی فرانسیسی سفیر متعینہ دربار پرشیا کو اسبات کی ہدایتیں فوراً روانہ کی گئیں کہ وہ مفصلہ بالا تجویز کو شاہ پرشیا کے حضور میں گذرانے۔ ایم بینی ڈیٹی نے ہدایتوں کے بموجب یہ تجویز شاہ پرشیا کے حضور میں پیش کی۔ بادشاہ موصوف اس درخواست کو سنکر نہایت غصہ ہوا اور ایسی درخواستوں کے منظور کرنے سے بالکل انکار کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایم بینی ڈیٹی دوبارہ بادشاہ کے حضور میں گیا اور بادشاہ کو اس درخواست کے قبول کرلینے کی ترغیب دی۔ اس پر شاہ پرشیا کو بے انتہا غصہ آیا اور اس نے فرانسیسی سفیر کو حکم دیا کہ ہمارے سامنے سے چلا جائے ایم بینی ڈیٹی نے اپنی فضول کوششوں کے نتیجہ سے فرانسیسی گورنمنٹ کو اسیوقت فوراً اطلاع دی اور

۱۵ جنوری ۱۸۷۰ء کو فرانس نے پرشیا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا۔

برٹش گورنمنٹ نے نہایت کوشش کی اور دونوں سلطنتوں کو ہر ایک طور سے سمجھایا کہ کسیطرح سے جنگ نہ ہو اور آپسمیں سمجھوتہ ہوجاوے۔ مگر اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ دونوں سلطنتوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ایک بڑی ہی خوفناک جنگ ہوگی۔ یہ لڑائی ایسی ہی ثابت ہوئی۔

---

۵ ماہ دسمبر ۱۸۷۰ء میں اسپین کی (کورٹس) پارلیمنٹ نے شہزادہ اماڈیس پسر بادشاہ اٹلی کو اسپین کا بادشاہ منتخب کیا اور یہ نیا منتخب بادشاہ ۲۔ جنوری ۱۸۷۱ء کو میڈرڈ میں داخل ہوا۔ عوام نے نہایت جوش اور تپاک سے اوس کا استقبال کیا۔

۱۹ - جولائی سنہ ۱۸۷۰ء کو شاہ ولیم نے نارتھ جرمن پارلیمنٹ افتتاح کیا اور تخت کی جانب سے مفصلہ ذیل اسپیچ خود ادا کی -

"شمالی جرمنی متعہدہ کے معزز جنٹلمین -

جبکہ تمہارے گذشتہ جلسہ میں متعہدہ گورنمنٹ کی جانب سے ہم نے تمہارا خیر مقدم کیا تھا - اُس وقت بڑی خوشی اور شکر کا مقام تھا - چونکہ یورپ کے امن و امان میں کسی قسم کی خلل اندازی ڈالے بغیر تہذیب کے پھیلانے میں اور ہماری رعایا کے خواہشات کے مطابق جو دلی کوششیں ہم نے کی تھیں اُسکے صلہ میں کامیابی کا انعام ہم کو خداوند کریم کی مدد سے ملگیا تھا - باوجود ایسی طمانیت کے اب متحدہ گورنمنٹوں کو جنگ کا خوف اور اسپر اُسکا بار ڈالا گیا ہے - آپ کو ایک غیر معمولی اجلاس کے لئے طلب کیا گیا ہے اس سے آپ کو شمال ہمارے اسباب کا یقین ہوجاوے گا کہ شمالی جرمنی متعہدہ نے قومی فوجوں کی درستی اسقدر محنت سے جو کی ہے تو اس سے کسی کو خطرہ اور خوف میں ڈالنے کا منشا نہیں تھا بلکہ ایک امن عام کی زیادہ تر حفاظت کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا - اور اب جبکہ ہم اپنی قومی فوجوں کو اپنی آزادی کے بچاؤ کے لئے طلب کرتے ہیں تو یہ صرف ہم اپنی عزت اور فرض کے احکام کی تعمیل کے بموجب کرتے ہیں - ایک جرمنی شہزادہ اسپین کے تخت کے لئے نامزد ہونے سے جسکی نامزدگی اور کنارہ کشی سے متحدہ گورنمنٹوں کو کوئی تعلق نہیں ہے شہنشاہ فرانس کو جنگ کرنے کیلئے ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا ہے - اور یہ معاملہ سفیر اسکے ذریعہ سے اس طرح سے کہلایا گیا کہ سفارت کی تاریخوں میں آجتک ایسی کوئی نظیر نہیں ملسکتی ہے اور جبکہ یہ باعث جنگ ہی جاتا رہا یعنے اُس شہزادہ نے کنارہ کشی بھی کرلی تب بھی امن عام میں خلل اندازی ڈالنے کی نیت سے اُسی کے متعلق گفتگو جاری رکھی اور اسی طرح فرانس کے ایک حاکم سابق[1] کے امن میں خلل اندازی کرنے کی بہت سی نظیریں ملتی ہیں - اگر جرمنی نے گذشتہ صدیوں میں اپنے حقوق کے تلف ہونے پر خاموشی اختیار کرلی تھی تو اُس کا سبب یہ تھا کہ جب جرمنی کی طاقت بٹی ہوئی تھی - اور منتشر ہو رہی تھی اب جبکہ آجکل جرمنی کی کل قومیں آزادی کے جنگ کے زمانہ سے متفق ہوتی جاتی ہیں اور اب جرمنی کی فوج ہر طرح سے مکمل اور تیار ہے اور دشمن کے آنے کے لئے کوئی گوشہ فوج سے خالی نہیں چھوڑا ہے لہذا جرمن قوم کی یہ خواہش ہے کہ فرانس کے حملے کی پوری مدافعت کرے - یہ الفاظ ہم نے از رو تکبر اور گھمنڈ نہیں کہے ہیں - تمام متعہدہ گورنمنٹوں اور ہم کو اس بات کا یقین کامل ہے کہ فتح اور شکست اُسی واحد کے ہاتھ میں ہے جو لڑائیوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے -

[1] حاکم سابق نپولین اوّل ۱۲

حشر کے دن خداوند کریم اور تمام مرد مان کے روبرو وہ شخص اس بات کا ذمہ دار ہوگا جس نے کہ یورپ کے درمیان دو ملکوں کی صلح جو قوموں کو آپس میں ایک خونریز جنگ میں بھڑوا دیا ہے۔ امید ہے کہ شمالی اور جنوب کی سب گورنمنٹیں حفظ حقوق اور آزادی کے لئے پورے طور سے اور جانبازی سے حملہ آوروں سے مقابلہ کرینگی۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہوگا جسطرح کہ اس نے ہمارے بزرگان کی مدد کی تھی۔ منصلہ بالا تخت کی اسپیچ کے جواب میں شمالی جرمن پارلیمنٹ نے جو ایڈریس دیا وہ حسب ذیل ہے۔

"جس مبارک زبان سے حضور نے ہم کو مخاطب کر کے تقریر فرمائی اس تقریر نے جرمن قوم میں ایک گونج پیدا کر دی ہے اور تمام جرمنیوں کے دلوں میں ایک خیال دوڑ گیا ہے۔ فرانس کی تکبرانہ درخواست کو حضور نے جس خوبی سے مسترد فرمایا اس سے تمام قوم کو بڑی خوشی اور بڑا فخر حاصل ہوا۔ جرمن قوم کو اسی قوم کے ساتھ امن سے رہنا چاہئے کہ جو ہماری آزادی کی عزت کرے۔ فرانس جو خراب بیج بو رہا ہے اسکا اثر فرانسیسی قوم کو بعد میں معلوم ہوگا۔ ہم اپنے فوجی بھائیوں کی بہادری پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں کہ وہ ایک غیر حملہ آور کے آگے کبھی سر نہیں جھکائینگے۔ ہم اپنے بہادر بادشاہ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ جسطرح سے وہ اپنے ایام جوانی میں لڑا ہے۔ خدا کی مرضی یہی ہے کہ وہ اپنی ضعیفی عمر میں اس جنگ کو اختتام پر پہنچا دے۔ آخر میں ہم کو خداوند کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ حملہ آور کی اس خراب جرأت کا اسکو بدلہ دیگا۔ عوام میں بڑا جوش ہے اور تمام دنیا نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حق بجانب ہمارے ہی کل جرمن قوم میدان جنگ میں ایک دل ہو کر لڑیگی۔ اور عزت اور آزادی اور یورپ کا امن اور عوام کی خوشحالی اسی پر منحصر ہے"

۲۰ جولائی کے پیرس کے اخبار آفیشیل جرنل میں ہفتہ وار ملکی معاملات پر مفصلہ ذیل آرٹیکل شایع ہوا جس کے پڑھنے سے فرنچ گورنمنٹ کے سرکاری رویّہ کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔

"ہمارے شہنشاہ اور جمہور اور وزارت اور ملک میں جسقدر دلی اتحاد و اتفاق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ کسی قوم کو اپنے شہنشاہ پر اسقدر بھروسہ نہ ہوگا اور نہ شہنشاہ کو اپنی رعایا سے ایسی وابستگی ہوگی جیسے کہ آجکل ہمارے ملک میں ہے۔ فرانس اپنے حقوق سے واقف ہے اور حب الوطنی کی خوشی میں اسنے اپنی قسمت اپنی بہادر فوج کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ وزیر صیغہ خارجہ نے ۱۵ جولائی کو جو بیان سینٹ کے روبرو کیا اور وزیر عدالت عامہ نے جو بیان مجلس واضعان قانون کے روبرو کیا۔ اس سے بڑا اثر ہوا۔ عوام کی رائے نے ایک لحمہ کے واسطے بھی اس امر کی تمیز کرنے میں تامل نہیں کیا کہ اس جنگ کی ذمہ داری ان کو گونیر

نہیں ہے جنہوں نے اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے اعلان جنگ دیا ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں کہ جو بوجہ حرص کے غیر قوم کو خطرہ میں ڈالتے ہیں اور جنہوں نے کہ گورنمنٹوں اور قوموں کے عام فائدوں میں خرابی ڈالی ہے۔ شاہ پرشیا نے اس بات کا خود اقرار کر لیا تھا کہ اس نے شہزادہ ہوہنزولرن کو تخت اسپین قبول کر لینے کے لئے اختیار دیدیا تھا۔ اس نے اس خفیہ طور سے ایک ایسا اتحاد کرنا چاہا تھا جو ہمارے اقتدار اور آئندہ حکمت عملیوں کا منافی ہوتا۔ پھر کیا راستے ہیں کہ ہمارے اعتراضات جائز تھے۔ پرشیا کا رویہ جو ڈنمارک کے ساتھ رہا جو کہ اب تک اضلاع شلیسوگ طلب کر رہا ہے۔ اس پر بھی ہم نے اعتراض نہیں کیا اور جو موجب عہد نامہ پراگ ڈنمارک کو ملنے چاہئیں اور گذشتہ چار سال سے وہ جنوبی جرمنی سلطنتوں میں جسطرح سے دخل دے رہا ہو اس پر بھی ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہم میں جو سلامت روی کی عادت ہے اس وجہ سے ہم ایسی بحث کو نہیں چھیڑتے ہیں جس سے دوسری قومیں دق ہوں۔ گو عہد نامجات اور دستور کے بموجب ہم کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہم ملک اسپین سے کچھ نہیں چاہتے اور نہ اس کی آزادی میں خلل دہی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے تو صرف پرنس آف ہوہنزولرن کے بارہ میں جبکو ہم جانتے ہیں کہ شاہ پرشیا کا مطیع ہے گفتگو کی تھی اور شاہ پرشیا کو اس بارہ میں ہمارے سفیر نے جائز درخواست دی تھی۔ اور ہمارے مطالبہ زائد نہ تھے۔ ہم نے تو صرف اس بات پر قناعت کر لی تھی کہ پرنس آف ہوہنزولرن نے تخت اسپین سے جو کنارہ کشی کی ہے اس کی ضمانت دیدیجاوے اور جن حادثوں نے کہ ہم کو واہی طور سے ایسا مشتعل کر دیا تھا اس کا آئندہ وقوع نہ ہووے۔ چونکہ ڈنمارک کی ڈچیوں[1] (جاگیرات) کے بارہ میں جو معاملہ گذرا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ فراموش کیا جا سکے۔ فرینک فورٹ میں ۳۰ نومبر ۱۸۵۲ء کو جو عہد نامہ ہوا تھا اس کے ذریعہ سے آگسٹنبرگ خاندان کے سرگروہ نے ایک شہزادہ کے ایمان اور عزت پر بعوض پندرہ لاکھ ڈالر کے جو ڈنمارک سے اس نے وصول پائے ڈچیون کے تمام حقوق چھوڑ دیئے تھے۔ مگر چند سالوں کے بعد اس شہزادہ کے بیٹے نے ان ڈچیز کی وراثت کا دعویٰ کیا لیکن جو روپیہ اس حقوق چھوڑنے کے عوض میں لیا تھا اس کو واپس دینے کیلئے کچھ نہیں کہا

[1] - شہنشاہان آسٹریا خاندان ہپسبرگ سے ہیں، اسی خاندان کے ایک شہزادہ نے یہ ڈچی ڈنمارک کو بیچ کر دی تھی۔ مگر قاعدہ ہے کہ شہنشاہوں پر ہوس زیادہ ہوتی ہے۔ شہنشاہ آسٹریا نے پرشیا کی معاونت سے ۱۸۶۴ء میں یہ ڈچی ڈنمارک سے لے کر فتح کر لیا۔ پرشیا کی نیت بگڑ گئی انہوں نے ان پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر یہ بجائے آسٹریا ہی کو دلائیں اسی بات سے آزردہ ہو کر پرشیا نے ۱۸۶۶ء میں آسٹریا کو شکست دی مگر اس سے یہ صوبے لے لئے۔ اس تمثیل کو بیان کر کے فرانس والے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ پرشیا بڑا غاصب اور بدعہد ہے۔ مصباح مترجم۔

خلاصہ یہ کہ متنازعہ حال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ ایک غیر طاقت نے اپنی عزت و قوت بڑھانے کیلئے جس سے ہماری عزت اور ہمارے فوائد کو نقصان پہنچے ۔ یورپ کی موازنہ قوت میں خلل اندازی کرنا چاہا۔ ہم نے تو صرف ایک چیز چاہی تھی۔ کہ ہمارا اس بات سے اطمینان کر دیا جاوے کہ آئندہ پھر یہ بات نہوگی۔ ہمارے شہنشاہ کا ابتدا سے یہی خیال ہے اور اس سے زیادہ بالکل نہیں ہے۔ ہمارے سفیر کو جو مراسلہ بھیجا گیا جو مقام ایمس میں شاہ پرشیا سے گفتگو کرنے گیا ہوا تھا اُس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ تاکہ کنارہ کشی موثر ہو اسلئے یہ ضروری ہے کہ شاہ بھی اس میں شامل ہوں اور تم کو اس قسم کا اطمینان دلادیں کہ وہ آئندہ بھی اپنی نامزدگی کا اختیار نہ دینگے۔ اسطرح سے یہ سوال جو ابتدا ہی میں بیان کردیا گیا تھا۔ ہمارے اس سوال کا جواب کیا دیا گیا یہی کہ کانفرنس یعنے سفارتی گفتگو بند کردیگئی۔ کونٹی بنی ڈیٹی نے مرسولہ ہدایات پر عمل کرکے ایک لفظ بھی زبان سے ایسا نہیں نکالا تھا کہ جو پرشیا کے لئے مزیل حیثیت ہو۔ نہایت ادب سے اُس نے شاہ ولیم سے صرف یہ درخواست دی کہ اگر تخت اسپین کیکو پھر دیا جاوے تو آپ پرنس ہنز ولرن کو اس کے منظور کرنیکا اختیار نہ دیں۔ شاہ نے اسبات کو نامنظور کرکے فرانس کی عزت کو نقصان پہونچایا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے ایک ایڈیکانگ کی معرفت ہمارے سفیر کو کہلا دیا کہ ہم سفیر فرانس کو دیکھنا نہیں چاہتے اور اس طرح سے ہماری عزت کو صدمہ پہنچایا۔ علاوہ ازیں شاہ پرشیا نے جنگی تیاری شروع کردی ہے اور برلن کی کیبنٹ نے اپنے تمام سفیران ممالک غیر کو اس مضمون کے تار بھیجے اس میں فرانس کی نسبت سخت توہینی کلمات استعمال کئے ہیں۔ غصے سے لرزتے ہوئے فرانسیسیوں نے اب اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہے سینٹ اور مجلس وضعان قانون نے اپنی حب الوطنی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے جسطرح سے کہ سینیٹ کے پریزیڈنٹ نے کہا تھا فرانس اب صرف خدا ہی سے امید رکھتی ہے اور اپنی بہادری سے اپنی فتحمندی کی امید ہے۔"

۲۱ جولائی کے آفیشل جرنل اخبار میں مفصلہ ذیل شہنشاہی اعلان تمام فرانسیسی قوم کے نام شائع ہوا۔

"اے فرانسیسی قوم!

"انسان کی زندگی میں کچھ ایسے موقع بھی ہوتے ہیں جبکہ قوم کی عزت کو نقصان پہنچایا جاوے تو تمام فوائد کو نظر انداز کرکے جان و مال سے ملک کو فائدہ پہنچانا چاہئے اور وہ موقع اب فرانس میں آگیا ہے سلطنت پرشیا نے جسکی جانب ہم نے دوران جنگ ۱۸۶۶ء سے اور بعد ختم جنگ سے ہم نے نہایت دوستی کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ ہماری عمدہ خواہشوں اور تحمل کی کچھ قدر نہیں کی اور خوفناک رویہ اختیار کرلینے

اسے اُس نے ہر چہار جانب بے اطمینانی پھیلادی ہے اور اپنی حفاظت کے لئے اسوجہ سے ہر سلطنت کو اپنی فوج زیادہ کرنے پر مجبور کردیا ہے اور اپنی طرزِ عمل سے یورپ کو اُس نے لشکرگاہ بنا دیا ہے۔ جہانکہ ہر روز غیر قابل اطمینان حالت ہے اور ہر روز آئندہ کا خوف کیا جاتا ہے کہ خدا جانے کل کیا ہوگا۔ یہ آخری وقت جو ہوا ہے اس سے بین الاقوام تعلقات کی کمزوری ظاہر ہے اور اب حالت نازک ہوگئی ہے۔ پرشیا کے اس آخری طرزِ عمل پر ہم نے اعتراض کیا۔ ہمارے عذرات کی پرشیا نے کچھ پروا نہیں کی۔ اور ہمارے واسطے حقارت آمیز کارروائی شروع کی۔ ہمارے کل ملک کو اس رویہ پر بہت غصہ ہے اور فرانس کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک ایک ہی آوازِ جنگ جنگ کی گونج رہی ہے۔ اب ہمارے لئے صرف یہ بات باقی ہے کہ ہم اپنی قسمتوں کو ہتھیاروں کے فیصلے پر چھوڑ دیں۔"

"ہم جرمنی سے جنگ نہیں کرتے جسکی آزادی کا ہم ادب کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنکو قوم جرمنی کہا جاتا ہے انہیں اختیار ہے چاہے وہ اپنی قسمتوں کا فیصلہ کسی طرح کریں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے تئیں مضبوط اور اپنی آئندہ حفاظت کو زیادہ مستحکم کریں۔ عوام کے فوائد کو مدِّنظر رکھکر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ کو امن نصیب ہو جاوے اور اس خطرہ کی حالت کا خاتمہ ہو جاوے جسکے خوف سے تمام قومیں اپنی تمام آمدنی کو فوج اور ہتھیار کی درستی پر صرف کر رہے ہیں۔"

"اے فرنچ قوم۔ ہم اب اپنے تئیں اپنی بہادر فوج کی اعلےٰ افسری پر مقرر کرتے ہیں جو اپنے فرض کی ادائگی اور حب الوطنی کے جوش سے بھری ہوئی ہے۔ وہ اپنی قدر خود خوب جانتی ہے چونکہ دنیا کی ہر چہار جانب جدھر اُس نے رخ کیا فتح اُسکے ساتھ ساتھ رہی ہے۔ گو ہمارا فرزند ابھی نوعمر ہے لیکن ہم اسکو بھی اپنے ہمراہ رکھینگے وہ اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہے جو اُسکے نام سے اُسپر مقرر کئے ہیں اور جو لوگ کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لڑتے ہیں اُن کے خطروں میں شریک ہونے کا اُس کو فخر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوششوں میں برکت دیوے۔ وہ بڑی قوم جو اپنے واجبی حق کی حفاظت کرتی ہے وہ کبھی شکست نہیں پاتی۔"

راقم۔ نیپولین

شاہ پرشیا کی جانب سے ۱۷۔ جولائی کو اسٹاٹس انزیگر اخبار میں حسب ذیل شاہی اعلان مشتہر ہوا۔

"ہم معہ کل جرمنی افواج کے ایک خود غرضانہ حملہ کے مدافعت کے لئے تلوار کھینچنے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔ خداوند کریم اس بات سے خوب آگاہ ہے اور عوام الناس بھی جانتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانب سے جنگ

نہیں چھیڑا ہے اور اس خیال سے ہم کو بڑی تسلی ہوتی ہے۔ ہمارا دل طمانیت دیتا ہے کہ خداوند کریم وہ بھی حق کو
فتح کریگا۔ گو لڑائی بڑے پیمانہ پر ہوگی اور جرمنی کے بہت آدمی ضایع ہونگے اب ہم اُس عالم الغیب کے بھروسہ
پر میدانِ جنگ میں جاتے ہیں اور اُس سے بعاجزی التجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ ہم خداوند کریم کا شکریہ
ادا کرتے ہیں کہ جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی قوم کے دلوں میں جوش بھر گیا اور اس خودغرضانہ حملہ پر
اُنہوں نے علانیہ اپنی ناراضگی ظاہر کی اور خداوند کریم پر اُن کو خوشی کے ساتھ یہ بھروسہ ہے کہ وہ فتح اُسی قوم
کو دیگا جو راہ راستی پر ہوگی۔ ہماری رعایا ہمارے ساتھ ہمراہ ہو کر اسیطرح لڑے گی جسطرح کہ ہمارے والد
مرحوم کے زمانہ میں لڑی تھی یقین ہے کہ رعایا ہمارے ہمراہ ہو کر جانبازی سے لڑکر قوم کے لئے امن کا زمانہ
پھر کر دیگی۔ ہم کو اپنے بچپن ہی کے زمانہ سے اس بات کا یقین ہوتا گیا ہے کہ تمام امور کا انحصار اور خاتمہ خداوند
کریم کی مدد پر موقوف ہے۔ ہم کو اُسی پر بھروسہ ہے اور ہم اپنی رعایا سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنا بھروسہ اُسی معبود پر
رکھیں۔ ہم خداوند کریم کے آگے اُس کے رحم کے لئے سر جھکاتے ہیں اور اپنی رعایا اور ہم وطنوں سے ہم کو امید
ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرینگے۔ اس لئے ہم حکم دیتے ہیں کہ ۲۷ جولائی بدھ کا دن ہم نے دعا اور عبادت کیلئے
مقرر کیا ہے اُسدن سرکاری اور خانگی سب امور سے الگ ہو کر ہمارے ملک کے تمام گرجاؤں میں دعا مانگی
جاوے اور جب تک جنگ جاری رہے ہمیشہ عبادتوں میں فتح کے لئے دعا مانگی جایا کرے۔ اور ہم کہ ہم اپنے دشمنوں
سے بھی مثل سچے عیسائیوں کے سلوک کریں۔ اور ہم کو خداوند کریم ایک ہمیشہ کے امن کا زمانہ نصیب کرے
جسکی بنیاد جرمنی کی عزت اور آزادی پر مبنی ہو۔

دستخط۔ ولیم

مقام برلن۔ مورخہ ۳۱ جولائی۔ ۔ون ہولہ۔

۲۲ جولائی کو پرشیا والوں نے شہر کیل کے قریب جو پل تھا اُس کو بارود سے اُڑا دیا اور پل پر جو برجیاں
بنی ہوئی تھیں وہ اُڑکر دریا سے بیدن کے پرلے کنارے پر فرانسیسی علاقہ میں جا کر گریں۔

۲۷ جولائی کے ریشز گزٹ میں ایک معاہدہ کا مسودہ شایع ہوا جو کچھ عرصہ گذرا کونٹ بینی ڈیٹی نے کونٹ
بسمارک کو دیدیا تھا۔ اخبار مذکور کو اس معاہدہ کے شایع کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی اصل مسودہ جو کونٹ بینی ڈیٹی
کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ وہ اب برلن کے سرکاری دفتر میں موجود ہے۔ [illegible]

"شاہ پرشیا اور شہنشاہ فرانس کو یہ بات قرین مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان ہر دو سلطنتوں میں جو رشتہ تھا

اور دوستی ہے وہ اور زیادہ مستحکم کیا جاوے اور ماسوا اس کے دنیا کے امن و امان کے قیام کی حفاظت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ دونوں ملکوں میں آپس میں ایسا سمجھوتہ ہو جائے کہ اُن کے درمیان جو امر آئندہ رشتہ اتحاد میں واقع ہو باسانی فیصلہ ہو جایا کرے۔ اس غرض سے دونوں سلطنتوں نے ایک معاہدہ کرنے کی خواہش کی ہے اور اس امر کے کرنے کے لئے چند آدمیوں کو اپنی جانب سے ہر ایک سلطنت نے اپنا مختار باختیار کامل مقرر کیا ہے اور اُن کے اتفاق سے حسب ذیل شرائط معاہدہ کے ٹھہرے ہیں "

"شرط اوّل۔ آسٹریا اور اس کی مددگار سلطنتوں سے پرشیا نے جس قدر قطعات ملک جنگ میں حاصل کئے ہیں شہنشاہ فرانس اُسکو منظور کرکے اُس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور شمالی جرمنی تعہد کے قیام کے لئے اُن مفتوحہ ممالک میں جو محکمہ جات یا انتظامات کہ شاہ پرشیا نے تعمیر یا مقرر کرے ہیں یا آئندہ مقرر کرینگے اُس کو شہنشاہ فرانس منظور کرتے ہیں۔ اور اُس کے قیام کے لئے بوقت ضرورت شہنشاہ فرانس شاہ پرشیا کی مدد کے لئے اقرار کرتے ہیں "

"شرط دویم۔ شاہ پرشیا اقرار کرتے ہیں کہ فرانس اگر موبکسمبرگ کو فتح کرے یا اپنی سلطنت میں ملا دے تو شاہ پرشیا اُس کی مدد کرینگے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے شاہ پرشیا شاہ نیدرلینڈ سے عہد و پیماں کرکے شاہ نیدرلینڈ کو اس بات کی ترغیب دینگے کہ وہ ڈچی مذکور کے شاہانہ حقوق شہنشاہ فرانس کو دیدیں اور اُس کے عوض کوئی معقول معاوضہ لیلیں۔ اس کارروائی میں جس قدر روپیہ صرف ہوگا وہ شہنشاہ فرانس ادا کرنے کا اقرار کرتے ہیں "

"شرط سوم۔ اگر شمالی جرمنی تعہد کا جنوبی جرمنی ریاستوں سے پھر دوبارہ اتحاد ہو جاوے تو بشرطیکہ اس اتحاد سے آسٹریا الگ رہے شہنشاہ فرانس کو اس اتحاد پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس اتحاد کے بعد ایک مشترک پارلیمنٹ سب ریاستوں کی ہوگی اور ریاستہائے مذکورہ کے شاہی اختیارات کا پورا لحاظ ہوگا "

"شرط چہارم۔ اگر شہنشاہ فرانس ملک بلجیم پر قبضہ کرنا یا اُس کو فتح کرنا چاہینگے تو شاہ پرشیا فرانس کو اپنی فوج سے مدد دینگے۔ اور ایسی حالت میں اگر کوئی دیگر سلطنت فرانس سے جنگ کریگی تو شاہ پرشیا فرانس کو برخلاف ایسی کسی دوسری سلطنت کے بحری اور برّی فوج سے مدد دینگے "

"شرط پنجم۔ شاہ پرشیا اور شہنشاہ فرانس آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی ملک پر حملہ کرینگے تو شامل ہو کر حملہ کرینگے اور اگر کوئی حملہ کرے تو ہر دو سلطنتیں شامل ہو کر اُس حملہ کی مدافعت کرینگی اور اس معاہدہ کے قیام کرنے

اقرار کرتے ہیں اور فیصلہ بالا معاہدہ کے بموجب وہ اپنی اپنی سلطنتوں کے اغراض کی حفاظت باہم ملکر کیا کرینگے"۔

اس مسودہ معاہدہ کے شایع ہوجانے سے۔ انگلینڈ اور دوسری یورپین سلطنتوں میں بڑا جوش عظیم پھیل گیا اور برٹش وزیر صیغہ خارجہ نے ایک یادداشت اپنے ہر دو سفیران متعینہ پیرس اور برلن کے پاس ارسال کی اور اس میں دریافت کیا کہ کونسی سلطنت نے اول یہ مسودہ معاہدہ لکھا ہے۔ مگر اس بات کا ٹھیک پتہ نہ لگ سکا کیونکہ فرانس نے کہا کہ پرشیا نے اسے اول شایع کیا اور پرشیا نے یہ بیان کیا کہ کونٹ بینی ڈیٹی نے اس کو تحریر کیا تھا۔

جرمنی فوج کی تقرری خاص حسب ذیل عمل میں آئی۔

شاہ پرشیا کل فوجی اختیار شاہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا گویا اپنی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا اور جنرل مولٹکی کو اپنے ہمراہ رکھا۔ اور ملک کی کل فوج کو تین بڑے بڑے حصوں میں منقسم کر کے ایک حصہ پر اپنے ولیعہد کو افسر اعلےٰ مقرر کیا اور دوسری فوج پر ہز رائل ہائنس پرنس فریڈرک چارلس کو افسر اعلےٰ متعین کیا اور تیسرے حصے پر جنرل سٹائن مٹز کو افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ اور شمالی جرمنی اتحاد کی کل ریاستوں کی فوجیں اس میں شامل تھیں۔

جولائی کے تیسرے ہفتے کے ختم پر ایک بڑی مضبوط فرانسیسی فوج سرحد پر شمال تہرانویل کے تھیون ویلی سے فیشیبی سوطلی اور بلفورٹ ہوتی ہوئی ووسجز کے جنوبی پہاڑیوں تک مقیم ہوگئی۔ اول فوج جو زیر کمان مارشل بیزین کی تھی اور جس میں خاصکر الجیریا کی فوج تھی وہ کچھ عرصہ پہلے ہی جنوب سے روانہ ہوگئی تھی اور اسٹراسبرگ میں اور اس کے نواح میں جمع ہوگئی تھی۔ پانچویں اور دوسری دو کورز فوجیں جو زیر کمان جنرل فیلی اور جنرل فروسارڈ کی تھیں جس میں سے پہلی تورس سے آئی تھی اور دوسری چالنز سے آئی تھی بیچی اور سینٹ اوالڈ پر مقیم تھیں جو بریٹش پراونس کے کنارہ کنارہ پر ہے۔ چوتھی کورز کا کمانڈر لاڈمیرالٹ تھا اور تیسرے کورز کا کمانڈر بزین تھا جو مٹز کے قلعہ کے پاس مقیم تھا چھٹی کورز کنروبرٹ کے ماتحت تھی جو چالنز سے نانسی کو آرہی تھی اور امپیریل گارڈ کی فوج پیرس سے سرحد کو آرہی تھی۔ اور جنوب مشرق میں جو ساتویں کورز تھی وہ زیر کمان ڈوے شہر بلفورٹ کے قریب مقیم تھی اور اسجگہ فرانس کی طاقت بہت کم تھی۔

فرانس کی فوجوں کی یہ حالت تھی اور جس طریقہ سے کہ وہ جمع ہوئیں سرحد جرمن کی جانب بتدریج

بڑھی جا رہی تھیں۔ اور بعض جگہ تو ماہ جون کے ختم سے پہلے ہی جمع ہوگئی تھیں اس سے یہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ اعلان جنگ سے پیشتر ہی فرانس نے پروشیا پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہوگا۔ دن پہ دن گذرتا گیا مگر فرانسیسی
فوج اسی طرح خاموش رہی اور فوج کے ڈویژن بھی حملہ کرنے کے لیے باہم نہیں ملیں اور ابھی تک یہ سوچا ہی جا رہا
تھا کہ کس طرح اور کہاں پر حملہ کیا جاوے۔ اس بات کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ شہنشاہ فرانس کو اب معلوم ہوا
کہ فرانس کی فوج جیسا کہ اس کو خیال کیا گیا تھا اس سے بہت کمزور پائی گئی اور کمسریٹ اور رسد رسانی کا انتظام
نہایت ناقص اور خراب تھا یہی وجہ تھی کہ جنگ کا اعلان دیتے ہوئے تین ہفتے گذر گئے اور کوئی حملہ نہیں کیا گیا
اور اس عرصہ میں دشمن کو خاصی مہلت سرحد تک آنے کی مل گئی جبکہ شہنشاہ فرانس [ٹ] سار کے کنارے پر آرام میں
پڑا ہوا تھا اس کے دشمن لڑائی کے لیے خوب تیاری کر رہے تھے جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی ریاستوں
کو یہ حکم بھیجا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی فوجوں کو لڑائی کے لیے تیار رکھیں اور تمام فوجیں حب الوطنی کے جوش میں لڑائی
کے لیے تیار ہوگئیں بحیرہ شمالی سے دریائے ڈینوب تک اور رائن سے نیمن تک تمام دشمن کے مقابلہ کیواسطے
کل فوج اور عوام لوگ بڑی خوشی سے لڑنے کیلئے تیار ہوگئے۔ اور غیر ممالک میں جو جرمنی آباد تھے۔ وہ بھی لڑائی
میں شامل ہونے کو آمادہ بجوشی ہوگئے۔ اور ہر دیہہ اور شہر میں عام لوگ مسلح ہو کر تجربہ کار افسروں کی ترتیب
میں قواعد وغیرہ کرنے لگے اور لڑائی کے لیے سب تیار ہوگئے۔ اور اس طرح سے باقاعدہ فوج کی مدد کو ایک
اور بڑی فوج تیار ہوگئی اور مغرب کی جانب تمام فوج سرحد فرانس پر ریلوں میں جلد جلد جانے لگی عینی شاہد کا
بیان ہے جولائی کے دوسرے ہفتے سے اخیر جولائی تک جرمنی کی ریلوے لائن پر بے شمار جرمنی فوجیں ہر روز
برابر چلی آتی تھیں۔ اور ہر فوج کے لیے جو جو مقامات مقرر کر دیے گئے تھے وہاں باقاعدہ فوج چلی جا رہی تھی۔
اور اس طرح سے جرمنی کے صوبہ رائن کے قلعوں میں برابر فوج قلعہ بند الگ ہوتی جاتی تھی۔ دمدمے اور فصیلوں
کی مرمت کی جاتی تھی خندقیں پانی سے بھری جاتی تھیں۔ اور توپیں قلعوں کے برجوں پر چڑھائی جاتی تھیں
تاکہ حملہ آور کا خوب مقابلہ ہو سکے۔ سب سے اول دنوں میں ان تینوں بڑی بڑی جرمن فوجوں نے اس قطعہ
ملک پر قبضہ کر لیا جو رائن اور موسیلی کے درمیان واقع ہے اور جو مدتوں تک جرمنی اور فرانسیسی قوم کے درمیان
جنگ گاہ رہا ہے۔ اول وہ فوج جس میں ساتویں اور آٹھویں اور کچھ حصہ دسویں کور کا شریک تھا اور جو زیر
کمان جنرل سٹائن میٹز تھے۔ شمال سے روانہ ہو کر وادی موسیلی کی جانب چلی گئی تھی اور شہر بنجن سے جو ریلوے
لائن آئی تھی اس کے متوازی مقیم تھی اور اب وہ سار تک خیمہ زن ہوگئی تھی جہاں سے اس کا پچھلا

[ٹ] سار نام دریا ہے

ڈویژن کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ فوج دوم جسکے افسر پرنس فریڈرک چارلس تھے اور جو پرلتے نام شاہ کے زیر کمان تھے۔ اُس نے دریائے رہائن کو منہیم اور مینیس پر عبور کر کے اُس قطعہ ملک پر قبضہ کر لیا جو شمالی ووسجز اور ہیچ ڈیلیٹ کے درمیان واقع ہے مگر جسقدر فوج اوّل بڑھ گئی تھی یہ تمام فوج اس قدر ملک کے اندر نہ بڑھی تھی۔ مگر اس کا مقدمہ الجیش سٹائن مٹز کی فوج کے ساتھ شریک ہو گیا تھا اور رہائن لینڈ کا راستہ فوج دوم کے قبضہ میں تھا۔ اس فوج میں سات کور شریک تھیں۔ یہ فوج دوم جرمن افواج کی مرکز تھی اور حملہ کرنے اور حملہ روکنے دونوں باتوں کیلئے یہ تیار تھی تیسری فوج ولیعہد کے زیر کمان تھی جس نے بھی دریائے رہائن کو عبور کر لیا تھا اور اسمیں تین کورز تھیں اور اُس کے ہمراہ بویریا کی دو کورز اور بیڈن اور ورٹمبرگ کی کنٹنجنٹ بھی تھیں۔ اور یہ فوج لاٹر تک پہنچ گئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ال ساس کی سرحد پر فرانسیسی فوج بہت کمزور تھی۔ جنگ کے اعلان کے وقت فرانسیسی فوج کی آٹھ کورز کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار آدمیوں کی بتلائی جاتی تھی اور توپوں اور گھوڑوں کی تعداد بھی مناسب تناسب سے ظاہر کیگئی تھی۔ مگر کہتے ہیں کہ ان آٹھ کورز میں مشکل سے تین لاکھ جوان ہونگے۔ اور رہینش پراولنز کے قریب صرف ۲ کورز ہی قابل جنگ تھیں۔ چونکہ ڈوئے اور کنزوبرٹ کی فوجیں ابھی بہت فاصلہ پر تھیں۔ اسلئے یہ بات مشتبہ ہی کہ فرانسیسی فوج جو تیون ویلی۔ میٹز اور اسٹراسبرگ کے درمیان خیمہ زن تھی اُس کی تعداد آیا دو لاکھ بیس ہزار جوان کی ہوگی۔

لیکن یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی کہ اگست کی ۲ اور ۳ تاریخ تک جرمنی کی دو لاکھ فوج دریائے سار اور لاٹر کے پیچھے سرحد فرانس پر پہنچ گئی تھی اور رہینش پراولنز سے جو شارع عام ملک فرانس میں آتے ہیں اُس راہ سے اور دو لاکھ جرمنی فوج سرحد فرانس پر آ رہی تھی اور انکی فوج اور اس فوج میں ہر بات کے متعلق گفتگو ہوا کرتی تھی۔ فرانس کی جانب سے جو توقف ہوا اس سے جرمنی نے فائدہ اٹھا کر رہائن لینڈ میں اپنی اس قدر فوج لا ڈالی کہ فرانس کی فوج سے اسکا تناسب ۲ اور ایک کا ہو گیا۔ یہ بات فرانسیسی کمانڈروں کی غفلت اور جرمن کمانڈروں کی ہشیاری اور چالاکی سے عمل میں آئی کہ جرمن کی فوج اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ نقشہ پر اگر نظر ڈالی جاوے تو معلوم ہو کہ تھیون ویلی سے اسٹراسبرگ کے شمال تک جو فرانسیسی فوج بطور مقدمہ الجیش پڑی ہوئی تھی وہ بالکل منتشر اور بکھری ہوئی تھی اور میٹز سے جو مدد موقع پر ملتی یہ اُس سے بھی الگ ہو گئی تھی۔ پس اگر دشمن اُسپر آ پڑتا تو اس فوج کا ایک آدمی بھی جاں بر نہ ہوتا۔ دوسری جانب جرمنی کی فوج سار لوس اور ولیسمبرگ کے درمیان جمع تھی اور اسکی مدد کے لئے دیگر فوجیں بہت قریب مقاموں میں موجود تھیں

اور تین ریلوے لائن اور بے شمار سڑکوں پر منقسم تھیں۔ اور حملہ کرنے کے وقت اس طرح بہت جلد ایک بڑی فوج جرمنی کی فرانس میں داخل ہو سکتی تھی۔ اس بات سے جرمنی کمانڈروں کی لیاقت اور بہادری اور قوت اور عزم کا پتہ لگتا ہے جو کہ فوجی کارروائی میں ضروریات سے ہیں۔

ناظرین کو مختصر طور سے دونوں قوموں کے حالات سے آگاہ کرکے آئندہ ان لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو دونوں قوموں میں ہوئیں۔ اور ان کے کیا کیا بڑے نتیجے نکلے۔ اس سے آگاہی دی جاوے گی۔

فصل اوّل

آغازِ جنگ

۲۔ اگست سنہ ۱۸۷۰ء کو فرانسیسیوں کی جانب سے جنگ کا آغاز ہوا۔ جنرل فروسارڈ کے کور کے ایک دستہ فوج نے شہر ساربروک سے ایک چھوٹی سی پرشیا کی فوج کو ہٹا دیا۔ فرنچ فوج نے پہاڑیوں پر مقیم ہو کے جہاں سے ساربروک نیچے کی جانب علیٰ ان کی زد میں تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پرشیا کی فوج کو پسپا کیا مقابلہ بھی بہت ذرا سا ہوا۔ اور حملہ آور کیونکہ آگے نہیں بڑھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بس انہوں نے صرف حملہ کا آغاز کر دیا اور دشمن کر چن کی اس مفید جنگ تضیہ قبضہ کرکے ان کی یہ خواہش تھی کہ اس جگہ جو مشرق اور مغرب سے ریلیں آتی ہیں ان دونوں لائن کا سلسلہ توڑ دیا جاتے اور زیادہ تر یہ بات تھی کہ پرنس امپیریل ولیعہد فرانس کو جو شہنشاہ فرانس کے ہمراہ اس لڑائی کے اخیر میں یہاں موجود تھا جنگ کی نقل یعنی چھوٹی سی لڑائی کرکے دکھا دیجاوے۔ فرنچ فوج کی جانب سے اس موقعہ پر خوفناک آلۂ حرب میٹریلیوز سے بھی اوّل ہی اوّل کام لیا گیا (میٹریلیوز ایک قسم کی کئی نال والی توپ تھی جس میں سے گولی اور گولیاں مثل بوچھاڑ کے نکلتی تھیں) اور پرنس امپیریل نے ایکدفعہ اپنے ہاتھ سے اس خونخوار توپ کو فیر کیا۔ تو شہنشاہ فرانس نے شہنشاہ بیگم یوجینی کو ایک تار بھیجا اور اسمیں تحریر کیا کہ لوئس (نام ولیعہد فرانس) نے توپ چلانے کا بپتسمہ لے لیا ہے (مجازاً ابتدائی کام یا آغاز کرنے کو کہتے ہیں) دوسرے روز اس فرنچ لائن میں بالکل خاموشی رہی۔ فوجیں اپنی سابقہ جگہوں پر ہی مقیم رہیں اور کہتے ہیں کہ فرنچ فوج نے ساربروک اور سارلاوس کے درمیان قطعہ ملک کے ایک حصہ میں دشمن کی فوج کی دیکھ بھال بھی کی مگر کسی فرانسیسی جنرل کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دشمن کے تینوں لشکروں کے کمانڈر سامنے سرحد پر چند میل ہی پر تھے

فاصلہ پر پڑے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے روز اُن کو اس کا خمیازہ اُٹھانا پڑا۔

جنگ ویسمبرگ

۴۔ اگست کی صبح کو ولیعہد پرشیا کی فوج نے دریائے لاڑ کو عبور کرکے جنرل میکمہن کی فوج کے ایک حصہ پر جو اپنی کل فوج سے آگے بڑھ آیا تھا اور ویسمبرگ کے پرانے شہر کے نزدیک خیمہ زن تھا حملہ کر دیا۔ شہزادہ پرشیا نے مثل ایک عاقل کمانڈر کے کل فوج اکٹھی کرکے حملہ کیا اور اُسکی خواہش تھی کہ دشمن پر ایسا حملہ کیا جاوے کہ قطعی ہوا ور دشمن کو کامل شکست ہو۔ کیونکہ جنگ کے موقعہ پر ایسا ہونا بہت مفید ہوتا ہے شاہزادہ نے ریاست بیڈن کی فوج کے ڈویژن کو اپنے میسرہ پر مقرر کرکے تین ڈویژن فوج سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا۔ فرنچ فوج بالکل بےخبر تھی اور اُسکو دشمن کے یکایک آ پڑنے سے تعجب ہوا۔ پرشیا کی فوج چالیس ہزار تھی اور فرانسیسی فوج دس یا بارہ ہزار ہوگی۔ اور نتیجہ وہی ہوا جو ایسی حالت میں ہونا چاہئے تھا یعنی جبکہ تین گنا زیادہ فوج یکایک دشمن پر حملہ کر دے جو لڑائی کے لئے تیار نہ ہو۔ فرانسیسی فوج بے پرواہی سے اپنے کیمپ میں اِدھر اُدھر پڑی ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ صبح کا ناشتا کھا رہی تھی کہ یکایک پرشیا کی فوج نے جنگل میں سے برآمد ہوکر جہاں کہ وہ چھپی ہوئی تھی فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا۔ اور فرانسیسی فوج کو بالکل منتشر کر دیا۔ اور گو فرانسیسی فوج نے تھوڑی دیر تک دلیری سے حملہ کو روکا اور ویسمبرگ کے قریب احاطوں اور مکانوں کی آڑ میں سے لڑتی رہی لیکن دشمن کی فوج کی زیادتی کیوجہ سے وہ گھبرا گئی اور جبکہ پرشیا والوں نے گیس برگ کو اُڑا دیا تو بہت سی فرانسیسی فوج گھبراہٹ میں بھاگ نکلی اور جبکہ جنرل ڈوے اس فوج کا کمانڈر بھی مارا گیا تب باقیماندہ فوج نے بھی راہ گریز اختیار کی۔ اور بھاگتے ہوئے ایک توپ بھی چھوڑ گئے۔ جو پرشیا والوں کے ہاتھ لگی اور پانسو فوج فرانسیسی قید ہوکر پرشیا والوں کے پاس مقید ہو گئے۔

گو ویسمبرگ کی لڑائی سے کوئی مفید نتیجے تو نہیں نکلے لیکن فاتح قوم کے ہتھیاروں کو کامیابی کا وہ خطاب ملگیا جو ابتدائی معرکہ میں بڑے شوق سے دیکھا جایا کرتا ہے۔ ۵۔ اگست کا تمام دن ولیعہد نے اُن فوجوں کے جمع کرنے میں گذارا جو ویسمبرگ سے آگے بڑھ گئی تھیں اور شام ہونے سے پہلے پہلے ایک لاکھ بیس ہزار پرشیا کی فوج ایک جگہ جمع ہو گئی اور سرحد سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک اعظم جاتی تھی اُسکے قریب یہ فوج جمع تھی اور بیڈن کی فوج اُس سڑک پر خیمہ زن تھی جو پہلی سڑک کے متوازی لاڑ برگ سے جاتی ہے۔ اگر ڈی فیلی پانچویں فرانسیسی کور

کے ساتھ دیگر فرانسیسی فوج کو ملا کر جو سامنے پڑی ہوئی تھی جرمنی کی فوج پر حملہ کرتا تو پرشیا کی فوج کو آگے بڑھنے سے
روک ہو جاتی۔ مگر ڈیوک فیلی نے صرف ایک ڈویژن فوج پہاڑیوں کی پرلی طرف بھیجی جس سے بہت کم
فائدہ ہوا اور اپنی تمام فوج لئے ہوئے ایک ہی جگہ پڑا رہا۔ اور ادھر جرمنی فوج سب ایک جگہ جمع ہو گئی۔

اس اثنا میں مارشل میکمہن نے جو اول فوج کور کے ساتھ جس میں تھوڑی تھوڑی کمک آکر شریک ہوتی
جاتی تھی۔ شہر ہیگناؤ کے قریب مقیم تھا اور لڑنے جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ویسمبرگ میں فرانسیسی فوج
کی شکست سنکر اپنی تمام فوج کو بغیر توقف کے جمع کر لیا اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اُس نے ایک مضبوط
اور بلند مقام تلاش کر کے اپنی فوج کو دریائے سار کے کنارے شہر ریچ شوفن سے السا س
شاس تک پھیلا دیا۔ فرانسیسی میمنہ کی فوج قصبہ ریچ شوفن پر مقیم تھی جو قریب شہر اور پہاڑیوں کی وجہ
سے محفوظ جگہ تھی۔ اور قلب کی فوج اُس مقام میں خیمہ زن تھی جو فروش ویلر اور شہر وارتھ کے درمیان
واقع ہے اور میسرہ السا س ہاسن تک پھیلی ہوئی تھی اس کے قریب ایک گاؤں اور ایک پہاڑی تھی
ان پہاڑیوں کی مغرب کی جانب جو میدان پڑا ہوا تھا میکمہن کی مقدمۃ الجیش یہاں بہت مضبوط تھا اور
اور میسرہ کی فوج محفوظ جگہ پر تھی اور میکمہن کی فوج ایسی جگہ مقیم تھی کہ اگر دشمن حملہ کرتا۔ تو ہر ایک قسم کی روک
اُس کو حائل ہوتی مثلاً احاطہ اور دیہات اور باغات اور ندیاں وغیرہ۔ پس میکمہن اسی مقام پر دشمن کے
حملہ کرنے کا منتظر ہو کر مقیم ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بندوبست جنگ کے واسطے لائق کمانڈر کو کرنا
چاہئیں وہ اس نے سب کر لئے میکمہن کی فوج پینتالیس ہزار تھی اور اس نے اس فوج کو دو قطاروں
میں صف آرا کیا۔ اور سواروں کی فوج الگ محفوظ طور پر پیچھے رکھی۔

ولیعہد پرشیا کے پاس بھی دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بہت بڑی فوج موجود تھی۔ اُس نے قلب میں دو کورز
بویریا کی فوج کے اور دو کورز پرشیا کی فوج کے رکھے۔ اور ایک ڈویژن ویٹمبرگ کی فوج کی تھی۔ غرضکہ ایک
لاکھ بیس ہزار فوج اور چار سو توپیں لیکر ولیعہد پرشیا فرانسیسی سپہ سالار میکمہن کے مقابلہ کے واسطے روانہ
ہوا۔ پرشیا کی فوج نے مجبوراً اپنا رُخ اب دہنی جانب پھیرا اور اشٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اُس سے وہ ذرا
علیحدہ ہو گئے۔ اس وجہ سے ۶ اگست کی صبح کو جرمنی کی فوجیں ذرا دور دور ہو گئی تھیں۔ اور
جبکہ پرشیا کی قلب اور میمنہ فوج کی فرانسیسی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ پرشیا کی فوج کے بہت سے ڈویژن
بہت فاصلہ پر دور تھے۔

جنگ وُوارتھ

۶۔ اگست کو دن نکلنے کے دو گھنٹے کے بعد پرشیا کی قلب و میمنہ کی سپاہ نے لڑائی شروع کردی
فرانسیسی فوج نے بھی اسکا سختی کے ساتھ جواب دیا جسکی وجہ سے پانچویں پرشیا کور نے اپنی توپیں بغرض
حفاظت آگے کیں جرمنی کے کمانڈر ابھی تک اپنی فوج کے بڑھکر حملہ کرنے کے منتظر تھے۔ بویریا کی فوج
نے آگے آگے بڑھکر فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کرکے انہیں پریشان کردیا مگر دس بجے کے قریب یہ بویریا کی
فوج واپس ہٹنے پر مجبور ہوئی۔ جب یہ فوج پیچھے ہٹ گئی تو پرشیا کی پانچویں کور فرانسیسی فوج کی زد میں آگئی۔
میکمہن نے اس موقع کو پاکر اپنی فوج سے دشمن کی اس تنہا فوج پر حملہ کرکے اس کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ مگر
ووارتھ کے قریب دو گھنٹے تک نہایت خونریز لڑائی رہی۔ دونوں فوجیں نہایت بہادری سے لڑیں
لیکن پرشیا کی گیارھویں کور کے آجانے سے۔ فرانسیسی فوج جو اب کم تعداد تھی مجبوراً پیچھے اپنے مرکز پر
ہٹ آئی۔ اب جرمنی فوج کے آگے بڑھنے کی باری آئی اور پرشیا کی دو کوروں نے فروشن ویلر کے نزدیک
بلندیوں پر بہادری کے ساتھ حملہ کیا اور بویریا کی ایک فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کردیا۔ حملہ اور
اس کی مدافعت دونوں بڑی بہادری سے کی گئی۔ جرمنی کی فوج جبکہ وہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا ارادہ
کرتی تھی کئی دفعہ بھاری نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹادی گئی۔ فرانسیسی فوج گو تعداد میں بہت کم تھی مگر
اپنی بلند جگہ کی وجہ سے بہت فائدے میں رہی۔ دو بجے جرمنی کی کل فوج لائن میں آگئی اور اب ولیعہد
پرشیا نے دشمن کے قطعی مقابلہ کی ٹھان لی۔ ولیعہد کی فوج میکمہن کی فوج سے ادھر لڑتی رہی ادھر بویریا
کی فوج کو فرانسیسی میمنہ کی فوج پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ اور بویریا کی دوسری فوج اور ورٹمبرگ کی فوج کو
دشمن کی میسرہ فوج پر روانہ کیا۔ فرانسیسیوں نے جرمنی کی فوج قلب پر نہایت دلیری سے حملہ کیا کہ جرمنی
کی فوج کچھ منتشر ہوگئی لیکن آخرکار فرانسیسی فوج ویلر پہ پسپا ہوئی۔ میکمہن نے اب سب حصہ فوج کو اپنی قلب
فوج میں ملایا۔ مگر جرمنی فوج اب حملہ کرتی ہوئی بڑھی آتی تھی یہاں تک کہ فرانسیسی قلب اور میمنہ فوج کے دو
دو الگ الگ حصے ہوگئے۔ جرمنی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج بھی پیچھے ہٹادی یہاں تک کہ شام کے
چھ بجے سے پہلے پہلے وہ فرانسیسی فوج جو ووارتھ کے قریب پہاڑیوں پر بڑی مضبوطی سے مقیم تھی اب جی چھوڑ
کر بھاگنے لگی۔ اور نیڈربرون اور سیاورن اور اسٹراسبرگ کو جو شہر کہیں جاتی ہیں۔ ان شہروں کو ہو کر فرانسیسی

فوج نے راہ گریز اختیار کی۔ جب یہ فرانسیسی فوج بھاگ نکلی تو جنرل ڈی فیلی کی فرانسیسی فوج نے جو پیچھے سے آگئی تھی جرمنی فوج کا تھوڑی سی دیر تک مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسی فوج کو یہ کامل اور فاحش شکست ہوئی۔

بیس ہزار سے زیادہ فرانسیسی فوج مقتول اور مجروح اور قیدی ہونے سے کم ہوگئی۔ تیس توپیں اور چھ مٹریلیوز جرمینوں کے ہاتھ آئیں۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے میکمہن کی فوج گویا بالکل معدوم ہوگئی لڑائی کا نقشہ اور فرانسیسی اول کور کا خزانہ فاتح فوج کے ہاتھ لگا اور بہت سا مال نقد اور لیڈیوں کی پوشاکیں اور زیورات جرمنی فوج کو ہاتھ لگے جنکو فرانسیسی فوج بھاگتے ہوئے چھوڑ گئی تھی۔ ایک روزانہ اخبار کے نامہ نگار نے لڑائی کے ایک دن کے بعد یہ موقع جنگ جاکر دیکھا اور وہ حسب ذیل حالات بیان کرتا ہے۔

"میں نے یہ جنگ گاہ ایسے وقت میں دیکھا کہ مقتول ابھی تک دفن نہیں کئے گئے تھے اور ان کی تعداد دیکھ کر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لڑائی کیسی خونخوار ہوئی ہوگی۔ شہر وارتھ ایک زرخیز وادی میں واقع ہے اور اس کے قریب جہاں فرانسیسی فوج مقیم تھی ایک بڑا جنگل ہے جسمیں درخت کثرت سے ہیں۔ دریائے بروڈر قصبہ وارتھ میں ہوکر بہتا ہے جسکے کناروں پر بھی بہت درخت اُگے ہوئے ہیں اور یہ دریا وادی کے مشرق کی طرف ہے۔ اس جگہ جرمنی فوج مقیم تھی جو چپ و راست بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ سڑک کے کنارے پر سپاہیوں کی نوکدار ٹوپیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایک درخت کے نیچے بندوقوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ نے اس لڑائی میں خوب کام دیا۔ اور گو مختلف جماعتیں جرمنی کشتگان کو وارتھ کے مشرقی جانب دفن کرنے میں مصروف تھیں۔ مگر اس کے مغربی جانب بندوقوں کی آواز دو ایک دفعہ آئی۔ یہاں پرشیا اور بویریا کی فوج بہت مضبوطی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور فرانسیسیوں کا بہت نقصان ہوا۔ فرانسیسی فوج دشمن کو آگے بڑھنے سے جب روک نہ سکی تو اُس کی تمام کی کمپنیاں کٹ جاتی تھیں۔ اس مقام پر جرمنی کی فوج بہت ضایع ہوئی کیونکہ جرمنی کشتگان بھی بہت پڑے ہوئے تھے۔ مگر فرانسیسی مقتولان بکثرت تھے۔ جس راہ سے فرنچ فوج بھاگ کے گئی تھی وہاں فولادی سینہ بند اور پیتل کلاہ کثرت سے پڑی ہوئی تھیں اور ہر طرف سینکڑوں گھوڑوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور مغربی جانب جنگل کی طرف یہ خوفناک نظارہ اور زیادہ تر حسیب(؟) تھا۔

افسروں اور سپاہیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ خون کے گڑھے بھرے ہوئے تھے۔ قبور اور اصطبل
اور کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ فرانسیسی بہت گھبراہٹ سے بھاگے تھے کیونکہ جدھر سے وہ بھاگے تھے وہاں
گاڑیاں الٹی ہوئی پڑی ہوئی تھیں اور اسباب سڑک پر پڑا ہوا تھا اور سپاہیوں کے تھیلے پڑے ہوئے
تھے۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا گو اس وقت تک بہت سے زخمی اٹھا کر لے گئے
تھے تاہم ٹھیک ٹھیک نقصان کا پتہ لگانا ناممکن ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس لڑائی میں دس ہزار
فرانسیسی اور سات ہزار جرمنی فوج ماری گئی اور جرمنی والوں نے سات ہزار فرانسیسی فوج کو گرفتار کیا۔ چار ہزار
کو لڑائی میں اور تین ہزار کو لڑائی کے بعد قبضہ کرکے اسیر کر لیا۔ علاوہ ازیں بہت سی توپیں اور جھنڈے جرمنی
والوں کے ہاتھ لگے۔ مختصر یہ کہ جنگ ورتھ فرانس کے حق میں بہت خراب ہوئی۔ جب ولیم
جرمنی اس میدان میں سے گزرا۔ تو جرمنی کے زخمی بخوشی اٹھے اور خوشی سے چلائے کہ بادشاہ جرمنی
ہمیشہ محفوظ رہے۔"

یہ لڑائی فاتح اور مفتوح دونوں کے لئے قابل فخر تھی۔ جرمنی کی فوج تو بے شمار تھی لیکن تاہم
اس کو کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوا اور کبھی گنتی میں فرانسیسیوں کی جگہ بہت مضبوط رہی۔ فرانسیسیوں نے
نہایت بہادری اور استقلال سے مقابلہ کیا اور باقاعدہ اور چست اور اعلےٰ درجہ کی فوج ہونے کا ثبوت
دیا لیکن تمام لڑائی پر آخیر پر شکست کے آثار پائے گئے اور دشمن کی فوج کی بے شمار تعداد دیکھ کر وہ تھوڑی
تھوڑی دیر میں بھاگنے لگے شروع شروع میں جرمنی فوج کا حملہ اچھے طور سے نہ تھا۔ فوج الگ الگ ہو گئی تھی
اور اگر ڈیوک فیلی کی فوج بھی آکر میکمہن کی فوج کی شریک ہو جاتی۔ تو میکمہن کو جرمنی کی قلب فوج پر جو دو
دفعہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا اگر وہ حملہ کر دیتا تو اس لڑائی کا نتیجہ اور ہی طرح کا نکلتا۔ اس بات کو جرمنی والوں
نے بھی مان لیا ہے۔ کہ اگر جرمنی کے سواروں کے رسالے اس وقت اور بہادری سے لڑتے جس وقت
کہ فرانسیسی فوج نے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا تو میکمہن کی تمام فوج برباد ہو جاتی اور اگر یہ نہ ہوتا تو بیشک ماری
بہت جاتی اور توپخانہ تو بالکل ہی برباد ہو جاتا جس طریقہ سے ڈیوک نے اپنی فوج کو دو طرفہ فرانسیسیوں
سے لڑایا وہ طریقہ بیشک قابل تعریف ہے گو خطرہ سے خالی نہیں تھا اور گو یہ بات تامل سے کہی جاتی ہے
کہ اس نے احتیاط سے عمل کیا اور غالباً اس کو اتنی بڑی فتح کی امید نہ تھی مگر تاہم اس نے مثل اصلی جرنیل
کے مضبوطی اور جرأت سے عمل کیا میکمہن نے نہایت ہوشیاری اور چستی اور قواعد دانی سے اپنی فوج کو لڑایا

لیکن اُس کو ذرا پہلے بھاگنا چاہیے تھا جبکہ اُس کی دیگر دستہ فوج لڑ رہی تھی تاکہ اتنا نقصان نہ ہوتا۔
سٹر پلیوز کا میکمہن نے اس موقع پر استعمال نہیں کیا۔ یہ شاید اس وجہ سے تھا کہ درختوں اور جنگل کی وجہ سے
اُس کا موقع نہیں ہو سکا۔ ورنہ اگر موقع ہوتا تو یہ ہشیار جرنیل موقع کو کب ہاتھ سے جانے دیتا۔ مگر آخری حصّہ
دن میں فرانسیسیوں سے ایک غلطی ہوئی کہ چھٹی کور کے کاریسیر بریگیڈ کو ہٹتے ہوئے جرمنی فوج سے ایسی جگہ
مقابلہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ جو جگہ رسالے کے لئے بالکل خراب تھی۔ اور اس وجہ سے یہ اعلیٰ درجہ کا رسالہ
بالکل تباہ اور مختل ہو گیا۔

جنگ فورباچ

جبکہ مفصلہ بالا خونخوار لڑائی فرانسیسی لائن فوج کے سینہ پر ہو رہی تھی۔ ایک اور لڑائی اس کی فوج
قلب کے قریب دوسرے پہلو پر ہو رہی تھی۔ ۵۔ اگست کو فرانسیسی دوسری کور نے ساربروک کی بلندیوں
کو خالی کرنا شروع کیا جن پر تین دن پہلے سے قبضہ کئے ہوئے تھی اور شام ہوتے ہوتے یہ فوج اُس
وادی کے قریب جو اس مقام سے فورباچ کو جاتی ہے پھیل گئی۔ اس لڑائی کا سرکاری بیان
حسب ذیل ہے۔

۶۔ اگست کی سہ پہر کو ۲ کور ڈی آرمی کا ایک دستہ فوج ہرجن باچ تک بڑھ گیا جو ساربروک سے بجانب
شمال و مغرب ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور دریا کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ اپنی تھوڑی تھوڑی فوج ڈالدی دشمن
نے اس سے پہلی رات کو ساربروک کی قواعد کی جگہ خالی کر دی تھی۔

دوپہر کے قریب سواروں کی ۵ ڈویژن فوج زیر کمان جنرل رہین جن اس قصبہ میں سے گذری۔
سواروں کے دو سکواڈرن آگے گئے تھے جس وقت کہ دو پہاڑیوں کے بلند موقع پر پہنچے اور جنوب کے جس وقت
وہ اُترنا چاہتے تھے تو اُن پر جو سامنے کی پہاڑیاں ہیں وہاں سے فیر کیے گئے۔

یہ قواعد کی پہاڑی ایک وادی کے سر پر ہے جو فورباچ اور سپیچرن تک پھیلی ہوئی ہے اور دوسری
جانب اس کے وہ بلندی ہے جو کہ سپیچرن قصبہ کی وجہ سے اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ پہاڑیاں عمودی طور
سے اس وادی سے کئی سو فیٹ بلند ہیں اور ایک قدرتی قلعہ کے طور پر ہیں۔ جو ناممکن الفتح ہے۔ بہت سی
برجوں کے طور پر یہ پہاڑ چاروں طرف نکلا ہوا ہے اور بحالت محصور رہنے کے یہ ناقابل التسخیر ہے۔ جو

فرانسیسی افسران کہ اسجگہ گرفتار ہوئے تھے وہ خود یہ بیان کرتے تھے کہ پرشیا والوں کی اس جگہ پر حملہ کرنیکے خیال پر ہم ہنستے تھے - فرانسیسی ۲ کور میں ہر ایک کا یہ خیال تھا کہ اگر اسپیچرن پر حملہ کیا گیا تو تمام محاصرین بالکل تباہ ہو جاوینگے -

ایک بجے اور ۲ بجے کے درمیان ۱۴ ڈویژن سار بروک پہنچے - فوراً جنوب کی طرف روانہ ہو کر اُس وادی میں جو سار برک اور اسپیچرن کے درمیان واقع ہے ایک مضبوط فرانسیسی فوج سے اُسکی مڈبھیڑ ہوئی اور فوراً فیر کرنا شروع کر دیا - اُس وقت جنرل فروسارڈ پھر لوٹا اور اپنی کل فوج سے اسپیچرن پہاڑی پر پھر قابض ہو گیا - ۳ کور کا ایک ڈویژن زیر کمان جنرل بیزین بر موقع اُس کی مدد کو آ گیا - ۱۴ - ڈویژن کو اوّل اوّل تو بڑی تعداد فوج سے مقابلہ کرنا پڑا - اس وجہ سے دشمن سے صرف سامنے سے ہی لڑنا بے فائدہ تھا - جنرل وان کیمیکی نے اس لئے دشمن کی میسرہ فوج پر شہر اسٹرنگ کی جانب سے الگ حملہ کرنا چاہا لیکن پانچ پلٹن فوج جو اُس نے اس مقصد کے لئے علیحدہ کیں وہ فرانسیسی مضبوط فوج پر کسی قسم کا اثر ڈالنے کے لئے بالکل کمزور تھیں - دو دفعہ فرنچ فوج میسرہ پر حملہ کیا گیا لیکن جنرل فروسارڈ نے ہر دفعہ حملہ آوروں کو پسپا کر دیا - ۳ بجے کے قریب جبکہ کل فوج ڈویژن مصروف کارزار تھی لڑائی بڑی تیزی سے جاری رہی -

توپوں کے برابر شلک سے پرشیا کی فوج کے دیگر دستے جو فاصلہ پر تھے ادھر متوجہ ہوئے جنرل باریکو کے ماتحت جو ڈویژن تھا وہ سب سے اوّل آ پہنچا - اُس کی فوج کے دو توپخانے اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے بہت تیزی سے آ پہنچے - اس کے بعد ہی ۴۰ پیدل فوج زیر کمان کرنل رکس اور ۹ ہُزار کے تین اسکوڈرن آ پہنچے - اُس وقت ۵ - ڈویژن کا مقدمۃ الجیش ونٹر برگ پہاڑی پر مقیم نظر آیا جنرل سٹوپ نگل جو اُس روز سلٹ باخ پر مقیم تھے حسب الحکم جنرل آلونسلیبن معہ اپنے کل ڈویژن فوج کے توپوں کی آواز پر یہاں پہنچ گئے - دو توپخانے سڑک اعظم پر روانہ ہو کے تیزی سے یہاں آتے - سار بروک سے نوتن کرچن تک کچھ پیدل فوج بذریعہ ریل بھیجی گئی -

۲½ بجے جنرل گلبن کی فوج نے جنرل کیمکی کے کمکی فوج کی دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا - یہ حملہ پہاڑی پر جہاں جنگل زیادہ تھا وہاں پر کیا گیا - ۴۰ پیدل نے جسکے داہنی جانب ۱۵ - ڈویژن فوج کی اور بائیں جانب چار پلٹنیں ۵ - ڈویژن کی تھیں - حملہ شروع کیا - فوج کے پانچویں اور ۱۶ - ڈویژنوں کو محفوظ رکھا گیا -

حملہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا - جنگل پر قبضہ کر لیا گیا اور فرانسیسی وہاں سے ہٹا دئے گئے - حملہ آوروں

نے اور زیادہ بلندی پر آگے بڑھ کر فرانسیسی فوج کو جنگل کی جنوبی حد تک ہٹا دیا۔ یہاں پر فرانسیسیوں نے مقیم ہو کر توپخانہ اور سوار اور پیدل ملا کر پھر مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر جرمنی کی پیدل فوج بالکل نہیں ہٹی اس مقام پہ۔ ڈویژن کے توپخانہ نے بڑی بہادری سے کام کیا توپخانہ کی دو باٹریاں ایک تنگ اور خراب پگڈنڈی سے اسپیچرن کی پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اُن کی مدد سے دشمن کا ایک اور نیا حملہ پسپا کیا گیا۔ جرمنی کی میسرہ فوج پر السلگن اور اسپیچرن کی جانب سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا لیکن ۵۔ ڈویژن نے جو بطور محفوظ فوج کے مقیم تھی اس حملہ کو روکیا۔ یہ لڑائی جو کئی گھنٹے تک دونوں جانب سے نہایت تہوّرانہ طور سے ہو رہی تھی اب اس نے اور سخت پہلو اختیار کیا۔ فرانسیسی فوج نے جو تعداد میں بھی زیادہ تھی اب سے کل فوج سے پھر حملہ کرنا چاہا جبکہ ہم نے جنگل پر قبضہ کیا تھا فرانسیسی فوج کا یہ تیسرا حملہ تھا۔ لیکن ہماری پیدل اور توپخانہ کے استقلال سے یہ حملہ بھی رد ہوا۔ جس طرح کہ لہر کے پہاڑ سے ٹکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتی ہے اسی طرح سے فرانسیسی پلٹنیں ہماری بہادر فوج نے منتشر کر دیں۔ اس آخری ناکامیابی پر فرانسیسی فوج میں واپس لوٹنے کا بگل ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی ۳۰ پلٹنیں تھیں اور ایک پوری کور کا توپخانہ تھا اور ایک نا قابل التسخیر مقام پہ مقیم تھی اور پرشیا کی ۲۰ پلٹنیں تھیں اور ایک ڈویژن کا توپخانہ تھا۔ اسپر بھی فرانس کو شکست ہوئی اور پرشیا والوں کے ہاتھ میں میدان رہا۔ یہ ایک بڑی بھاری فتح ہوئی کیونکہ جرمنی والوں کی نسبت فرانس کی سب چیز زیادہ تھی۔ فوج زیادہ تھی۔ توپیں زیادہ تھیں فوج بہت مضبوط جگہ پر مقیم تھی لیکن تاہم جرمنی کی فتح ہوئی۔ رات ہو جانے سے فرانسیسی فوج کو بھاگنے میں زیادہ سہولیت ہو گئی۔ تاکہ بھاگ جانا فوج کا معلوم نہ ہو سکے۔ فرانسیسی توپخانہ میدان جنگ کے جنوب میں پہاڑیوں پر مقیم رہا۔ جہاں کہ وہ بہت عرصہ تک متواتر توپیں چلاتا رہا مگر اُس سے فوج جرمنی کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔

یہ میدان جنگ سواروں کے رسالہ کے حملہ کے لئے بالکل کام کا نہ تھا۔ اس لئے وہ اسمیں شریک نہیں ہو سکے۔ تاہم یہ فتح بڑی مشہور فتحوں میں سے ہوئی۔ جنرل فروسارڈ کے ماتحت جسقدر فوج تھی اُسکی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ اس لئے وہ بالکل منتشر ہو گئی۔ جس راہ سے کہ یہ فوج جلدی سے بھاگی تھی اُس راہ کا پتہ بے شمار گاڑیوں اور سامان اور کپڑے وغیرہ سے جو وہاں پڑا ہوا تھا ملتا تھا۔ فوجی بھگوڑوں سے تمام جنگل بھرا ہوا تھا۔ بہت سا سامان رسد اور ہر قسم کی چیزیں جرمنی والوں کے ہاتھ آئیں۔

جبکہ اسپیچرن پہاڑی پر لڑائی ہورہی تھی ۱۳- ڈویژن پرشیا کی فوج نے دریائے سار کو قصبہ ورڈن پر عبور کرکے فورباچ پر قبضہ کیا۔ خوراک اور رسد اور کپڑوں کے بڑے بڑے انباروں پر قبضہ کیا جنہیں جنرل فروسارڈ اپنی فوج کو پیچھے ہٹاتے لئے جاتا تھا اور جن کی مدد کے لئے جنرل بیزین کی دو ڈویژن فوج پہاڑی پر آگئی تھیں۔ اس فوج ۱۳ ڈویژن نے فروسارڈ کو جنوب مغرب کی جانب ہٹنے پر مجبور کیا اور جو سڑک کہ شہر سینٹ اوالڈ کو جاتی ہے وہ بالکل صاف کرالی۔

اس لڑائی میں دونوں جانب کا نقصان عظیم ہوا۔ صرف ۵ ڈویژن کے ۲۳۰۰ سپاہی مارے گئے اور ۴۰۰۰ زخمی ہوئے۔ ۱۲ پیدل کے ۲۲۳ افسر اور ۸۰۰ سپاہی قتل اور زخمی ہوئے اس کے بعد چالیسویں اور آٹھویں اور ۴۸ اور ۱۰ اور ۹ اور ۴۳ اور ۷۴ پلٹنوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور توپخانوں کو بھی بڑا نقصان پہنچا۔ توپخانوں کے مقتول اور مجروحوں کی تعداد دونوں جانب برابر تھی۔ غیر مجروح قیدی جو جرمنی والوں نے گرفتار کئے وہ ۲۰۰۰ سے زائد تھے اور بہر کیف بڑھتے جاتے تھے۔ علاوہ اسکے چالیس پل پیپوں کے اور بہت خیمے جرمنی والوں کو ملے۔

اس فتح سے جرمنی فوج کی بڑی تعریف ہوئی کیونکہ وہ دن بھر اپنے سے زیادہ تعداد دشمنوں سے لڑتی رہی اور ایک مضبوط جگہ سے دشمن کو مار کر ہٹا دیا۔ گو فرانسیسی بھی تھوڑے عرصہ تک بہت بہادری سے لڑے لیکن وہ بہت قتل ہوئے اور لڑائی کے آخر میں ان کی ہمت ٹوٹ گئی اور پیچھے ہٹ جانا ان کے لئے شکست ہوگیا۔ اول جرمن ڈویژن کا آگے بڑھنا ذرا وقت سے پہلے تھا لیکن جب لڑائی شروع ہوگئی اسوقت جنرل کمانڈروں کی تقسیم فوج بالیاقت تھی معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کے لئے انہوں نے اچھے موقع تلاش کر لئے تھے بعض عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ جنگل کی آڑ لیکر انہوں نے بڑی عقلمندی سے فرانسیسی میمنہ فوج کو پریشان اور برباد کردیا۔ دوسری جانب فرانسیسی فوجیں بہت بری طرح صف آرا ہوئی تھیں۔ انہوں نے موقع نکل جانے کے بعد حملہ کیا۔ ۶ تاریخ کی دو لڑائیاں جنکو جرمنی والوں نے ورتھ اور فورباچ کے نام سے موسوم کیا ہے ان کے نتیجے سے وہ فاش غلطی ظاہر ہوتی ہے جو فرانسیسی کمانڈر انچیف نے علم جنگ کے قاعدہ سے کی تھیں اور فرانسیسی فوج کو ایسی خراب جگہ مقیم کر رکھا تھا۔ فرانسیسیوں کا اگلا دستہ فوج دو حصے کردیا گیا تھا۔ اور اس کے پھر اکٹھے ملکر دوبارہ دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنے کا شبہ کیا جاتا تھا۔ فرنچ فوج میمنہ زیر کمان میکمہن کوہ ووسجز کے پیچھے بحالت انتشار

ایک بدولی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ ڈی فیلی کی فوج اُن دو فوجوں کے درمیان تھی جنکو وو ارتھ اور فوربا چھ پر شکست ہوئی تھی اور وہ اب دشمن کی زد میں تھی۔ فرانسیسی قلب اور میسرہ کی فوج بڑی دور اور ایک دوسری سے فاصلہ پر تھی۔ وہ اور فروسارڈ کی فوج جو قریب تھی مگر شکست یافتہ یہ سب اس قابل نہ تھیں کہ جرمنی کی فوج کو جو اب شیل سیل آب کے آگے بڑھی چلی آتی تھی کامیابی سے روک سکیں۔ جرمنی کی فوجیں اب دریائے سار کو عبور کر کے بڑھی جاتی تھیں اور وشجز کی گھاٹیوں میں سے آگے گذر رہی تھیں۔

فرانسیسی فوج کی اس بربادی کی خبر نے تمام قوم میں اور خصوصاً پیرس میں جوش عظیم پیدا کر دیا لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ لیکن کسی قسم کا فساد نہیں ہوا معلوم ہوتا تھا کہ حب الوطنی کے جوش نے تمام لوگوں کے دلوں کو بھر دیا ہے۔ ۷ اگست کی دوپہر کو شہنشاہ بیگم نے منفصلہ ذیل اعلان پیرس میں شایع کیا:-

"اے فرانسیسی قوم"

جنگ کے شروع سے اب تک ہماری کوئی فتح نہیں ہوئی۔ ہماری فوج نے بہت نقصان اٹھایا۔ ہم کو استقلال کے ساتھ اب جلدی سے دشمن کو شکست دینا چاہیے۔ اور ہم میں ایک پارٹی ہو وہ کون۔ پارٹی فرانس۔ اور ہم میں ایک جھنڈا ہونا چاہیے وہ کون سا۔ ہماری قومی عزت کا جھنڈا میں تم لوگوں کے درمیان میں ہوں۔ اور میں اپنا فرض ادا کرنے کو موجود ہوں۔ جہاں کہیں کہ خطرہ کا خوف ہوگا وہاں تم سب مجھکو فرانسیسی علم کی حفاظت کرنے کو سب سے پہلے موجود پاؤ گے میں تمام معززین شہر سے کہتی ہوں کہ وہ انتظام کو برپا رکھیں۔ اور جو شخص کہ مخل انتظام ہوگا تو وہ گویا ہمارے دشمنوں کا سازشی ہوگا۔

راقمہ۔ یوجینی۔

پیرس میں ایک حالت محاصرہ کا اعلان کر دیا گیا اور وزارت نے ایک اعلان شایع کیا جس کے آخری فقرے حسب ذیل ہیں:-

جو خبریں کہ جنگ گاہ سے موصول ہوتی ہیں اُن کے دیکھتے اب ہم سب کا فرض ہے کہ ملک کی حفاظت کریں ہم تمام لوگوں کو از راہ حب الوطنی آگاہ کرتے ہیں کہ اب وہ ہمت کا م لیں۔ چیمبرز کے جمع ہونے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اب ہم کو چاہتے کہ پیرس کو محاصرہ کی حالت میں کر دیں تا کہ فوجی تیاری

کے عمل درآمد میں آسانی ہو جاوے۔ کوئی کمزوری کا نشان یا آپس میں تفرقہ نہ ڈالا جاوے۔ ہمارے وسائل بہت ہیں۔ ہم کو قوت سے لڑنا چاہیے اور تب ملک محفوظ رہے گا۔

۸ اگست کو پیرس میں ایک حکم جاری ہوا کہ نیشنل گارڈ نامی فوج جو یہاں تیار کی گئی ہے اس میں تیس سے چالیس برس کی عمر والے آدمی جن کے جسم صحت ور ہیں اور جو اس سے پہلے شریک نہیں ہوئے ہیں شریک ہو جاویں۔

۹ اگست کو یہ خبر آئی کہ پرشیا والوں کا ایک لشکر دریائے سار کے کنارہ جمع ہو رہا ہے اور فرانسیسی فوج شہر مٹز کے سامنے جمع ہونی شروع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کو پرشیا کے سفیر نے انگلستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے اور فرانسیسی سفیر کو دستخط کرنے کی اجازت پہنچ گئی۔ اس معاہدہ کا منشا یہ تھا کہ بلجیم جو اس جنگ میں فریقین جنگجو سے علیحدہ رہا ہے اگر اس پر کسی نے حملہ کیا تو انگلستان دوسرے فریق سے بلکہ بلجیم کی حفاظت کے واسطے فریق غدار سے لڑے گا۔ لیکن جنگ کی عام کارروائیوں میں شریک ہونے کا انگلینڈ ذمہ دار نہیں ہے۔ اس روز فرانسیسی چیمبر میں بڑا تماشہ ہوا۔ سخت سخت الفاظ بولے گئے اور بعض ممبروں میں تو گھونسہ بازی تک کی نوبت آگئی۔ ایک ووٹ پاس ہوا کہ وزارت قابل بھروسہ نہیں ہے۔ ایم اولیویر اور آپ کے ساتھیوں نے استعفا داخل کیا اور کونٹی ڈی پالیکاؤ کو نئی وزارت کے بھرتی کرنے کا کام سپرد ہوا۔

۱۰ اگست کو پرشیا والوں نے اسٹراسبرگ کا اوّل محاصرہ کیا اور ریلوں پر جو وہاں سے اطراف میں جاتی تھیں قبضہ کر لیا۔ باشندگان شہر نے شہر کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اگست کو شاہ پرشیا نے فرانسیسیوں کے نام ایک اعلان شایع کیا جس کا یہ مضمون تھا کہ ہم صرف سپاہیوں اور فوج سے جنگ کر رہے ہیں اور فرانسیسی شہری آدمیوں سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہم جنگ نہیں کرتے۔ بلکہ انکی عزت مدنظر رکھی جاویگی۔

فصل دوم

فرانسیسیوں کو اور شکستیں

جنگ وورتھ میں خوفناک شکست پا کر میکمہن کی فوج منتشر ہو گئی تھی اور اُس کی فوج میمنہ کا ایک

بڑا حصہ شکستہ دل ہو کر بھگیا اور اسٹراسبرگ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ باقیماندہ فوج اُس کی اُن سڑکوں پہ
پھیل گئی تھی جو کہ وسجز میں سے گذر کر جنوب کی جانب جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مارشل نے بیچ میں پہنچ کر ڈی
فیلی کی فوج سے شامل ہو جانے کا ارادہ کیا تھا اور شہر نیڈربرون پر مقیم ہو جانے کا عزم کر لیا تھا لیکن اُس
کی فوج جرمنی والوں کی شکل دیکھتے ہی بھاگ گئی اور وہ جلدی سے سیورن واپس چلا آیا۔ جہاں اپنی بھاگی
ہوئی فوج کو جمع کر کے اُس نے جلدی سے مغرب کی جانب کوچ کیا۔ اس عرصہ میں باقیماندہ فرانسیسی فوج نے
لورین پر باہمی شریک ہونے کی کوشش کی۔ دشمن کے خوف سے یہ فوجیں اِدھر اُدھر بھاگی بھاگی
پھرتی تھیں۔ مگر بوجہ فاصلہ بعید کے جو درمیان اُن کی پہلی لائن کے جو سار پر مقیم تھی اور دوسری
لائن کے جو مٹز پر مقیم تھی۔ تھا۔ اس وجہ سے وہ لورین کے راہ پر سے ہٹ گئی۔ ڈی فیلی جو کہ سب سے
الگ بیچ میں پڑا ہوا تھا۔ اب اُس لشکر میں پہنچنے کے ناقابل تھا۔ اب اُس نے جنوب کی طرف اس
اُمید میں رُخ کیا کہ شاید میکمہن سے ملجاوے۔ بہت خوش قسمتی کی بات ہوتی اگر وہ پانچویں کور کو جو خطرہ
میں تھی بچا سکتا۔ فروسارڈ تو فورباچ میں شکست پا کر اپنی باقی فوج کے ساتھ مٹز کی طرف چلا گیا تھا۔ اور
سینٹ اوالڈ اور دوسرے اچھے مقاموں کو خالی چھوڑ گیا تھا۔ جنرل لا ڈمیرلٹ کی فوج پر ابھی تک کوئی
حملہ نہیں ہوا تھا وہ بھی مصیبت میں تھا وہ بھی معہ ۴۔ کور کے تھیوں ویلی کو خالی کر کے چلا آیا تھا اور دریا
موزل کے کنارے کنارے مٹز کی جانب جا رہا تھا بے زین کو ۳۔ کور کے ساتھ مٹز سے آگے بڑھنے کا حکم
دیا گیا تھا تاکہ وہ مقابلہ کے لئے لشکر کو جمع کرے اور وہ شہر نیڈ پر ایک جگہ مقیم ہوا یہ ایک ایسا مقام تھا کہ
فرانسیسی فوج کو بڑا نقصان پہنچتا۔ اگر دشمن آ کر اُس پر حملہ کر دیتا۔ امپیریل گارڈ فوج مٹز کے قریب اپنی جگہ پہ
مقیم تھی۔ کنروبرٹ کی ۶۔ کور کا ایک حصہ بڑے قلعہ مٹز کی طرف جا رہا تھا اور باقی ماندہ فوج شہر نانسی میں
تھی۔ ۷۔ کور یعنی ڈوے کی فوج اپنی جگہ پہ مقیم رہی۔ سوائے اُس ڈویژن کے جو وارتھ میں لڑا تھا اور
وہ یہاں سے بہت فاصلہ پہ تھا۔

فورباچ اور وارتھ کی لڑائیوں کے تین دن کے بعد فرانسیسی فوج کی مفصلہ بالا کیفیت تھی میکمہن
اپنی شکست خوردہ میمنہ فوج کے ساتھ جس کی جانب اب ڈی فیلی آ رہا تھا اصل فوج سے بہت فاصلہ پہ تھا اور
اُس کی میسرہ اور قلب کی فوجیں بھی آپس میں شریک نہ تھیں اور مٹز پہ جمع ہوتی جاتی تھیں۔ یہ فوج جو یہاں
مقیم تھی اور جس پہ فرانس کی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ اس میں تین کور شامل تھیں یعنی دو شکست یافتہ

کورز اور کچھ حصہ ۲ کورز کا جس کی تعداد غالباً ایک لاکھ پچاس ہزار کی تھی اور جس میں چار سو یا پانسو توپیں تھیں اور یہ خوب معلوم تھا کہ بمقابلہ دشمن کی بیشمار فوج کے جو اس سے پہلے سرحد پر فتح پا چکی ہے یہ فوج دشمن کی فوج کے مقابلہ کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ اس عرصہ میں جب جرمنی کی فوج نے میکمهن کی منتشر شدہ فوج کے دستوں کو شکست دی اور قید کیا۔ جرمنی فوج جو تعداد میں دو لاکھ تھی سارے نینڈ کو بھی جا رہی تھی اور میسرہ پہ ولیعہد جرمنی تھا جو دوسجز کی گھاٹیوں میں سے گذر کر اس سڑک پر جا رہا تھا جو نینسی کو جاتی ہے۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی اگر شہنشاہ فرانس جنہوں نے نینڈ میں بہت سی فوج جمع کر لی تھی بہت جلد میٹز کو واپس لوٹ آتی اور قلعہ کی پناہ میں اپنی باقیماندہ میسرہ اور قلب کی فوج کی صف آرائی کرتے اور یہ بات بہت ہی اچھی ہوتی اگر وہ واپس بہت جلد لوٹ آتی۔ لیکن بد شگونی سے شہنشاہ اپنی تلون مزاجی اور کاہلی سے جلد نہیں لوٹے۔ اور خطرہ جو جلدی سے لوٹ آنے کی حالت میں رفع ہو جاتا پیش سرپا وجود ہوا۔ ۱۰ اور ۱۱ اگست تک میٹز پر تمام فرانسیسی فوج آ گئی میکمهن۔ ڈی فیلی اور ڈوے کی فوج کے جمع ہو گئی۔ اور اس جگہ قلعہ میں فوج رکھ کر باقی فوج کو براہ ورڈن چالنز پہ بھیجنا چاہتے تھا جہاں کہ شکست یافتہ میسرہ کی فوج اس فوج سے مل جاتی اور اگر اچھے طور سے صف آرائی کی جاتی تو مارنی اور سین کی لائن کی بھی حفاظت ہو سکتی تھی تین دن بیکار کھو دیئے۔ اس عرصہ میں شہنشاہ میٹز میں پڑے رہے۔ کبھی فوجوں کا معائنہ کرتے کبھی جنگ کے لئے کونسل کرتے اور کبھی لڑائی کے نقشے کی تجویزیں سوچتے رہتے۔ ۱۴ اگست تک کل فوجیں اپنی جگہ پر مقیم رہیں۔ صرف ۱۴ کو حکم دیا گیا کہ موزل کو عبور کر کے آگے بڑھیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس توقف کا ذمہ دار کون تھا آیا شہنشاہ تھے یا جنرل لی بوف تھا جو کہ ناظر الخیف ہو گیا تھا۔ یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ اس توقف سے فرانس پر بڑی مصیبت پڑی اور فوجوں کی بڑی بربادی ہوئی۔ اس عرصہ میں جرمن کی فوجیں بڑی تیزی سے بڑھی آ رہی تھیں اور میٹز پہ ولیعہد کی بے شمار فوج جمع ہو گئی۔ ۱۳ اگست کو اشائن میٹز کی فوج بھی آ گئی اور پرنس فریڈرک چارلس کی فوج نے موزل کو پانٹا موسن پر عبور کر لیا اور شمال کی جانب بڑھتا آ رہا تھا اور اگر فرانس کی فوج اب براہ وردن چالنز پہنچ بھی جاتی تو پرنس چارلس کی فوج اسکو روک سکتی تھی۔ غرضکہ جرمنی کی دو لاکھ پچاس ہزار فوج معہ آٹھ سو توپوں کے لورین کے قلعہ کے چاروں طرف ملک میں پھیلی پڑی تھی۔

فرانس کی فوج میٹز پر چاروں طرف سے دشمن کے بیچ میں تھی اور اگر چالنز کی طرف واپس
ہٹتی تو بھی دشمن کا خوف تھا اور اگر سیدھی آگے روانہ ہوتی تو بھی بے شمار دشمنوں کے حملہ کرنے کا
اندیشہ تھا۔ ۱۴ اگست کو فرانسیسی سلطنت آرمی نے ورڈن جاتے ہوئے دریائے موزل کو عبور کیا اور
معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افسروں کو اس بات کا کچھ خیال نہیں رہا کہ جرمنی کی فوج پہلے ہی سے واپس
ہٹنے کو روکنے کے لئے پڑی ہوئی ہے۔ شہنشاہ فرانس اس فوج کے ہمراہ تھا اور بغیر کسی قسم کے
نقصان کے اس فوج نے میٹز کو خالی کر دیا لیکن میٹز سے تھوڑی دور آگے جا کر قیام کر دیا۔ اور
شہنشاہ دوسرے روز آگے روانہ ہو کر چالنز میں پہنچ گئے۔ اور اس چلے جانے سے انہوں نے فوج کی
کمانڈ چھوڑ دی۔ جو فرانس کی حالت دیکھتے یہ کہنا چاہتے کہ ان کو یہ کمانڈ نہیں لینی چاہئے تھی۔ مگر کل
فرانسیسی فوج ۱۴ تاریخ تک موزل پر نہیں پہنچی۔ فوج کی تیسری کور یعنی لاڈمیرلٹ کی کور ۴ اور فروسارڈ
کی اور ۳ کور جو بجائے بیزین کے اب جنرل ڈیکین کے زیر کمان تھی۔ یہ سب میٹز کی مشرقی جانب
مقیم رہیں اور ۱۶ اگست کی سہ پہر تک ان فوجوں نے کوچ نہیں کیا۔ اس فوج پر پرشیا کی ۷ کور
اور لشکر دوم کی ایک کور نے زیر کمان جنرل اشٹائن میٹز حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج نے دو چار دیہات
کے پیچھے قیام کیا اور اپنے گرد اگرد خندقیں کھود لیں۔ فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ دو ہے
بنا کر اور گڑھے کھود کر ان کی آڑ میں سے پرشیا والوں کا مقابلہ کیا۔ مگر جرمن والے جو بتدریج آگے
بڑھتے جاتے تھے انہوں نے نہایت کارہ طور سے آگ برسائی یعنی بندوقیں اور توپیں بہت جلد اور
نشانہ باندھ کے فیر کرتے تھے جس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ جب ایک گڑھا اور دمدمہ پرشیا
والوں نے فتح کر لیا تو باوجود اس آڑ کے وہاں پر سات سو اکیاسی فرانسیسی مقتول پائے گئے۔
تین یا چار گھنٹے تک نہایت خونخوار لڑائی رہی حملہ آوروں کا بھی بہت نقصان ہوا چونکہ وہ توپخانہ
قلعہ کی زد میں آ گئے تھے اور دوسری جانب فرانسیسی بہادری سے لڑتے تھے مگر شام ہوتے
ہی فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور قلعہ کی آڑ میں پناہ لی۔ اس سے حملہ آوروں کا مقصد
پورا ہو گیا یعنی فرانسیسی فوج اپنی سابقہ جگہ پر مقیم ہو گئی اور ہر گھنٹے جرمنی کی فوج برابر
چلی آتی تھی۔

دوسرے روز اور پرشیا کی فوجیں ورڈن کی سڑک پر سے برابر چلی آ رہی تھیں اور شہر میٹز

کی چاروں جانب پھیل گئیں۔ لیکن شاہ کے مراسلوں سے یہ بات ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ابھی تک پوری کامیابی مشتبہ معلوم ہوتی تھی۔ اور فرانسیسی فوج کا واپس ہٹ جانا ناممکن نہ تھا۔ اسی اثنا میں بے زین جس کو اب تمام کارروائیوں کا ذمہ وار سمجھنا چاہئے دریائے موزل کو عبور کرکے مٹز کی جانب آ رہا تھا اور آگے روانہ ہونے کے لئے فوج کا سامان آگے روانہ کر دیا تھا اور فوج مقدمۃ الجیش سے ملکر شام کے قریب فوج کے دستے مارس لاٹور اور ڈون کورٹ تک پھیلا دیئے تھے۔ یہ دونوں شہر ان دو سڑکوں پر ہیں جو وردن اور ایٹین کو جاتی ہیں باقی فوج بے زین کے پیچھے کی جانب مٹز کی طرف پھیلی پڑی تھی۔ ایک ایسے جرنیل کو جس نے پوری لیاقت کا ثبوت دیا ہو الزام دینا نازیبا ہے کہ وہ استقلال کے ساتھ آگے نہیں بڑھا۔ حالانکہ اس نے ایسے خطرناک موقع پر فوج کا کمانڈ لیا تھا درحقیقت فرانس کے لئے یہ وقت بڑا خطرناک تھا اور اس جرنیل کو اس بات سے واقف ہونا چاہئے تھا کہ پرشیا کی فوج اس کی جانب چلی آ رہی ہے اور اس کی فوج کے پیچھے ہٹ جانے کو وہ قطعی طور سے روک سکتی ہے اور بے زین جو ۱۲ یا ۱۵ میل اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے چلا تو یہ فاصلہ اس کی مقصد برآری کے لئے بہت کم تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو خطرہ واقع ہونیوالا تھا اس سے بے زین آگاہ نہ تھا چونکہ ۱۵ تاریخ کی شب کو یا دوسری صبح اس نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ مع اپنی کل فوج کے ۱۶۔ تاریخ کو ایٹین میں پہونچ جاویگا یعنے وہ اپنے دشمن کی پہونچ سے باہر ہو جاوے گا۔

جنگ ویان ویلی

۱۶۔ اگست کو مٹز کے قریب یہ لڑائی واقع ہوئی۔ اور مفصلہ ذیل بیانات اس شخص نے تحریر کئے ہیں کہ جو اس لڑائی میں موجود تھا:۔

آج صبح لشکر دوم دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلا تھا کہ یکایک اس کو جنگ پیش آگئی۔ صبح کے پانچ بجے ہم فیان کورٹ سے روانہ ہوئے اور ہم نے خیال کر لیا تھا کہ شکست کھانے کے بعد ہمارا یہ معمولی کوچ ہے کہ یکایک توپخانہ کی چند باڑیاں اور سواروں کا ایک سکواڈرن ہم سے الگ ہوا اور ہم کو معلوم ہوا کہ مٹز کی جانب دشمن کی دیکھ بھال کے لئے یہ جاتا ہے۔ پرشیا کی فوج

کے محافظ سوار کچھ فاصلہ پر نظر آئے۔ ہم جلدی سے کوچ کر کے ۲۰ ڈویژن کے سواروں کے کیمپ پہ پہنچگئے جو جنرل کین بارین کے زیر کمان تھی وہ بھی تیار ہو گیا اور ہم سب ایک چھوٹے سے گاؤں دیان ویلی کی جانب بڑھے تھوڑی دیر بعد سواروں کی بندوق فیر ہونے کی آوازیں آنے لگیں اور سوا نو بجے توپ کے چلنے سے معلوم ہوا کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ پرشیا کی فوج نے لڑائی شروع کر دی اس وقت اس کی تعداد یہ تھی کہ ۲۰ رسالہ تھا اور ایک پیدلوں کا بریگیڈ تھا اور چھ باٹریاں توپخانہ کی تھیں۔ اور ہماری فوج پرشیا کی فوج سے چار گنا زیادہ تھی۔ توپوں کا چلنا اب متواتر شروع ہو گیا اور پرشیا کی فوج نے بشکل نصف دائرہ کے آگے بڑھنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج اپنی میسرہ کی جانب ذرا پیچھے ہٹ گئی اور معلوم ہوا کہ دیان ویلی پہ قیم ہو گی جہاں بلندیوں پر اُن کا توپخانہ موجود تھا اس کا جواب پرشیا والوں نے یہ دیا کہ وہ بھی پیچھے ہٹنے لگے۔ گیارہ بجے پیدلوں کے اول بریگیڈ کی آٹھ پلٹنیں زیر کمان جنرل لیمن ٹرلیویز کی برستی ہوئی آگ کے سامنے بڑھیں پرشیا والوں کی نسبت فرانسیسی توپیں بہت جلد چلتی تھیں لیکن اس سے نقصان کم ہوتا تھا ایک موقع پہ فرانسیسی اور پرشیا کے توپخانوں کا مقابلہ ہو گیا۔ اور فرانسیسی توپخانہ سے سات گولے جتنی دیر میں چلتے اتنی دیر میں پرشیا کے توپخانہ سے تین گولے چلتے تھے۔ لیکن اس تین بار کے فیر ہی سے فرانسیسی توپخانہ بالکل خاموش ہو گیا۔ میں نے بعد ختم لڑائی اس امر کا ایک توپخانہ کے افسر سے ذکر کیا اور اُس نے میری کلام کی من وعن تصدیق کی۔ میمنہ اور میسرہ سب جانب پیادے لڑائی میں مصروف تھے کہ ہزار کی ایک رجمنٹ سواران مع توپخانہ کے ایک بارڈی کے گھوڑے دوڑاتی ہوئی آئی اور گاؤں کا چکر دے کر میسرہ کی جانب پیادگان سے لڑائی میں مصروف ہو گئی یہ ایک بہت خوشنما نظارہ تھا مگر جبکہ یہ جوش اور گرد و غبار جاتا رہا تو بہت سے لال کوٹ اور گھوڑوں کی نعشیں زمین پر نظر آنے لگیں اور مجھے اس بات کا یقین ہوا کہ آج کل رسالہ سواران کو بغیر پیادگان اور توپخانہ کی مدد کے پیادوں کی لڑائی کے لئے بھیجنا گویا اُن کو موت کے منہ میں بھیج دینا ہے۔

فوج ڈریگون رسالہ کا ایک اسکوڈرن زیر کمان پرنس وچن اسٹائن لڑائی میں شریک تھا اور اس میں سے نصف سے زیادہ سوار سیدان جنگ میں کام آئے۔ پرشیا کے توپخانہ نے ایک

چھوٹی سی پہاڑی پر تقسیم ہوکے فرانسیسی فوج پر بہت صحیح نشانہ سے گولہ باری شروع کی اُس سے گھبرا کر فرانسیسی میمنہ فوج نے پھر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ لڑائی کے آغاز سے اسوقت تک یہی معلوم ہوتا رہا کہ ہماری فوج دشمن کے مقابلہ کے لئے بہت کم ہے۔ ہماری ایک فوج اسوقت تک نہیں آئی اور اُس کا بہت انتظار تھا۔

اس وقت تک ہر سپاہی کی یہ رائے تھی کہ فرانسیسوں نے نہایت قابل تعریف طور سے آگ برسائی اور بمقابلہ جنگ حال کی گولہ باری کے ۱۸۷۰ء کی جنگ کی آتشباری مثل بچوں کے کھیل کی تھی اور علاوہ ازیں وہ کہتے تھے کہ فرانسیسی جسقدر آج جیتے ہیں۔ اتنے استقلال سے آجتک نہیں لڑتے تھے۔ لیکن بوجہ پیادوں کی کمی کے سواروں کو جو پیدلوں اور توپخانہ سے لڑنا پڑا۔ اس وجہ سے سواروں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ ایک رجمنٹ لینسے ۷۔ کیرسیر فوج کو توپخانہ کی ایک باٹری پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ توپخانہ کے اوپر جا پڑی اُس میں ایک جوان انگریز بھی تھا جس نے پرشیا کی فوج میں نوکری کر لی تھی اور ابھی اُس کو لفٹنٹی کا عہدہ ملا تھا وہ سب سے پہلے توپخانہ پر جا پڑا۔ رجمنٹ میں کل آدمی تین سو تھے لیکن نتیجہ بہت خراب رہا۔ جبکہ میں نے دوبارہ اس رجمنٹ کو دیکھا تو اُس میں مشکل سے سو آدمی ہی باقی رہے تھے۔ ۲½ بجے محفوظ توپخانہ بھی بلا لیا گیا اور اب توپوں کا بہت جلد جلد چلنا شروع ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت آفتاب بھی آدمیوں کا ذبح ہونا دیکھنے کے لئے ہمارے بہت قریب آ گیا تھا کیونکہ گرمی کی وہ شدت تھی کہ بیان سے باہر ہے اور ہر جانب سے یہی آواز کان میں آتی تھی کہ پانی۔ پانی۔ خدا کے لئے رحم کر کے پانی پلاؤ۔ بیماروں کے اُٹھانے کے لئے جسقدر آدمی مقرر تھے وہ اپنا کام نہایت جلدی اور عمدگی سے کر رہے تھے۔ لڑائی کے میدان سے فوج کے بڑھنے یا اور کسی سبب سے آگ کے برسنے کے کم ہوتے ہی یہ لوگ اپنے رحم والے کام پر جاتے تھے اور بیمار کو گاڑی میں ڈالکر لاتے تھے ایک گھنٹہ تک لڑائی اور برابر جاری رہی اور اس عرصہ میں بہت سی فوج گرفتار بھی ہو گئی تھی۔ پونے چار بجے پرشیا والوں نے اپنے حملہ کو بدلا اور میسرہ سے حملہ موقوف کر کے میمنہ فوج کی جانب سے ۵ پلٹنیں ایک پہاڑی کے پیچھے چلی گئیں اور تھوڑی سی دیر کے لئے دونوں جانب آتشباری موقوف ہو گئی۔ اور گیارہ گھنٹے کے کچھ اور لڑائی کے بعد یہ کوئی تعجب کی بات نہیں معلوم ہوتی۔ ۵ بجے کے قریب سویں کور لڑائی کے لئے پھر بڑھی۔

ان دونوں جانب سے پھر آگ تیزی سے برسنی شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ پاؤ ہیل تک فرانسیسی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن لڑائی کے آخر تک وہ وہاں مقیم رہی۔ شام کے وقت جرمنی رسالہ کو پیدلوں پر حملہ کرنے کا پھر حکم دیا گیا۔ لیکن اس حملہ میں سواروں کا بہت نقصان ہوا۔ چونکہ آٹھ بج چکے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا جب رسالہ واپس آیا تو بہت سے گھوڑوں پر سوار موجود نہ تھے۔ ۱۶ اگست کی یہ لڑائی ہے جس پر مارشل بے زین نے فرانسیسیوں کی فتح کا دعویٰ کیا۔ گو یہ بات ضرور ہے کہ فرانسیسیوں کی نسبت جرمنی والوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا لیکن فرانس کے دو جھنڈے اور سات توپیں جرمنی والوں کے ہاتھ لگیں اور دو ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور یہ سب باتیں فتح ظاہر نہیں کرتیں۔ علاوہ اس کے فرانسیسیوں کا پسپا ہونا روک دیا گیا تھا اور وہ قصبات ویان ویلی اور ڈون کورٹ سے جو ورڈن اور اسٹین کی سڑک پر واقع ہیں ہٹنے پر مجبور کر دیئے گئے تھے اور مجبوراً ان کو مٹز کی جانب جانا پڑا اور جرمنی کی فوج کے لئے اب چالنز جانے کو رستہ صاف تھا۔ مارشل مذکور نے اپنے لفٹنٹوں کو بھی یقین دلایا کہ ۱۶ تاریخ کو ہماری فتح ہوئی اور فرانسیسی فوج جو واپس پیچھے ہٹی تھی تو اس کے پاس گولا و بارود و سامان جنگ ختم ہو گیا تھا اس وجہ سے ہٹی تھی یہ الفاظ مارشل نے کہہ کر سپاہیوں کی ڈھارس بندھائی۔ اُس کی پاس فوج کی ۴ کور تھی جنکی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی اول اس کو یہ چاہیے تھا کہ کوئی مضبوط جگہ تلاش کر کے باستقلال دشمن سے لڑتا تاکہ چالنز جانے میں اس کو آسانی ہو جاتی اس کو ایسی جگہ ان میدانوں میں ملی جہاں کہ نالے کثرت سے تھے اور تھوڑی دور پر جنگل تھا اور یہ جنگل ایک گاؤں گریولٹ نامی سے شمال مشرق کی طرف شہر راویٹ لامان ٹگینی تک اس سڑک کے برابر پھیلا ہوا تھا جو شہر مٹز سے سرحد کو جاتی ہے۔ ۱۷ اگست کو مارشل اپنی فوج کو اس لائن پر مقیم کرنے میں مصروف رہا اور نہایت عقلمندی سے فوج کی حفاظت کے انتظام کرتا رہا۔ فرانسیسی فوج میسرہ نے گریولٹ گاؤں پر اسجگہ قبضہ کیا تھا کہ جہاں اسٹین اور ورڈن کی سڑکوں کا اتصال ہوا ہے اور جہاں سے مٹز کو سڑک اعظم جاتی ہے اس جگہ ایک بلند مقام پر فرانسیسی فوج مقیم ہوئی۔ جس کے نیچے جنگل تھا اور چاروں طرف کا ملک اس بلندی پر سے دکھتا تھا اور سامنے خندقیں کھودی گئیں اور توپیں مقیم تھا اور پیچھے ایک فرانسیسی قلعہ سوم پینٹا کوئنٹن تھا۔ ان وجوہات سے یہ مقام ناممکن الفتح معلوم ہوتا تھا۔ فرانسیسی فوج قلب گو اس قدر مضبوط نہ تھی مگر بلند مقام پر مقیم تھی اور اُس کے سامنے دشمن کے

آنے کے لئے بہت سی رکاوٹیں تھیں اور اُس کے بھی چاروں طرف خندق کھودی گئی تھی۔ بے زین نے اس مضبوط مقام گرویلٹ پر ایک لاکھ دس ہزار فوج ٹھیرائی اور مٹز کے قریب بیس ہزار فوج محفوظ رکھی۔

اس انتظام سے فرانسیسی کمانڈر کی ہشیاری اور چالاکی معلوم ہوتی ہے اور بیشک اور دوسرا شخص بھی اس سے زاید بندوبست نہ کر سکتا۔ جبکہ بے زین یہ تیاریاں بچاؤ کی کر رہا تھا۔ جرمن کمانڈر حملہ کرنے کا بندوبست کر رہے تھے۔ ۱۷۔ اگست کو تمام فوج پونٹ اے موسون سے روانہ ہو کر ایک لائن میں آگئی تھی اور ورڈن اور ایٹین کی سڑکوں پر شہر روزن ویلی سے شمال کی جانب ڈون کارنٹ تک قبضہ کئے ہوئے تھی اور اس کے علاوہ جو فوج مٹز پر تھی وہ اس کی مدد پر اور تھی جرمنی کے جرنیلوں کے پاس اب ۹۔ کورز تھیں اور ایک حصہ ۱۰۔ کورز کا تھا اور اور فوج کمک کے لئے آگئی تھی اس وجہ سے جرمنی کی کُل فوج کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار کی تھی اور یہ فرانسیسی فوج سے مقابلہ کرنے کو آئی تھی۔ کیونکہ گرویلٹ پر فرانسیسی فوج میسرہ بہت مضبوط جگہ مقیم تھی۔ اور پرشیا والوں کو یہ جگہ فتح کرنا بہت مشکل کام تھا۔ اس وجہ سے پرشیا والوں نے اپنے لشکر عظیم کا ایک بڑا حصہ بے زین کی فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا تاکہ حملہ کر کے اُس کو دوسری جانب لوٹا دیں اور اس عرصہ میں میسرہ پر بھی حملہ جاری رکھکر فرانسیسی فوج پر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ فرانسیسی اس دباؤ سے اگر ایٹین اور ورڈن کی سڑکیں چھوڑ کر شہر مٹز کی جانب بڑھیں تو وہاں جو پرشیا کا توپخانہ مقیم ہے وہ گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج کو بالکل تباہ کر دے۔ جرمنی کمانڈروں کی یہ تجویز تھی۔ اور بے زین کی فوج کے مقابلہ کے لئے انہوں نے ۵ کورز بھیجیں اور ۳ کورز فرانسیسی میسرہ فوج سے لڑنے کے لئے رکھیں۔ اور ایک کورز رسالہ اور دوسری کورز کا ایک حصہ فوج سرحد سے خط و کتابت جاری رکھنے کے لئے مٹز کی مشرق میں محفوظ رکھا۔

جنگ گرویلٹ

اس خونریز جنگ کی بابت جرمنی سرکاری بیان حسب ذیل ہے:۔

۱۸۔ اگست کی صبح کو ہمارے دونوں لشکروں کا مقام اس طرح تھا کہ ۷۔ کورز تو قصبہ گرویلٹ کے جنوب میں مقیم تھی اور ۸۔ کورز اور اوّل رسالہ سواران کا ڈویژن قصبہ ریزن ویلی کے جنوب میں تھا

اوّل کورز اور تیسرے رسالہ سواروں کا ڈویژن شہر سڈن کے مقابل دریائے موزل کے داہنے کنارے
مقیم تھے۔ یہ کل فوجیں لشکر اوّل کہلاتی تھیں اور شہر بوسنے ڈی واکس سے گریولٹ تک پھیلی ہوئی
تھیں اور اس لشکر اوّل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اگر لشکر دوم پر دشمن حملہ کرے تو یہ اُس کی مدد کرے لشکر
دوم جس کا ایک حصہ لشکر اوّل کے قریب رہا کرتا تھا وہ وردن کی سڑک کے شمال کی طرف جاتا
تھا اور اُس کی فوجیں حسب ذیل مقاموں پر تعین تھیں۔ ۱۲۔ کورز ڈی آرمی کو قصبہ مارس لاٹور سے
قصبہ جارنی تک کارروائی کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور فوج گاردس کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ مارس لاٹوس اور
ویان ویلی کے بیچ میں سے ڈون کورٹ کی جانب بڑھے۔ اور نویں کورز کو یہ حکم تھا کہ سڑک اعظم کو شہر
ریزون ویلی پر عبور کر کے شہر کالری فرم کی جانب کوچ کرے جو شہر سینٹ مارسل کے شمال میں ہے۔ یہ
تینوں کورز اوّل لائن میں تھیں اور ان مقامات متذکرہ بالا پر قبضہ کرنے سے سڑک اعظم پر ان کا قبضہ ہو جاتا
اس فوج کی روانگی سے پہلے سیکسنی اور پرشیا کے رسالوں نے کوچ کیا۔ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر دشمن نے
اپنے مقام سے کوچ نہ کیا ہو تو اُس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ دشمن میٹز کے سامنے مقیم ہو گیا ہے اور تینوں
تینوں کورز داہنی جانب پھر جاویں اور اول اور دوم دونوں لشکر حملہ کرنے کو بڑھ جاویں۔ دوسری
لائن میں ۳۔ اور ۱۰۔ کورز ڈی آرمی کی فوج تھی جو شہر پونٹ ای موسن سے رات کے ۲ بجے روانہ ہو گئی تھی
اور شہر بگرزینہ کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ ۱۰ ½ بجے صبح کے ہم کو معلوم ہوا کہ دشمن نے کوچ نہیں کیا اور
شہر میٹز کے سامنے جو آخری سلسلہ پہاڑیوں کا ہے اُس پر مقیم ہے۔ اُس وقت لشکر دوم کو یہ حکم دیا گیا کہ داہنی
جانب سے ذرا ہٹ کر اور تھوڑی دور لشکر اوّل سے رہ کر اپنی قلب فوج کو شہر ورنی ویلی اور امان ویلیرز
کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے۔ جب یہ فوج اُس جانب چلی جاوے اُس کے بعد دشمن کی فوج میمنہ پر اور
سامنے کی فوج پر حملہ کر دیا جاوے۔

سب سے پہلے نویں کورز ڈی آرمی کو دشمن کی فوج کا مقدمۃ الجیش ملا۔ بارہ بجے کے قریب شہر ورنی ویلی
کے قرب و نواح میں توپیں چلنے کی آوازیں آنے لگیں اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ فوج لڑائی میں مصروف ہے
اس لیے لشکر اوّل کو حکم دیا گیا کہ اپنے توپخانہ سے دشمن کے سامنے کی فوج پر گولہ باری کرے۔ لشکر اوّل
نے سوا ۱ بجے کے قریب اپنے آہستہ مگر پورے نشانہ والے گولوں سے لی پاونٹ ڈی جور پہاڑی پر دشمن
کی فوج پر گولہ باری شروع کی۔ فرانسیسیوں نے اس کا جواب اپنے بے شمار توپخانہ سے دیا۔ توپوں

کی گرج میں شریپنوں کی آواز صاف طور سے خوب پہچانی جاتی تھی۔ درمیان دو اور ۳ بجے کے پیادہ فوج لڑائی میں بلایا گیا۔ اب یہ معلوم ہو گیا کہ دشمن کی تمام فوج اُن پہاڑیوں پر مقیم ہے جو قصبہ سینٹ میری آچینی سے لے کر قصبہ سینٹ ایل تک پھیلی ہوئی ہیں اور قصبہ بوتس لاکسی سے قصبہ پاونٹ ڈی جوڑ کی سڑک اعظم کے اتصال تک برابر چلی گئی ہیں۔ دشمن کی یہ جگہ بڑی مضبوط تھی۔ پہاڑیوں کی بلند چوٹیوں پر قلعے تھے اور دمدمے اور گڑھے کھود کر فوج اُن میں بٹھا دی تھی اور ایک کے ذرا اوپر آگے ایک دمدمے اس طور سے بنائے گئے تھے جیسے کسی کے تماشے میں جگہیں بنائی جاتی ہیں۔ ہم ان پہاڑیوں پر اوّل سے قبضہ نہیں کر سکے کیونکہ ہم کو شمال اور مشرق دونوں جانب لڑائی کی تیاریوں میں مصروف رہنا پڑا۔ اور ہماری بہت سی فوج مشرق کی جانب بھی جب بڑھی جب ہم کو معلوم ہو گیا کہ فرانسیسی بھی بجانب شمال نہیں جاوینگے اور اسی وجہ سے فرانسیسی فوج کے میمنہ والے دستہ کو ہم چاروں طرف سے نہیں گھیر سکے۔ اب سوائے اس کے کہ اس مضبوط جگہ پر حملہ کر دیا جاوے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ لڑائی بڑی دیر تک ہوتی رہی اور بہت سخت لڑائی تھی۔ سکینی کی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کیا اور فوج گارڈ قصبہ سینٹ میری آچینی کے پاس لڑتی رہی اور بعد اس کے سینٹ پریوٹ لا مانٹگنی کی پہاڑی پر اور بعد از آن اسی نام کے قصبہ پر اور ڈون کارٹ پر فرانسیسیوں سے لڑی۔ علاوہ ازیں قصبہ سینٹ ایل کی داہنی جانب قصبات ہوبن ویلی۔ بوتس ڈی لاکسی اور برنی ویلی کے شمال کی جانب جو سڑک مٹز سے وردن کو جاتی ہے۔ ان سب مقامات پر فوج گارڈ کا کچھ حصہ اور نویں کور زمشغول کارزار رہی۔ قصبہ گریولٹ اور بوتس ڈی واکس سے دریائے موزل کے کنارے تک ۷۔ اور ۸۔ کور زلڑتی تھیں اور اوّل کور زکا ایک بریگیڈ اس دریا کے پرلے کنارے سے فرانسیسیوں پر گولہ باری کر رہا تھا۔ فرانسیسیوں کی تمام فوج سوائے میکمہن اور ڈی فیلی۔ کی تھوڑی سی فوج کے یہاں جمع ہو گئے تھے۔ ہماری لاثانی بہادر فوج نے آخر کار یہ پہاڑیاں فتح کر لیں۔ رات کے ہوتے ہی ہماری فوج نے تمام فرانسیسی فوج کو پسپا کر دیا۔ ہماری فوج میسرہ یعنے دوکورز ڈی آرمی جو گذشتہ رات کے ۲ بجے سے کوچ کرتی ہوئی آئی تھی اور آتے ہی لڑائی میں شریک ہو گئی۔ اس فتح میں اس فوج سے بڑی مدد ملی۔

۸½ بجے رات کے جبکہ بالکل اندھیرا ہو گیا یہ لڑائی ختم ہوئی۔ رات کو شکست خوردہ فرانسیسی اپنے اس لشکر گاہ میں شہر مٹز کو چلے گئے جہاں خندقیں کھودر کھی تھیں۔ لیکن بے شمار فرانسیسی زخمی ہی ہیاں

اور فوج کے دستے میدان کارزار میں موجود تھے۔ شاہ پرشیا نے جو اس لڑائی میں فوج کی کمان کرتے تھے
اور آخری حصہ لڑائی کے وقت ایک پہاڑی پر سے جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی ۔ ریزن ویلی کو اب اپنا ہیڈ کوارٹر
(صدر مقام) مقرر کیا۔ ہمارا نقصان اس جنگ میں بہت ہوا ۔ اس لڑائی میں فرانسیسی گرفتار بھی کم ہوئے
جس کی یہ وجہ ہوئی کہ قلعے کے قریب کی وجہ سے تعاقب کرنا ناممکن تھا۔ اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا
پیرس سے تعلق خط و کتابت چھٹ گیا ۔ یہ ایک بڑی مشہور فتح ہے اور ہم کو زیادہ تر خوشی یہ اور ہوئی
کہ اس لڑائی میں پرشیا اور سیکسنی اور ہیشیا کی فوج شانہ بہ شانہ ہو کر دشمنوں سے لڑے ۔ جرمنی فوج کی یہ
تجویز تھی کہ جنرل بے زین کی فوج میسرہ پر چند گھنٹے تک حملہ جاری رکھا جاوے تاکہ نویں اور بارہویں
کو اور فوج گارڈ شامل ہو کر فرانسیسی میمنہ فوج پر حملہ کر دیں ۔ اس وجہ سے فرانسیسی میسرہ فوج کے مقابلہ پر بہت
فوج روانہ کی گئی ۔ بارہویں کور نے فرانسیسی میمنہ فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا ۔ دوپہر کے بعد قصبہ ورنی ویلی
کے دونوں جانب جو فرانسیسی فوج مقیم تھی وہاں سے ہٹ گئی اور جرمنی کی فوج نے ان دونوں جگہوں
پر قبضہ کر لیا اور اسی عرصہ میں ۷ اور ۸ ۔ کور نے جو فرانسیسیوں سے لڑتی ہوئی جنوب میں بہت بڑھ گئی
تھی قصبہ گریولٹ پر قبضہ کر لیا شام ہونے کے قریب جرمنی فوج کی دوسری کور نے گریولٹ کی شرقی
جانب سے فرانسیسیوں پر آخری حملہ کر دیا ۔ اور اس وقت فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کی آڑ میں پیچھے ہٹنے پر
مجبور ہوئی ۔ اور جرمنی فوج آگے بڑھ گئی ۔ ۱۸ ۔ اگست کی یہ بڑی خونریز لڑائی ہوئی ۔ اس میں فرانسیسی فوج
کے انیس ہزار آدمی ضایع ہوگئے اور جرمنی فوج کا جس قدر نقصان ہوا اس کے سننے سے جرمنی میں
ماتم ہو گیا ۔ چونکہ اس لڑائی میں جرمنی کے پچیس ہزار سپاہی قتل ہوئے ۔ اس سے فرانسیسی فوج کی بہادری
اور بے زین کی عقلمندی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ فرانس کی فوج بمقابلہ فوج جرمن کے تعداد میں
بہت کم تھی اور کئی دفعہ شکست پا چکی تھی مگر یہاں اس نے اپنے دشمنوں کو سخت صدمہ پہنچایا ۔ اس مارشل
نے اپنی فوج کو بالکل مدافعانہ کارروائی پر محدود رکھا ۔ اور فرانسیسیوں نے از خود کوئی حملہ جرمنی کی فوج پر نہیں
کیا ۔ اس لئے فرانسیسیوں کو ہر دفعہ شکست ہی ہوئی تھی جرمنی فوج نے جو لمبے لمبے کوچ کئے ۔ گو فتح تو پانا
ہی تھا مگر یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی ۔ فرانسیسی فوج پر گریولٹ میں جو حملہ کیا گیا ۔ اس حملہ میں جانوں کا
بے حد نقصان ہوا ۔ اور خاصکر رسالہ سواراں کا نوناس ہو گیا ۔ گو جرمنی کی فتح ہوئی ۔ مگر جنرل اشاٹن مٹز
کا جو جرمنی فوج کی کمانڈر تھا ۔ بوجہ اس قدر نقصان جانوں کے شکریہ اس فتح کا ادا نہیں کیا گیا ۔

مارشل بے زین نے یہ لڑائی ایسی عاقلانہ تدبیر سے کی کہ جرمنی والوں کا بیحد نقصان ہوا۔ اب تمام فرانسیسی فوج شہر کی جانب پسپا ہو گئی۔ اور جرمنی فوج نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چالنز کے جانے کا راستہ اور اٹین اور ورڈن کی سڑکیں اب سب جرمنی فوج کے قبضہ میں تھیں۔ فرانسیسی فوج جو اب چاروں طرف سے گھر گئی تھی اب اُس کو نکلنے کا صرف ایک چارہ تھا کہ اپنے دشمن پر جسکی تعداد بہت زیادہ تھی فتح پا کر نکل جائے۔ بے زین کی فوج اب اسطرح گھر گئی تھی کہ فرانس کی دوسری اور فوج سے اُس کے خط و کتابت وغیرہ سب بند ہو گئے تھے اور شہر کے قلعہ میں یہ فوج محصور ہو گئی۔ اب اُس کے لئے صرف دو چارہ کار تھے۔ یا تو وہ دشمنوں میں سے راستہ چیر کر نکل جاوے اور یا اپنے تئیں جرمنی فوج کے حوالہ کر دے۔

اخبار کولون گزٹ کے مشہور نامہ نگار مانس و یچن ہوزن نامی نے اس ۱۴۔ اگست کے معرکہ کارزار کا حال میدان جنگ سے مفصلہ ذیل تحریر کیا تھا:-

یہ لڑائی بڑی خوفناک ہوئی اور جہاں کہیں ہماری جرمنی فوج بڑھی اُس کے پیچھے بربادی ہی کے آثار نظر آتے تھے۔ میدان جنگ گویا ذبیح خانہ ہو گیا تھا۔ نعشوں سے تمام میدان بھرا ہوا ہے۔ فرانسیسی فوج کے لال پاجامے اور سفید اور چمکدار ٹوپیوں سے میدان بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی دفتر فوج سے سفید کاغذ کے سیکڑوں ورق میدان میں اُڑتے پھرتے تھے اور مثل بگلوں کے معلوم ہوتے تھے جبکہ وہ ہوا میں اُڑتے تھے۔ ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے لیکن جنکے ہتھیار تھے وہ موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور سینے کھلے ہوئے پڑے تھے معلوم ہوتا تھا گویا خدا سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آدمی کی ہاتھ میں ہمارے قتل کے لئے بجلی کیوں دیدی تھی۔ شہر گورز کی جانب جو سڑک جاتی ہے جب میں اُس پر مڑا۔ تو مجھے بہت خوفناک نظارہ نظر پڑا۔ فرانسیسیوں کی نعشوں کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں فرانسیسی ایک ایک انچ زمین کیواسطے نہایت بہادری سے لڑ لڑ کر پیچھے ہٹتے تھے۔ ہماری جرمنی سپاہیوں کی نعشیں بھی ان ہی میں کہیں پڑی ہوئی تھیں۔ گھوڑوں کی نعشوں اور ٹوٹے ہوئے ہتھیاروں خیموں۔ چھکڑوں۔ تھیلوں۔ بندوقوں اور توپوں اور سپاہیوں کی نعشوں سے میدان جنگ بالکل بھرا ہوا تھا۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں خوفناک طور سے کھلی ہوئی تھیں جنکو کسی بھی ہاتھ نے بند نہیں کیا تھا۔ گزشتہ سہ پہر [illegible]

سے یہ لڑائی سخت تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایسے خوفناک ہتھیار نہ تھے جو اب آدمی
کی تباہی کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں۔ سوئی دار کارتوسی بندوق نے بہت جانوں کا نقصان فرانسیسی
فوج میں کیا اور چیساپو بندوق سے جرمنی کی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ جرمنی فوج کے نقصان کی جو فہرست
تیار ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی کا بیحد نقصان ہوا۔ میٹز سے ورڈن کو جو سڑک جاتی ہے
اُس پر سخت معرکہ ہوا۔ مُردوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور اُن کی وردی سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا کہ
یہ سپاہی فلاں فوج کا تھا۔ گاڑیاں بہت سی ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں۔ تھیون ویلی اور ریزن ویلی دیہات
میں بھی نقصان جانوں کا ہوا تھا۔ یہاں پر فرانسیسی اور جرمنی ڈاکٹر اپنے کاموں میں مصروف دیکھے جاتے
تھے۔ زخمیوں کی گاڑیوں اور پلنگوں سے سڑک بھری ہوئی تھی۔ خون کے گڑھے کے گڑھے بھرے
ہوئے تھے اور گاڑیوں میں سے زخمیوں کے چہرے زرد اور سفید نظر آتے تھے۔ مُردہ سپاہیوں کو
گلیوں میں سے لیجا رہے تھے۔ گو ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے لیکن جرمنی کو یہ گراں فتح بے انتہا خون کے عوض
ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ جنگ کب ختم ہوگی۔ گو اب جنگ سے دونوں قومیں نفرت کرتی ہیں۔ مگر لڑتے
برابر جاتی ہیں اور کسی کی جانب سے جنگ کا اختتام نہیں کیا جاتا ہے۔ بندوق ابھی کامل طور سے آدمی
کی جان لے لیتی ہے جنگ کے بعد ان ہتھیاروں میں اور بھی زیادہ ترقی کی جاویگی تاکہ انسان
کی جان کی اور زیادہ جلدی سے بربادی ہوا کرے۔ اُس وقت خدا جانے یہ ہتھیار اور
کیا غضب ڈھاوینگے۔ جرمنی کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑتے۔ شروع شروع میں تو
وہ اس لڑائی کو کچھ خیال ہی نہیں کرتے تھے۔ اُن کا مقولہ تھا کہ یہ صرف ذرا سا سخت کام
ہے لیکن اب جبکہ اُن کو روزمرہ لڑائی کرنا پڑی تو اُن کا مقولہ ہے کہ ہر لڑائی میں موت یقینی
ہے اور صرف موت ہی سے فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ افسران فوج جب ایک دوسرے سے
دوستانہ طور پر ملا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ آہا اب تک آپ زندہ ہیں۔ خدا جانے یہ
لڑائی کب ختم ہوگی جبکہ ابھی سے رجمنٹ کم ہوتی ہوتی پلٹنیں رہ گئی ہیں اور پلٹنیں کم ہوتی
ہوتی کمپنیاں رہ گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک دونوں قومیں خوب تھک نہ جاویں گی
یہ لڑائی ختم نہ ہوگی۔ ہماری بہادر فوجیں فرانسیسی فوج کو در شکست دیکر مقاموں پر مقام
چھینتی جاتی ہیں۔

فصل سوم

اسٹراسبرگ کا محاصرہ۔ مختلف حالات جنگ۔ جنگ بیومونٹ اور جنگ گارلٹن

معلوم ہوتا ہے کہ ۴۔ اور ۶۔ ۱۶۔ اور ۱۸۔ اگست کو فرانسیسی فوج کو جو فاش شکستیں ہوئیں۔ اس سے مارشل بے زین کو بڑا صدمہ ہوا۔ کیونکہ ۱۸۔ تاریخ کی لڑائی کے خونخوار نتیجے کی پیرس میں کوئی اطلاع نہیں پہونچی۔

۱۹۔ اگست کو پرشیا والوں نے شہر اسٹراسبرگ پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس شہر کے قلعہ کی فوج نے جو زیر کمان جنرل اُہرچ تھی محاصرین پر گولہ باری کر کے اُن کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔
۲۰۔ اگست کو شہر فالسبرگ کے قلعہ نے جو وسجز کی پہاڑیوں میں ہے۔ اپنے تئیں پرشیا والوں کو چند شرائط پر سپرد کر دیا۔ شہر میٹز اور چالنز کے درمیان خط و کتابت کا راستہ فرانسیسیوں کے لئے بالکل مسدود اور بند ہوگیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ شہر چالنز کو شہنشاہ فرانس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔ اور شہنشاہ معہ پرنس امپیریل (ولیعہد فرانس) کے وہاں اب مقیم تھے۔ کونٹ ڈی پالیکاؤ وزیر اعظم فرانس نے مجلس پارلیمنٹ فرانس کو یہ اطلاع دی کہ ۱۸۔ اگست کو پرشیا والوں کو فرانسیسی فوج پر حملہ کر کے کچھ ایسا بہت زیادہ فائدہ نہیں ہوا اور پرشیا کی فوج کو شہر جامونٹ کی کھانوں (معدن) کی جانب بھگا دیا گیا۔
چونکہ فرانسیسی میمنہ کی فوج قتل ہونے سے بچ گئی تھی اور اب از سر نو جمع کی جا رہی تھی گو یہ فوج میسرہ اور قلب فرانسیسی فوج میں مقام میٹز پر شامل نہ ہو سکی۔ اسی اثنا میں ولیعہد پرشیا کی فوجیں کوہ وسجز کے دروں میں سے گزر رہی تھیں۔ بتاریخ ۱۷۔ اگست اس شاہزادہ کی فوج کوہ وسجز کو عبور کر کے اس سڑک اعظم پر پہونچی جو شہر سترتی برگ کو جاتی ہے لیکن پیدل فوج شاہزادہ کی ابھی نہیں آئی تھی اور ۱۷۔ اگست تک دریائے موزل کے کنارے شہر نانسی پر مقیم رہی گو شاہزادہ کی فوج کا رسالہ سواران آگے بڑھ کر چیمپینی کے میدانوں سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ ۲۱۔ اگست کو میکمہن جسکے ساتھ ڈی فیلی کی فوج شریک ہو گئی تھی اپنی فوج کے ہمراہ یکایک چالنز سے روانہ ہو کر شہر ریمز میں آگیا جہاں کہ ایک کونسل جنگ منعقد ہوئی تھی۔ اور اس بات کے محرک تو مارشل میکمہن کی رگ حمیت

تھی کہ اُس نے اپنے ساتھی بے زین کو مصیبت سے چھٹکارا دلانے کا ارادہ کر لیا ہو گا یا یہ بات ہو گی کہ اُس کو خفیہ طور سے اطلاع ملی ہو گی کہ اگر معہ فوج پیچھے ہٹ کر پیرس کو واپس آنا پڑا تو بڑا خوف ملک میں پھیل جائے گا اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں اس پیرس میں واپس جانے سے قوم فرانسیس شہنشاہ کو معزول نہ کر دے۔ اسلئے اس کو یہ ترغیب دی گئی کہ شہر میٹز کو جا کر بے زین کی فوج کے ساتھ شریک ہو کر جو ۱۸ اگست سے محصور ہے جرمنی کی فوج پر حملہ کر دے۔ ۲۲ اگست کو میکمہن کے لشکر نے بجانب شمال کوچ کرنا شروع کر دیا اور شہنشاہ فرانس نے معہ پرنس امپیریل کے اس لشکر کے پیچھے پیچھے کوچ کیا جرمنی کے کمانڈروں کو اسبات کا پورا یقین تھا کہ میکمہن جرمنی فوج کے حملہ کا انتظار کر رہا ہو گا یا پیرس میں واپس جانے کا ارادہ کر رہا ہو گا لیکن جبکہ اُن کو یہ اطلاع ملی کہ وہ شہر ریمز کی طرف شمال کی جانب جا رہا ہے تو کچھ عرصہ تک انہوں نے اس بات کا یقین نہیں کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو ون مولٹکی کمانڈر انچیف جرمنی نے مارشل کے ارادہ کو فوراً تاڑ لیا اور اس کے تدارک کی تیاریاں کرنے لگا۔ کہ اگر ولیعہد سیکسنی کی فوج دریائے میوز کے کنارہ کنارہ جاوے تو اس کے راستہ میں میکمہن کی فوج سے ضرور مڈبھیڑ ہو گی اور بر تقدیر اگر ولیعہد پرشیا کی فوج بھی میکمہن کی فوج کے قریب آ جاوے تو اس صورت میں سرحد پر فرانسیسی فوج چاروں طرف سے جرمنی فوج سے گھر جاوے گی۔ اسلئے افواج جرمنی کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ شمال کی جانب بڑھیں اور ۲۶ اگست کو ولیعہد سیکسنی دریائے میوز کی جانب شہر سٹینی کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھا جا رہا تھا اور ولیعہد پرشیا اپنی فوج کے ساتھ بڑے بڑے کوچ کر کے شہر کلرمونٹ۔ اور گرینڈ اوری اپ سے بھی گذر گیا تھا اس امید میں کہ میکمہن کی فوج کے پچھلے حصہ پر جبکہ وہ مشرق کی جانب جا رہا ہو حملہ کر دیا جاوے۔ جبکہ ولیعہد سیکسنی حسب الحکم شاہ جرمنی کے شہر بار لی ڈیوک کی طرف ولیعہد پرشیا کی فوج کی داہنی جانب ہو کر جا رہا تھا تو میکمہن نے اس بات کا ضرور خیال کیا ہو گا کہ اب جرمنی کی تمام فوج کو چیر کر نکلنا ناممکن ہو گیا ہے میکمہن جو شہر واؤزیرا اور گرینڈپری اور وارینس کی جانب جا رہا تھا۔ اس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ شہر ورڈن میں جا کر مقیم ہو جائے لیکن میٹز میں جو فوج محصور تھی اُس فوج کا اس کو بہت خیال تھا جبکہ ولیعہد پرشیا معہ اپنی فوج کے شہر سٹون کے سامنے میکمہن سے لڑائی کرنے کے لئے خیمہ زن ہوا تو میکمہن نے اپنی فوج کو ایسی ہشیاری سے

صف آرا کیا تھا کہ جرمنی کی ۵ کورز کے کمانڈر نے یہ رپورٹ کی کہ چونکہ میرے سامنے دشمن کی فوج کے تین ڈویژن صف آرا ہیں اسلئے میری فوج حملہ کرنے کے لئے پوری نہیں ہے لیکن میکمہن اُس وقت درحقیقت شہر سیڈان کے قریب جانے کے لئے اپنی فوج کو دریائے میوز سے جلدی جلدی پار اُتار رہا تھا اور اگر وہ توپخانہ اور میٹریلیوز کو آگے رکھکر ہشیاری سے اپنی یہ کارروائی نہ چھپاتا اور دشمن کو دھوکہ نہ دیتا تو اُس وقت اسپر وہی مصیبت پڑتی جو چند دنوں کے بعد اُس پر پڑی اور جسمیں بے انتہا جانوں کا نقصان ہوا میکمہن کا ارادہ مغرب کی جانب جانے کا تھا مگر جرمنی کی فوج دباؤ ڈالتے اُس کو مشرق اور جنوب کی جانب ہٹاتی جارہی تھی اور اس طرح سے وہ شہر میٹز سے دور ہوجاتا تھا۔ اب اُس نے ایک مضبوط جگہ پسند کرکے دریائے میوز کے جنوبی کنارہ پر قیام کرلیا لیکن اُسکے اس قیام سے چار روز پہلے جرمنی جنرل ملٹو متصل نے نقشہ پر اُنگلی رکھکر یہ تبلا دیا تھا کہ اگر میکمہن نے اس جگہ پر قیام کرلیا تو اُس کی تمام فوج برباد ہوجاوے گی اور درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ اُس لڑائی کی خوفناک کیفیت اور اُس کے نتیجوں سے آئندہ فصل میں اطلاع دیجاویگی۔

۲۲۔ اگست کو جرمنی کی فوج نے شہر میٹز کو بالکل گھیر لیا اور تھیون ویلی اور مونٹ میڈی اور میٹز کے درمیان آمدورفت کا راستہ بالکل مسدود کردیا۔

۲۴۔ اگست کو یہ بات سرکاری طور پر مشتہر کی گئی کہ جرمنی کی فوج جو اسٹراسبرگ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے اُس میں سے فوج پیدل نے شہر کہل کے توپخانہ کی مدد سے قلعہ اسٹراسبرگ سے ہزار گز کے فاصلہ پر دمدمے بناکر اُس میں قیام کرکے اپنی اس کارروائی میں کامیاب ہوگئی ہے اور ریلوے اسٹیشن بغیر کسی قسم کے نقصان کے قابض ہوگئی ہے۔ شہر کی داہنی جانب کی فصیل پر گولے برسا کے اُسکو توڑ ڈالا ہے اور سلحہ خانہ برباد کردیا گیا ہے۔ شہر کہل میں قلعہ سے آگ برسا کر بہت سے گھر جلا دیئے گئے ہیں۔ ۲۵۔ اگست کو جرمنی فوج اور آگے بڑھی اور قلعہ اسٹراسبرگ سے چارسو یا پانسو گز کے فاصلہ پر پہونچ گئی ہے۔ شہر میں بہت سی عمارتیں جلا کر خاکستر کردی گئیں۔

۲۵۔ اگست کو جنرل ٹروچو نے پیرس میں یہ حکم جاری کیا کہ تمام مفلس لوگ جنکے پاس کھانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے پیرس سے نکلجاویں اسلئے کہ اُن کی موجودگی سے عوام کی ذلت اور مال کو خطرہ ہے وزیر داخلیہ فرانس کے پاس ۲۵۔ اگست کو شہر ورڈن کے حاکم کی جانب سے مفصلۂ ذیل اطلاع پہونچی

۲۵- اگست کو صبح کے نو بجے پرشیا کی ایک فوج نے جسکی تعداد آٹھ ہزار یا دس ہزار ہوگی اور جو زیر کمان ولیعہد سیکسنی کی تھی شہر ورڈن پر حملہ کیا۔ توپخانہ اور پیدل جنکی تعداد چار ہزار ہوگی مصروف کارزار رہی۔ تین گھنٹے تک مقابلہ رہا۔ اس عرصہ میں تین سو شل (ایک قسم کا گولہ) شہر میں پھینکے گئے۔ ہمارے توپخانہ سے پرشیا والوں کا بہت نقصان ہوا۔ بعدازاں پرشیا والے پیچھے ہٹ گئے۔ ہماری جانب سے پانچ آدمی مارے گئے۔ بیماروں کے لئے جو شفاخانہ گاڑیوں میں تھا پرشیا والوں نے اُس پر بندوقیں چلائیں۔ ہمارے دو آدمی مارے گئے اور تیسرا آدمی زخمی ہوا۔

ایک شخص نے جو اسٹراسبرگ میں مقیم تھا ۲۰- اگست کو شہر اسٹراسبرگ کے جو محصور ہو گیا تھا مفصلۂ ذیل حالات لکھے ہیں۔

آج صبح جب میں فوج میں گیا تو معلوم ہوا کہ تین بجے سے نو بجے صبح تک تو جرمنی فوج نے ذرا سرگرمی سے حملہ نہیں کیا تھا مگر اب بڑی تیزی سے حملہ کیا جا رہا تھا اور ریاست بیڈن کی توپیں پرشیا کی توپوں سے بھی تیز چلتی تھیں اور اُن میں آواز بھی زیادہ تھی رات سے توپخانہ کی چار بیٹریوں نے حملہ میں اور شرکت کرلی ہے اور ۸ بجے سے شام کے ۷ بجے تک برابر توپیں چلتی رہیں اور تمام رات یہ توپیں حملہ کئے جاویں گی اور فرانسیسوں کو پانچ منٹ بھی آرام سے نہیں بیٹھنے دینگی جرمنی کی فوج میں اسوقت ایک سو چھپن[۱۵۶] توپیں ہیں جو شہر اور قلعہ پر بربادی برسانے کے لئے تیار ہیں اور تین سو توپیں اور دوسری فوج میں ہیں جو یہاں سے قریب پڑی ہے اور اسی طرح سے جرمنی فوج کا بے انتہا گولہ بارود موجود ہے۔ پرشیا کے توپخانہ کے یہاں پر چھ ہزار گولنداز ہیں اور اسی قدر ریاست بیڈن کے توپخانہ کے ہیں۔ جنرل اُہرچ کی جتنی قلعہ بند فوج ہے اُس کے مقابلہ میں فوج محاصرین بہت زیادہ ہے۔ باشندگان اسٹراسبرگ کا خوف اور مصیبت ہر روز بڑھتی جاتی ہے۔ قلعہ کہل کا جس میں جرمنی کی فوج مقیم ہے گولوں سے اُڑا دینا گو شہنشاہی فوج کے کمانڈروں کے لئے تو چاہے کھیل ہی ہو مگر باشندگان اسٹراسبرگ کی تو یہ موت ہے کیونکہ ہر روز شہر پر جرمنی کی جانب سے گولے برسائے جاتے ہیں جس سے غریب باشندگان کی جان و مال کا بہت نقصان ہوتا رہتا ہے کہل کی مقیم فوج نے اب اسکا یہ بدلہ لیا ہے کہ اسٹراسبرگ کی فصیل گولوں سے توڑ ڈالی ہے اور شہر میں گولوں سے آگ لگ گئی اُس سے بہت سخت نقصان ہوا۔ آج دوپہر کو ایک بجے گولوں کی وجہ سے

اسٹراسبرگ میں دس جگہ آگ لگ رہی تھی۔ چھ بجے شام کے اُن شعلوں سے جو جلتے ہوئے گھروں میں سے اُٹھتی تھی تمام آسمان پر شفق سی پھیلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور محلہ روپرٹ سجا کی جانب ایسا دھواں تھا کہ ریاست بیڈن کے پہاڑ جو وہاں سے نظر آتے تھے بالکل دکھائی نہیں دیتے تھے اور جرمنی فوج سے اس دھوئیں میں جو لال لال گولہ آکے پڑتا تھا وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا شبِ یلدا میں تیر شہابی معلوم ہوا کرتا ہے۔ فرانسیسی گولوں سے آج کوئی کانون نہیں چلا کیونکہ اُن کی زیادہ توجہ اُس توپخانہ پر رہی جو رات میں جرمنی کی فوج نے دمدمے بنا کر فریج قلعہ کی دیوار سے اٹھارہ سو گز کے فاصلہ پر بنائے تھے اور اُسی پر فرانسیسی گولے برساتے رہے لیکن اُن کے گولے اُن پر بھی باقاعدہ نہیں پڑتے تھے اور جرمنی والے متواتر فرانسیسوں پر گولہ باری کئے جا رہے تھے۔ میرے سامنے جو گولے کہ جرمنی والوں نے شہر اور قلعہ پر ۱۵ منٹ کے عرصہ میں چلائے اور جو بوجہ قریب ہونے کے مجھے بہت اچھی طرح نظر آتے تھے اُن کی تعداد ایک سو تھی یعنی ایک منٹ میں چھ توپخانوں سے سات سے زیادہ گولے چلتے تھے۔ اس گولہ باری سے جو تباہی اور بربادی رعایا پر ہوتی ہے اُس کا اندازہ ناظرین اس بات سے کرسکتے ہیں کہ اسٹراسبرگ سے ملا ہوا شہر سینٹ میری لی بون ہے اور یہ اسٹراسبرگ سے بڑا ہے۔ اس شہر پر ایک گھنٹہ میں پانسو گولے برسائے گئے جنکی وجہ سے مکانوں کی چھتیں پاش پاش ہوگئیں بازار اور مکانوں کے قریب گولہ گرکے جب اُڑتا تھا تو بہت سارے سکانات اور عمارات منہدم ہو جاتے تھے۔ عورتیں اور بچے اپنے بستروں پر مُردہ پڑے پائے جاتے تھے۔ عمارات جل کے خاکستر ہوجاتی تھیں اور عورتیں اور مرد خواہ جوان ہوں یا بوڑھے یا بچہ جو اُس کی جھپٹ میں آتے تھے اگر وہ مرتے نہ تھے تو لنگڑے اور زخمی ضرور ہو جاتے تھے۔ اس سے بھی سخت باشندگان اسٹراسبرگ پر یہ مصیبت پڑی ہوئی تھی کہ کھانے کی تمام اشیا گراں ہوتی جاتی تھیں۔ قصائی گوشت دس روپیہ فی سیر کا دیتے تھے۔ باورچی دس یا بارہ آنے سے کم میں ایک روٹی نہ دیتے تھے۔ دودھ۔ گھی۔ پنیر اور ترکاریوں کے لئے سیر بھر وزن کی قیمت میں اگر سیر بھر سونا بھی دیا جاتا تھا تب بھی یہ چیزیں نہ ملتی تھیں۔ نہایت سادہ خوراک کی قیمت بھی چھ گنی بڑھ گئی تھی اور ان چیزوں کی قیمتیں ہر روز بجائے گھٹنے کے گراں ہوتی جاتی تھیں۔ بیشک باشندگان اسٹراسبرگ کی مصیبت بیان نہیں ہوسکتی ناظرین اس مصیبت کو خود قیاس کرسکتے ہیں۔ آج ہیڈ کوارٹر میں یہ افواہ اُڑ رہی ہے کہ اسٹراسبرگ کے معزز باشندوں کا ایک گروہ جس کا سرگروہ

اسٹراسبرگ کا میئر (حاکم) تھا جنرل اُہرچ کے پاس کل ایک پیغام لے کے گیا تھا کہ اب آپ قلعہ کو جرمنی والوں کے سپرد کر دیں کیونکہ باشندگان پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اس پر جرنیل نے اپنی میز پر سے ایک ریوالور (تپنچہ) اُٹھا کر میئر کو وہیں مار ڈالا کہ یہ تمہاری غداری کی سزا ہے۔ لیکن ایک فرانسیسی افسر سے ایک ایسے حادثہ کا ہونا قابل یقین نہیں ہے مگر مجھے یہ خبر ایک معتبر آدمی کی زبانی معلوم ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات یقینی ہے کہ باشندگان شہر جنرل اُہرچ اور اُس کی فوج سے اس قدر ناراض ہیں کہ جرنیل مذکور کو جتنا خوف اپنی بیرونی دشمن فوج پرشیا سے ہے اُسی قدر خوف باشندگان اسٹراسبرگ سے ہے۔ کل علی الصباح اسٹراسبرگ کا بشپ (پادری اعظم) جرمنی کی فوج میں آیا اور جرنیل ورڈر کمانڈر فوج سے ملاقات کی خواہش یہ کہکر ظاہر کی کہ گرجا کی طرف سے خصوصاً اور باشندگان اسٹراسبرگ کی طرف سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہیں عموماً آپ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا ہوں۔ لیکن جرنیل ورڈر نے بشپ کی ملاقات سے انکار کر دیا اور اپنے اڈیکانگ کی معرفت کہلا بھیجا کہ جرمنی فوج کو ہدایت کر دی جاویگی کہ وہ حتے الامکان کیتھیڈرل (گرجا اعظم) کو نقصان نہ پہنچا دیں اور شہر کو بھی ضرورت سے زیادہ نقصان نہ پہنچایا جاوے گا۔ بعد ازاں بشپ کی اردلی میں دو سوار مقرر کر کے اُس کو شہر کے دروازہ تک پہنچوا دیا اُسی اثنار میں ایک ایسی درخواست جنرل اُہرچ کے پاس بھیجی گئی تھی اور فرانسیسی فوج کے جو جو نقصانات شہر سٹر پر ہوئے تھے وہ سب اُس میں مفصل طور سے لکھ دئے تھے اور درخواست کی گئی تھی کہ قلعہ کو آپ جرمنی کی فوج کے سپرد کر دیں زیادہ محصور رہنے سے سوائے اس کے کہ سینکڑوں جانوں کا نقصان ہوا اور کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ جرنیل نے اُس کا صرف یہ زبانی جواب دیا کہ جب تک میرے زیر حکم ایک آدمی بھی رہے گا تب تک میں اسٹراسبرگ نہ چھوڑوں گا اور اس کے بعد ہی فوراً فرانسیسی فوج نے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ افسوس باشندگان اسٹراسبرگ۔ تم کو بشپ کی مداخلت سے بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

۲۷- اگست کو پرشیا کا ایک جاسوس مسمی چارلس ہارڈٹ پیرس میں گرفتار کیا گیا اور اُسکے گولی مار دی گئی۔ پیرس میں اسباب ہر قسم کی رسد غلہ وغیرہ کی جمع کرنا شروع کر دیگئی۔

۳۰- اگست کو یہ خبر پہنچی کہ پرنس امپیریل شہر سیڈان میں آ گیا ہے اور ۲۷ ہی تاریخ کو ۱۰۰۰۰۰ آدمی کور جس میں پچاس ہزار آدمی تھے مارشل میکمہن کی فوج میں شامل ہونے کو پیرس سے روانہ کیگئی۔ آج کی

تاریخ چالیس ہزار فرانسیسی گرد و نواح سے آکر پیرس میں داخل ہوئے۔

۲۵۔ اگست کو پیرس کے تمام باشندگان کو یہ حکم دیا گیا کہ بطور پیشبندی تمام قسم کی رسد و خوراک وغیرہ جمع کرلیں تاکہ اگر محاصرہ ہو تو کام آوے۔ اور جنرل ٹروچو نے ایک اعلان شایع کیا کہ پیرس میں جو شخص اصلی باشندہ فرانس کا نہ ہو یا اُن ممالک کا رہنے والا ہو جنسے آجکل فرانس بر سر جنگ ہے وہ شہر پیرس اور ضلع سین سے تین دن کے عرصہ میں سب نکل جاویں۔ اب اس بات کی تیاریاں ہونے لگیں کہ اگر پرشیا کی فوج بڑھتی چلی آوے تو پیرس کے گردا گرد نوّے میل اور ایک سو بیس میل تک مقابلہ کرکے پرشیا کی فوج کو روکا جاوے۔

۲۵۔ اگست کو پرشیا کی فوج نے موضع وریزی پر حملہ کرکے جو درمیان شہر وزیرس اور راتگنی کے واقع ہے اُس پر قبضہ کرلیا۔ اسی تاریخ کو پرنس امپیریل شہر مزپلس میں پہنچگیا۔

اسٹراسبرگ، بطز۔ اور ٹول ان سب محصور شہروں پر اب بڑی سختی سے حملہ کیا گیا۔ اسٹراسبرگ میں تو بہت نقصان ہوا۔ تمام بڑے بڑے بازار برباد ہوگئے۔ ایک گولہ لڑکیوں کے مدرسہ کی چھت پر جا کر گرا جس سے سات لڑکیاں مرگئیں اور چار زخمی ہوئیں۔ بہت سے لوگ تہخانوں میں رات کو سونے لگے۔ آلو کی قیمت تیس روپے فی سیر ہوگئی اور دوسری خوردنی اشیاء کی قیمت بھی بہی نسبت سے بڑھ گئی تھی۔ صرف گھوڑے کا گوشت کھانے کو ملتا تھا۔ باشندوں نے جنرل اُہرچ سے التجا کی کہ وہ محاصرین سے صلح کرلے مگر اُس نے یہی جواب دیا کہ جبتک شہر راکھ کا ڈھیر جلکر نہ ہو جاویگا میں اپنے تئیں سپرد نہ کروں گا۔

۲۰۔ اگست کو یہ خبر پہنچی کہ مارشل میکمہن نے اب اپنا صدر مقام سیڈان کو مقرر کرلیا ہے میکمہن لمبے کوچ کرکے شہر مونٹ میڈی کے قرب و جوار میں پہنچا اور ولیعہد جرمنی بھی اُس کا تعاقب کرتے ہوئے اُس کے قریب جا پہنچا۔ ۲۹۔ اگست کی شام کو میکمہن کی فوج کا بڑا حصہ قصبہ وازیس میں مقیم تھا جو شہر کارگنن کے قریب ہے اور شہر مونٹ میڈی سے تو گویا ملا ہوا تھا۔ شہنشاہ نپولین بھی یہاں آپہونچے تھے اور اُن کے قیام کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ۳۰۔ اگست کو کارگنن پر ایک لڑائی ہوئی جس میں فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی اور کئی مٹرلیوز جرمنی والوں کے ہاتھ لگیں۔ یہ لڑائی بڑی سرگرمی سے ہوئی اور دونوں فوجوں کا بہت نقصان ہوا۔ اس لڑائی

کا جرمنی سرکاری بیان حسب ذیل ہے :-

"ہم نے میکمہن کی فوج پر شہر بیوسونٹ کے نزدیک حملہ کیا - فرانسیسوں کو شکست ہوئی اور حدود بلجیم کی طرف وہ بھگا دیئے گئے - فرانسیسوں کے لشکرگاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے - دشمن کا چند میل تک تعاقب کیا گیا - رات ہو جانے کی وجہ سے تعاقب ختم کیا گیا"

دوسرے دن ۳۱ - اگست کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور اس لڑائی کے چند حالات اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے حسب ذیل لکھے ہیں :-

۳۱ - اگست کو علی الصباح یہ حکم دیا گیا کہ گاڑیاں اور بیل جو باہر فصیل کے کھڑے ہوئے ہیں وہ تمام شہر میں بلائے جاویں - اس وقت شہر میں تمام فوجیں موجود تھیں جو شہر میں رات کو داخل ہوئی تھیں - میں نے گھوڑے پر سوار ہو کے محلہ پورٹی ڈی پیرس میں جانا چاہا جہاں کہ یہ گاڑیاں اور بیل ٹھیرائے گئے تھے لیکن راستوں اور گلیوں میں فوج اور گھوڑوں کی ہجوم کی وجہ سے مجھے پیدل جانا پڑا - جبکہ میں وہاں پہونچا تو دیکھا کہ گاڑیاں تیز تیز وہاں جا رہی تھیں اور بیل بھاگے ہوئے جا رہے تھے - اور خوف زدہ دہقانوں کے رونے چلّانے کی آوازیں آ رہی تھیں - جو اپنے گاؤں چھوڑ کر یہاں شہر میں پناہ لینے کے لئے آئے تھے - مگر ان بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ یہاں جو وہ پناہ لینے آئے تھے یہاں پر بھی سخت مصیبت پڑی ہوئی تھی - اس طرف کے شہر کے دروازے فوراً بند کر لئے گئے اور فوجیں دوسرے دروازہ سے موضع ڈوئی ذی کی جانب قطار در قطار جا رہی تھیں جہاں کہ میکمہن کی فوجیں مقیم تھیں اور پرشیا کی فوج کے حملہ کا انتظار کر رہی تھیں جو فرانسیسی فوج کے قریب پڑی ہوئی تھی - صبح کے دس بجے کے قریب چھ یا سات میل کے فاصلہ پر توپوں کے چلنے کی آواز سنائی دی جو موضع بیزیلیس کی جانب سے آ رہی تھی - میں فصیل شہر پر چڑھ کر اس جانب دیکھنے لگا وہاں سے مجھے پرشیا کی فوج خوب نظر آتی تھی اور دوربین سے ان کو گولہ باری کرتے ہوئے میں صاف دیکھ سکتا تھا مگر مجھ کو فرانسیسی فوج کی لائن اچھی طرح نظر نہ آتی تھی وہ ذرا درختوں کی آڑ میں تھی جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی - دوپہر کے قریب میں شہر سے باہر نکلا اور اس بلندی پر کھڑا ہو کے جو شہر کے قریب ہے میں نے دیکھنا شروع کیا - جبکہ میں شہر سے آدھ میل ہی گیا ہوں گا کہ مجھے فرانسیسی پیدل فوج محفوظ کی رجمنٹیں ملیں - ان کے ہتھیار ایک جگہ جمع تھے اور آگ میں سے دھواں

نکل رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کھانا کھا کے بیٹھے ہیں۔ میں آگے بڑھتے چلا گیا اور ہر جگہ توپخانہ اور پیدل کی محفوظ فوجوں میں سے گذرتا رہا۔ موضع ہیز بلیس میں جسکو جرمنی والوں نے جلا دیا تھا اب شعلے اُٹھ رہے تھے۔ کچھ عرصہ تک آپس میں فریقین میں توپیں چلتی رہیں۔ دو بجے کے قریب پرشیا کی پیدل فوج پل کو عبور کرکے موضع ڈونزی کی جانب بڑھی اور فوراً بندوقیں بڑی تیزی کے ساتھ چلنا شروع ہوئیں اور یہ کارروائی ۱۰ منٹ تک جاری رہی۔ میں نے خیال کیا کہ فرانسیسی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے ہوں گے چونکہ درختوں کی وجہ سے میں اُن کو اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن چھ مٹریلیوز کی ایک باڑی نے آگے بڑھ کر درختوں میں سے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چھ باڑھیں ایک دفعہ چلی ہیں۔ ۴ بجے کے قریب گولہ باری ہر جگہ بند ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ پرشیا کی فوج بڑی گھبراہٹ سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ فرانسیسی اپنی اُسی جگہ پر قایم رہے۔ آج کی لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر کل آئندہ کے عجب حادثہ کی وجہ سے اس کا بیان کر دینا ضروری تھا۔

اخبار "ملیٹر وچن بلاٹ" جو برلن کا ہفتہ وار فوجی خبروں کا اخبار ہے ۳۱ اگست کا حسب ذیل بیان کرتا ہے۔

"آج صرف دونوں فوجوں کی تھوڑی سی دیر لڑائی ہوئی اور ہماری فوج دریائے میوز کو چند جگہوں سے عبور کر گئی ہے اسلئے فرانسیسی فوج جو سیڈان پہ واپس لوٹ گئی تھی وہ گویا گھر گئی ہے بشرطیکہ وہ رات ہی رات میں شہر میزیریس کی جانب نہ چلی جاوے۔"

فرانسیسی فوج میزیریس کی جانب نہیں گئی بلکہ سیڈان پر ہی پیچھے ہٹ گئی جہاں کہ پرشیا کی دو فوجوں کے بیچ میں وہ شل شکار کے گھر گئی۔

فصل چہارم

فرانسیسیوں کی اور شکست۔ شہنشاہ نپولین کا اپنے تئیں سپرد کر دینا۔ بہت سے آدمیوں کی رائے میں فرانسیسی فوج حکام نے علم جنگ کے اصول سے جو غلطی کی تھی اُس کی تصدیق۔

جنگ سیڈان

سے ہوگئی جو یکم ستمبر ۱۸۷۰ء کو واقع ہوئی۔ اس جنگ کی بابت سرکاری جرمنی بیانات حسب ذیل ہیں
شہر ڈونچری۔ ۲ ستمبر۔ ۳۰ اگست کی لڑائی کے بعد یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اب فرانسیسی
فوج آرمی ڈی نورڈ پر آخری تباہی پڑنے والی ہے۔ ۳۰ کی شام کو فرانسیسی فوج نے پرشیا کی فوج
۴ کور ڈی آرمی اور بویریا کی فوج پر گولہ باری کی اور شہر موسن کی جانب پیچھے ہٹ گئی اس روز
جرمنی فوج کا بہت بڑا حصہ دریائے میوز کے بائیں کنارے پر مقیم رہا لیکن جو فوج زیر کمان ولیعہد
سیکسنی تھی اس نے کئی جگہ سے دریا کو عبور کر کے موسن سے آگے کارگنن اور سیڈان کی جانب کوچ
کر دیا تھا۔ اور ہمارے تیسرے لشکر نے ۳۱ اگست کو حسب ذیل حرکت کی۔ ۱۔ اول بویریا کی کور نے
رنکورٹ کی راہ ریمیلی کی جانب کوچ کیا۔ پرشیا کی ۱۱ فوج سٹون سے شہر ماسے چیمیری اور چی یوز کی
طرف بڑھی اور اس کو یہ حکم تھا کہ دریائے میوز کے بائیں کنارے پر ٹھیر جاوے اور ڈونچری کے مقابل
خیمہ زن ہووے جو دریا کے اس پار ایک چھوٹا سا شہر ہے ۱۱ کور کے بعد پرشیا کی ۵ کور نے
کوچ کیا اور فوج پہلی بویریا کور کے بعد دوسری کور روانہ ہوئی ریاست ورٹمبرگ کی فوج بھی شہر نڈرلیبی
اور بوڈن کورٹ کی راہ دریائے میوز کی جانب بڑھی۔ یہ سب فوجیں جن جن شہروں پہنچیں یہ سب
سڑکیں سیڈان پر آکر ملتی تھیں۔ ہم کو یہ حکم تھا کہ فرانسیسی فوج کو گھیرے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے تئیں
سپرد کر دیں یا ملک بلجیم کی حدود میں گھس جاویں اور چونکہ یہ آخر الذکر کارروائی زیادہ ممکن جانی تھی تو فوج
جرمنی کو ۳۰ تاریخ کے حکم کا آخری فقرہ یہ بھی تھا کہ اگر اس حد پر بھی فرانسیسی فوج ہتھیار نہ ڈالے تو بلجیم کے
ملک میں فوج اُن پر حملہ کرتی چلی جاوے۔

۳۱ اگست کو کوئی مشہور معرکہ نہیں ہوا۔ صرف شہر ریمیلی میں اول بویریا کور نے فرانسیسی فوج پر حملہ
کر دیا اور بڑی دیر تک گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج کو پیچھے بھگا دیا اور وہ پھر کو دریائے میوز کے کنارے
پہنچ گئی۔ ولیعہد پرشیا معہ اپنے اسٹاف کے ۳۱ اگست کی یہ مفید کارروائی اس بلندی سے دیکھ
رہے تھے جو موضع اسٹون کے گرجا کے قریب ہے ولیعہد پرشیا نو بجے صبح کے اپنے لشکرگاہ پریونٹ
سے یہاں آگئے تھے اور ریمیلی کی وادی کا انہوں نے ایک حصہ دیکھا جب یہ لڑائی ختم ہو گئی تو لیعہد

پرشیا شہر چیمبری کو گئے اور وہاں اپنی فوج میں رات بسر کی۔ بویریا کی دو کورز اور ورٹمبرگ کی فوج کو جو احکام دئے گئے تھے اُن کے پورا کرنے میں کسی قسم کی دقت اُن کو نہیں ہوئی۔ پرشیا کی ۵ کورز جو براہ چیمبری جا رہی تھی اور کمانڈر انچیف فوج جرمنی کے سامنے سے گذری تھی وہ اپنی منزل مقصود پر ذرا شام سے دیر ہوتے پہونچی۔ یکم ستمبر کی صبح ہونے سے پہلے پہلے جرمنی کی فوج میں ہر قسم کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ جو افواج دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھی اور خاصکر فوج گارڈس وہ دریا کے عبور کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی اور جو افواج دریا کے داہنے کنارہ پر زیر کمان ولیعہد سکسنی تھی وہ حملہ کرنے کے لئے صرف حکم کی منتظر تھی اور ہماری فوج ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس قدر تیار تھی کہ اگر ذرا سا بھی اشارہ پاتی تو شہر سیڈان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی۔

اوّل اوّل یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ ۲ ستمبر تک حملہ ملتوی کر دیا جائے کیونکہ یہ مناسب معلوم ہوا کہ سکسنی کی فوج کو ایک دن کا آرام دیا جاوے کیونکہ اس فوج نے ۳۰ اور ۳۱ تاریخ کو جو لمبے لمبے کوچ کئے تھے اُن سے یہ بہت تھک گئی تھی لیکن جبکہ شاہ پرشیا ۶ اور ۷ بجے شام کے درمیان شہر وندریسی کو جانے کے لئے شہر چیمبری میں سے گذرے تو وہاں شاہ پرشیا نے ولیعہد پرشیا۔ جنرل وان مولٹکی اور جنرل بلومنتھل سے مشورہ کر کے یہی ارادہ کر لیا کہ شہر سیڈان اور فوج پر جو درمیان دریائے میوز اور کوہ آرڈینس کے پڑی ہوئی ہے کل یکم ستمبر ہی کو حملہ کر دیا جاوے یکم ستمبر کو ایک بجے رات کے ولیعہد سکسنی کے پاس حکم پہونچا کہ یکم ستمبر کو آگے بڑھ جاؤ اور صبح کے ۵ بجے ہی گولہ باری شروع کر دو۔

ہماری فوج لڑائی کے لئے اس طرح صف آرا تھی۔ کہ ہماری میمنہ کی جانب سکسنی کے ولیعہد کی فوج تھی اُسکی مقدمۃ الجیش فوج میں ۱۲۔ کورز ڈی آرمی تھی اُس کے بعد ۴۔ کورز اور گارڈس تھی اور پیچھے ۴۔ ڈویژن رسالہ سواران تھا اور اُن کی پشت پر شہر ریملی تھا۔ ولیعہد سکسنی کی وہ فوجیں جو دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھیں وہ دریائے میوز کو موضع ڈونزے پر عبور کر آئی۔ اس فوج کی بائیں جانب اوّل بویریا کی کورز مقیم تھی اور اُس کے پیچھے دوسری کورز تھی۔ بویریا کی فوج نے اپنا پل دریا پر موضع بیزیلس کے مقابل ڈال لیا تھا۔ ۱۱۔ پرشیا کورز نے اپنا پیپوں کا پل رات ہی رات میں شہر ڈونچری سے ایک ہزار قدم ورے ڈال لیا تھا۔ اُس کے تھوڑی سی دور بائیں جانب ۵۔ کورز نے ایک اور پل سے دریا کو عبور کر لیا۔ اور اُسی جانب تھوڑے سے فاصلہ پر موضع ڈوم لی منزل کے قریب ورٹمبرگ کی فوج نے دریا کو

جوا کرا۔ پکور زلبطور فوج محفوظ کے اگینی اور لاچینی کے درمیان مقیم تھی۔ اس فوج کے مقابلہ میں سکیمن فیلی کرو بنرسٹ۔ اور دوسرے کی باقیماندہ فوج اور نیز بارہویں کور جو جنرل لبرن کے ماتحت تھی یہ سب فرانسیسی فوجیں تھیں۔ فرانسیسی فوج کا مرکز قلعہ سیڈان تھا اور بائیں جانب فرانسیسی فوج موضع گیودن تک اور داہنی طرف موضع میزیریس تک پھیلی ہوئی تھی اور اس فرانسیسی لشکرگاہ کی عقب میں کوہ آرڈینس کی پہاڑیاں تھیں۔

ولیعہد پرشیا شہر چیمری سے ۴ بجے صبح کے گھبی میں روانہ ہوا۔ ڈونچری کی سڑک پر شہر چیونیر پر ولیعہد مذکور گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور شہر ڈونچری کے نزدیک دریائے میوز کی وادی میں ایک پہاڑی پر مقیم ہوا اُسکے قریب ہی ایک مختصر محل جو بنام شاتو ڈونچری موسوم تھا واقع تھا اس جگہ سے تمام جرمنی فوج نظر آتی تھی اور چاروں طرف جو لڑائی ہو رہی تھی وہ بھی نظر آسکتی تھی۔ شہر سیڈان دریائے میوز کی وادی میں ایک بہت دلفریب جگہ پر آباد ہے اور دریا کے ہر دو جانب پہاڑیوں پر قلعہ جات بنے ہوئے ہیں دریا کے داہنے کنارہ پر پانی کے قریب ایک تھوڑا سا قطعہ چراگاہ کا ہے اور سیڈان کی بائیں جانب تھوڑے سے فاصلہ پر ایک کشادہ میدان ہے جسکے بیچ شہر ڈونچری واقع ہے۔ اسکی دائیں جانب دریائے میوز نے دو چکر کاٹے ہیں اُن کے بیچ میں ایک قطعہ زمین ہے جس پر موضع اگیس آباد ہے اور اس کی بائیں جانب موضع ویلٹ اور داہنی جانب موضع گلیزری آباد ہے۔ اگیس اور سیڈان کے بیچ میں موضع فلونگ ہے اور اس کی داہنی جانب دریا کے داہنے کنارہ پر قصبہ گیودن ہے جہ ڈونچری سے ایک پل پر ہوکر سیڈان کو سڑک اعظم جاتی ہے اور دونوں شہروں کے بیچ میں سڑک پر موضع فرینوی آباد ہے موضع بیزیلیس جسکے مقابل بویریا کی فوج پڑی ہوئی تھی وہ سیڈان سے جنوب مغرب کی طرف ہے اور موضع ڈورسے جہاں سے فوج گارڈس نے دریا کو عبور کیا تھا سیڈان سے ذرا دور داہنی جانب ہے۔

صبح کے وقت ایک گہرے کہرے نے تمام وادی اور پہاڑیوں کو چھپا رکھا تھا ۸ بجے جبکہ بادلوں میں سے آفتاب نکلا اُس وقت بڑا حبس اور گرمی ہوگئی۔ ولیعہد سیکسنی کی فوج نے ۵ بجے کے تھوڑی دیر بعد حملہ کرنا شروع کر دیا ۸ بجے ہماری داہنی جانب سیڈان کے پیچھے سے توپ کی متواتر آواز آنے لگی اس سے معلوم ہوا کہ ہماری فوج نے دشمن پر حملہ کر دیا ہے لیکن فرانسیسی

فوج پہاڑیوں پہ مضبوط جگہ پہ مقیم تھی اور اُن کو اُن کی جگہ سے ہٹانا دشوار تھا جبکہ یہ لڑائی اس جانب
ہو رہی تھی ہماری فوج میمرو نے اپنے تئیں میدانوں کی بلندیوں پہ تیار کر لیا تھا اور ۵۔ کورز سیدھی
چلی گئی تاکہ دشمن کے پچھلے حصہ فوج پہ حملہ کرے۔ لڑائی کے نقشہ کے موافق ہماری داہنی جانب میمنہ
سے آپس میں مل جانے کا ان فوجوں کو حکم تھا اور یہ بھی حکم تھا کہ دشمن کو چاروں طرف سے بالکل گھیر لیا
جاوے تاکہ وہ کوہ آرڈینیں کی جانب پیچھے نہ ہٹ سکے۔ ورٹمبرگ کی فوج اور رسالہ کا چوتھا ڈویژن
اس فوج کی مدد کے لئے سیدان کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا کہ شاید اگر دشمن اِدھر سے پیچھے ہٹے
تو یہ فوج اُس کو روکے گو یہ بات غالبات سے معلوم نہیں ہوتی تھی چونکہ دشمن کو معلوم تھا کہ اس
جانب سے دریائے میوز کا عبور کرنا مشکل ہوگا اور ڈونچری اور سیڈان کے درمیان میں جو ریلوے
پل تھا وہ دشمنوں نے خود ہی توڑ ڈالا تھا۔ سوا نو بجے گیارہویں آرمی کور نے فرانسیسی دستہ فوج
پر یہاں تک حملہ کیا کہ اُس کو فرانسیسی لشکرگاہ کے قریب تک ہٹاتے ہوئے چلی گئی۔ اس وقت توپخانے
بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنی کارروائی میں مصروف تھے سیکسنی کی فوج جو اسی وقت کے لئے محفوظ رکھی
گئی تھی اب وہ آگے بڑھی اور اُس نے حملہ کرنا شروع کر دیا تھوڑی ہی دیر میں فرانسیسی میمنہ فوج نے پیچھے
ہٹنا شروع کیا لیکن اُنھوں نے پرشیا کی دو فوجوں کو اپنے پیچھے مقیم پایا۔ اُس مقام پر جہاں کہ پرشیا
کی ۱۱ کورز نے پہاڑیوں پر سے اُتر کر دشمن پر حملہ شروع کر دیا تو ۱۰½ بجے کے قریب فرانسیسی فوج نے
حملے کے جواب میں فیر کرنا کم کر دئے۔ بعض جگہوں میں اور خاصکر ایگیس اور اُن میدانوں میں جو سیڈان
کی جانب جاتے ہیں لڑائی سختی سے ہو رہی تھی چونکہ ہماری جانب سے توپخانہ سے گولہ باری ہو رہی
تھی اسلئے فرانسیسیوں نے اپنے سواروں کو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ فرانسیسی رسالے نے
دو دفعہ بہت بہادری سے حملہ کیا لیکن اُن کی پیدل فوج بھاگ نکلی اور بارہ بجے سے پہلے بہت
سی فرانسیسی پلٹنوں نے اپنے تئیں ہمارے سپرد کر دیا۔ ہماری ۵۔ کورز بھی اب ایک دوسرے رستہ
سے پہاڑیوں پر چڑھ گئی اور بڑی سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو کوہ آرڈینیں کی طرف بھگانے
میں کامیاب ہوئی۔ ۲½ بجے یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرانسیسی محفوظ توپخانہ جسکو شہنشاہ نے ہماری ۵ کورز
کے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا تھا اُسکو پیچھے ہٹا دیا گیا ہے اور یہ کہ فرانسیسی پیدل فوج کے صرف چند
دستے بھاگ کر سرحد کے پار ہو سکے ہیں۔ اب اسطرح سے فرنچ فوج کا بھاگنا مسدود کر کے ایم

کو میدان کارزار کی درمیانی فوج سے کام رہ گیا یعنے اُس فوج کو پہاڑیوں سے بھگا دیا جاوے
تو صرف یہ قلعہ سیڈان اُن کے آخری پناہ لینے کی جگہ رہ جاتا ہے۔ سوا ایک بجے پرشیا کے توپخانوں
نے داہنی اور بائیں طرف سے فرانسیسی فوج پر اس قدر تیزی سے گولہ باری شروع کر دی اور دونوں
آپس میں قریب آتے گئے۔ معلوم ہوتا تھا اب فرانسیسی فوج بالکل گھر جاوے گی۔ فوج گارڈس بغیر
رُکے بڑھی چلی جاتی تھی اور یہ فوج ۱۲۔ کورز ڈی آرمی کے کبھی پیچھے اور کبھی برابر۔ برابر فرانسیسی فوج میسرہ
پر بڑھی جاتی تھی۔ سوا دس بجے کے قریب فوج گارڈس جس کے آگے اُس کا توپخانہ تھا سیڈان کی بائیں
جانب جنگل کی جانب چلی جا رہی تھی اُن کے فیروں سے جو دھواں آگے بڑھ بڑھ کے اُٹھتا تھا تو
ہم خیال کر لیے جاتے تھے کہ وہ فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا کر کیسی جلدی جلدی زمین پر قبضہ کر رہے ہیں
فوج گارڈس کی مدد بویریا کی فوج نے اچھی طرح کی۔ فرانسیسیوں کی بڑی تیز مدافعت کے بعد بویریا والوں
نے موضع بیزیلیس فتح کر لیا جو جل رہا تھا۔ بعد اس کے سیڈان کے جنوب مغرب میں موضع بلن کو اُنہوں
نے فتح کر لیا اور وہاں ایک تنگ درہ میں بویریا کی فوج کو بہت تکلیف پہونچی۔ اس جگہ سے اُنہوں
نے موضع ولیٹ پر آگ برسانی شروع کی جس کا مینار شعلوں سے فوراً جل گیا۔ چونکہ فرانسیسی توپخانہ
کو اب خاموش کر دیا گیا تھا۔ اسلئے اب فوج ۱۱۔ اور ۱۲ کورز کی سیڈان کی جانب بڑھنے میں اب کوئی
چیز مانع نہیں رہی فرانسیسی فوج نے پسپا ہو کر اب جلد جلد قلعہ میں واپس جانے کا سامان کر لیا
تھا۔ لڑائی ابھی تک جاری ہی تھی کہ بہت سارے فرانسیسی قیدی جنگ پہاڑیوں پر سے میدان
میں لاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

فوج گارڈس دو بجے سے ذرا پہلے پانچویں کورز فوج کے ساتھ شامل ہو گئی تھی۔ اب جرمنی فوج
نے فرانسیسیوں کو بالکل بطور دائرہ کے گھیر لیا۔ فرانسیسیوں کو معلوم ہوا کہ اب ہم زندہ دیوار
(فوج) کے بیچ میں گھر گئے ہیں اور سیڈان کے چھوٹے سے قلعہ میں پسپا ہونے کے لئے مجبور کئے
گئے ہیں۔

فوج کے چاروں جانب کہیں یہاں کہیں وہاں بہت سے گاؤں جلتے ہوئے نظر آرہے تھے
فوجوں کے دستے کہیں کہیں آپس میں لڑ رہے تھے اور توپوں کا چلنا ابھی تک بند نہیں ہوا تھا
تھوڑی دیر کے بعد بالکل خاموشی ہو گئی۔ اور ہم نے اس بات کا انتظار کیا کہ دیکھیں اب فرانسیسی اپنے

اس خطرناک حالت میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اگر وہ برابر مقابلہ پر اور حملہ کی مدافعت پر اڑی رہی تو لاحاصل ہے۔ سیڈان کی قسمت پر اب آخری مہر لگ چکی ہے۔

۳ بجے کے قریب ولیعہد پرشیا نے ہیڈکوارٹر میں یہ پیغام بھیجا کہ ہماری کامل فتح ہوگئی ہے۔ اور فوراً اس کے بعد وہ ڈیوک آف کوبرگ۔ اور دیگر شہزادگاں اور افسران کے شاہ پرشیا سے ملنے کو روانہ ہوا جو اس دن شہر ڈونچری کی داہنی جانب ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔ چونکہ قلعہ سیڈان کے برج پر کوئی سفید جھنڈا نہیں اڑا گیا۔ اس لئے ۱/۲ ۴ بجے ہم نے فیر کرنا پھر شروع کر دیا۔ بویریا کے توپخانوں نے قلعہ پر گولے برسائے۔ سوا ۵ بجے کے قریب ہمارے ایک گولے سے قلعہ میں آگ لگ گئی۔ ایک بھوسی کے انبار میں آگ لگ گئی تھی اور آناً فاناً میں دھوئیں سے تمام آسمان تاریک ہوگیا۔ اس وقت فرانسیسیوں نے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی۔ ولیعہد ابھی تک شاہ پرشیا کے پاس ہی تھے کہ وہاں یہ اطلاع دی گئی کہ شہنشاہ نپولین بھی سیڈان ہی میں موجود ہیں۔ اب پھر ہم آگاہ ہوئے کہ ہم نے فرانس کی اصلی فوج کو صرف شکست ہی نہیں دی ہے بلکہ بارہ گھنٹے کی لڑائی کے بعد جنگ کے فتحمندانہ نتائج کی ضمانت بھی ہم نے حاصل کرلی ہے۔ یعنے شہنشاہ نپولین کو بھی ہم گرفتار کرینگے۔

ہماری جانب سے پرشیا کی فوج کے لفٹنٹ کرنل دن بروسارٹ فرانسیسیوں سے عہد و پیمان کرنے کے لئے معتمد مقرر کئے گئے۔ اسیدن شام کے وقت کرنل دن بروسارٹ شاہ پرشیا کے پاس شہنشاہ فرانس کا (جو اب اسیر جنگ ہوگئے تھے) ایک خط لائے۔ وہ خط شہنشاہ فرانس نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اس میں صرف یہ چند لفظ تھے "میں اپنی فوج کا سرگردہ ہوکر اب نہیں سکتا اسلئے میں اپنی تلوار یور میجسٹی (حضور) کے قدموں پر رکھتا ہوں"

یہ امر واقعی ہے کہ نپولین اس لڑائی کے غالب نتیجے سے اول ہی آگاہ ہوکر موضع الگیس کے قریب ۲ گھنٹے تک ہماری گولہ باری کا حتے الامکان جواب دیتا رہا اور آگے روانہ ہوا ارات کو شہنشاہ سیڈان ہی میں رہے۔ سپردگی کے شرائط کل تک ختم ہوجاوینگے۔

۵ بجے کے قریب رات کو ولیعہد پرشیا اپنے ہیڈکوارٹر میں آگئے اور ہیڈکوارٹر کے تمام افسران اور فوج نے اپنے اس تیسرے لشکر کے کمانڈر کا خوشی کی وجہ سے مناسب موقعہ تہوار کی طرح خوشی منا استقبال کرنا چاہا۔ موضع کے بڑے بڑے بازاروں اور محلوں میں روشنی کی گئی اور سپاہیوں نے

رستہ میں دو رویہ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں میں موم بتیاں لے کر روشنی کی۔ جبکہ ہز رائل ہائینس ولیعہد قریب پہونچے تو بڑے زور سے نعرہ ہائے خوشی مارے گئے۔ بینڈ باجہ نے جرمن نیشنل انتھم (قومی گیت) بجایا اور پھر شکست خوردہ فوج کے لئے ڈیڈ مارچ (ایک قسم کا ماتمی گیت) گایا۔

جبکہ میدان کارزار سے ہماری فوج واپس آئی تو سپاہیوں نے آج کی لڑائی کے نتیجہ معلوم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی۔ یہ تو ظاہر ہی تھا کہ آج انہوں نے بڑا مفید کام کیا ہے۔ اور سپاہی ایک ایسی فتح میں شامل ہونے سے جو دنیا کی تواریخ پر اثر ڈالے گی اور ہمارے ملک کی تاریخ میں بھی شاید ہی کوئی لڑائی اس لڑائی کے برابر ہو مغرور معلوم ہوتے تھے۔

۲ ستمبر کو صبح کے دس بجے شاہ پرشیا ڈونچری اور چھیری کے بیچ میں سڑک اعظم پر ولیعہد پرشیا سے ملے۔ ہر مجسٹی (شاہ پرشیا) بگھی میں سے اتر کر جنرل مولٹکی سے ملے جو اسواسطے آیا تھا کہ سپردگی کے بارہ میں جو عہد و پیمان ہو رہے ہیں اُن سے شاہ کو مطلع کرے۔ چونکہ ابھی تک ابتدائی معاہدہ کا کوئی قطعی نتیجہ نہیں نکلا تھا اس لئے جنرل مولٹکی واپس چلا گیا اور اس سے پھر ملنے کے لئے شاہ پرشیا نے وہ پہاڑی مقرر کی جو موضع فری نوئس اور ڈونچری کے درمیان واقع ہے جہاں سے کہ گذشتہ روز ولیعہد پرشیا نے لڑائی کی کمان کی تھی۔ اُسی جگہ بارہ بجے کے بعد سپردگی کے شرائط کا خلاصہ شاہ پرشیا کو پیش کیا گیا اور اُس پر شاہ پرشیا نے دستخط کر کے ولیعہد اور افسران ہیڈ کوارٹر کو جو گرداگرد جمع تھے۔ با آواز بلند پڑھ کر سنا دیا۔ شہنشاہ فرانس سیڈان سے صبح کے پانچ بجے ہی روانہ ہو گئے اور قلعہ سے جو سڑک ڈونچری کو جاتی ہے اُس سڑک پر شہنشاہ نے کونٹ بسمارک سے ملاقات کی۔ شہنشاہ سے اب میدان جانا نہیں چاہا۔ اسلئے میدان کی سڑک کی بائیں جانب موضع ویلٹ اور فری نوئس کے درمیان ایک محل موسوم بہ ویلا بلیویو میں شہنشاہ کو پہنچا دیا گیا۔ شہنشاہ کے ہمراہ ایک بڑا مضبوط دستہ سواران کا کر دیا گیا تھا اور اب شہنشاہ کی بابت شاہ پرشیا کے حکم کا انتظار تھا۔ اس پُر واقعات جنگ میں یہ ایک بہت مشہور نظارہ تھا جبکہ ایک بجے کے قریب شاہ پرشیا مع ولیعہد پرشیا اور ڈیوک آف سیکس کوبرگ اور پرنس ولہلم آف ورٹمبرگ اور مع دیگر شہزادگان اور افسران کے محل ویلا بلیویو کے باغ میں شہنشاہ فرانس سے ملاقات کرنے کے لئے داخل ہوئے شہنشاہ

نپولین نے اس فاتح سیڈان کا محل کے زینہ تک نیچے اُتر کر آگے بڑھکر استقبال کیا۔ شہنشاہ نے اپنی فوجی ٹوپی اُتار لی اور ادب سے جُھک گیا۔ پھر وہ شاہ اور ولیعہد پرشیا کو لے کر محل کے اندر آیا جہاں اُن میں آدھے گھنٹے تک گفتگو رہی۔ بادشاہ پرشیا نے ریاست کیسل کے نزدیک جو محل ولہلمشوہی ہے وہ شہنشاہ فرانس کے رہنے کے لیئے شہنشاہ سے کہا اور قیدی شہنشاہ نپولین سوم نے یہ بات شکرگذاری کیساتھ منظور کی۔ شہنشاہ فرانس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میرے اُس حصہ سفر کے راستہ میں جو فرانسیسی علاقہ میں ہوکر گذرتا ہے ایک بڑا مضبوط فوجی دستہ میری اردلی میں ہونا چاہیئے۔ شہنشاہ فرانس نہایت متاثر ہوا جبکہ ملاقات کے اختتام پر شاہ اور ولیعہد پرشیا سے اُس نے رخصتانہ اجازت لی۔ شہنشاہ فرانس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جنکو شہنشاہ نے اپنے جیبی رومال کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی۔ شاہ پرشیا نے اپنی وضع سنجیدہ اور بادبدبہ قایم رکھی۔ ۳ ستمبر کو صبح کے نو بجے شہنشاہ فرانس ڈونچری سے بلجیم کی حدود کی طرف روانہ ہوا۔ ۲ - بلیک ہُزار رسالہ کا ایک اسکوڈرن شہنشاہ کی گاڑی کے آگے آگے تھا۔ شہنشاہ جنکے چہرے پر رنج سے زردی چھا گئی تھی سب سے اگلی گاڑی میں تھے۔ اُن کے ہمراہ اُسی گاڑی میں جنرل کاسل نابیٹھا تھا۔ قیدی جنرل اور افسران اور درباریان اور نوکر چاکران سب کی گاڑیاں شہنشاہ کی گاڑی کے پیچھے تھیں۔ شہنشاہی نشانات تمام گاڑیوں پر تھے اور شہنشاہی اصطبل کے گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ سب سے پیچھے رسالہ ہُزار کا ایک دستہ سواران تھا اور یہ تمام قافلہ بلجیم کے شہر بوئلن کی جانب روانہ ہوا۔ ایک متعجب گروہ فرانسیسیوں کا یہ روانگی کا تماشا دیکھ رہا تھا مگر اُسنے کسی جوش کا بیرونی اظہار نہیں کیا۔ پرشیا کا جنرل وان بوئن شہنشاہ کے ہمراہ جرمنی تک گیا جس جرمنی فوج نے شہنشاہ کو حدود بلجیم تک پہنچایا وہ فوج زیرکمان کونٹ لی نار تھی -

مفصلہ ذیل نقل اُن شرائط کے ہیں جن پر مارشل میکمہن کی فوج نے اپنے تئیں سپرد کردیا۔

سیڈان - ۲ ستمبر جرمنی کے کمانڈرانچیف کو بحیثیتی شاہ پرشیا کی طرف سے اور شہنشاہ فرانس کی طرف سے جنرل کمانڈنگ انچیف کو عہد و پیمان کے جو اختیار دئے گئے ہیں اُن دونوں نے مفصلہ ذیل عہدنامہ منظور کیا ہے -

شرط اوّل - وہ فرانسیسی فوج جو زیرکمان جنرل ومپفن کے ہے اور جو سیڈان میں ورنیشت چاروں جانب سے بے انتہا فوج میں گھر گئی تھی اس فوج کے تمام سپاہیان افسران

اسیران جنگ ہیں۔

شرط دویم۔ چونکہ یہ فوج نہایت بہادری سے مدافعت حملہ کرتی رہی اسلئے اس فوج کے سب جنرل اور افسران سے یہ رعایت کی جاتی ہے کہ اُن کی عزت کا لحاظ کرکے یہ تحریر لے لی جاوے کہ وہ موجودہ جنگ میں جرمنی کے برخلاف نہ تو ہتھیار اُٹھاوینگے اور نہ موجودہ جنگ کے دوران میں قوم جرمن کے فائدوں کے برخلاف کوئی عمل کرینگے۔ جو افسر کہ اس شرط پر راضی ہیں وہ اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھینگے یعنے اُن سے ہتھیار نہیں لئے جاوینگے اور اُن کا ذاتی مال و اسباب بھی وہی رکھینگے۔

شرط سوم۔ اور تمام فوج کے ہتھیار اور فوجی سامان جھنڈے اور علم اور توپیں اور گھوڑے اور سامان جنگ اور گولہ و بارود اور گاڑیاں وغیرہ وغیرہ سیڈان میں جرمنی کے محکمہ کمسرٹ کو فوراً سپرد کر دینی چاہئیں۔

شرط چہارم۔ شہر سیڈان جرمنی کے قبضہ میں فوراً دے دیا جاوے۔ اسی حالت موجودہ میں جیسے کہ اب ہے اور ۲ ستمبر کی شام سے پہلے پہلے شاہ پرشیا کا قبضہ اُس پر کر دینا چاہئے۔

شرط پنجم۔ جو افسران کہ شرط دوم پر رضامند نہ ہوں گے وہ اور دیگر تمام فوج فرانس یہ سب اسیران جنگ ہونگے۔

پنجم بریں ۳ ستمبر سے شروع ہونگی اور ۳ ستمبر تک ختم ہوجاویں گی۔ تمام سپاہی قصبہ ڈیز کے نزدیک دریائے میوز سے اُتارے جاوینگے اور جرمنی افسران کے سپرد کر دئے جاوینگے مگر اسپتال میں یہ ہے کہ فوجی ڈاکٹر پیچھے رکھے جاویں گے تاکہ وہ زخمیوں کا علاج کریں۔

شاہ پرشیا نے شہنشاہ فرانس کے اپنے تئیں سپرد کر دینے اور شہنشاہ فرانس کی ملاقات کے دلچسپ احوال اور شہر سیڈان کی سپردگی کے احوال سے ملکۂ پرشیا کو مفصلۂ ذیل خط میں اطلاع دی۔

میں نے گولہ باری کے بند ہونے کا حکم دیا۔ اور لفٹنٹ کرنل وان برونسارٹ کو صلح کا جھنڈا دیکر اس درخواست کے ساتھ فرانسیسی فوج میں بھیجا کہ قلعہ سیڈان اور فوج کو اب ہمارے سپرد کرو۔ ایک بویریا کا افسر اُسکو راستہ میں ملا اور اُس سے کہا کہ تمہارا انتظار قلعہ میں ہو رہا ہے کرنل برونسارٹ

قلعہ میں داخل ہوا اور وہ بے خبر شہنشاہ فرانس کے روبرو لایا گیا۔ شہنشاہ نے ایک خط میرے نام کا
اُس کو دیا۔ شہنشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کرنل بروسارٹ نے کہا کہ قلعہ اور فوج
کا سپرد کر دینا ہم چاہتے ہیں۔ اس پر شہنشاہ نے جواب دیا کہ اس معاملہ میں جنرل ڈی ویمفن سے کہو
جس نے جنرل میکمہن کے زخمی ہونے پر فوج کی کمان لے لی ہے۔ پھر شہنشاہ نے کہا کہ میں اپنے
ایڈجوٹنٹ جنرل ریلی کو خط دیکے شاہ کے پاس تمہارے ہمراہ بھیجوں گا۔ سات بجے ریلی اور بروسارٹ
میرے پاس آئے۔ بروسارٹ ذرا پہلے آگیا تھا اور بروسارٹ کی زبانی یہ مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا
کہ شہنشاہ فرانس بھی قلعہ سیڈان میں موجود ہے۔ تم خیال کر سکتے ہو اس بیان سے ہم سب اور خاصکر
مجھ پر کیا کچھ اثر ہوا۔ ریلی اپنے گھوڑے سے کودا اور شہنشاہِ فرانس کا خط مجھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ مجھکو
اس سے زیادہ گفتگو کا حکم نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں نے خط کھولا میں نے اُس سے یہ کہا
کہ اوّل شرط یہ ہے کہ فوج فرانسیسی اپنے ہتھیار رکھدے۔ خط اس طرح سے شروع ہوا تھا کہ
میں اپنی فوج کا افسر ہو کر اب نہیں مر سکتا۔ اسلئے میں یور مجیسٹی کے قدموں پر اپنی تلوار رکھتا ہوں
اور باقی سب آپ کو اختیار ہے۔ میں نے اس خط کا یہ جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کے اسطرح
ہونے پر مجھے بڑا رنج ہے اور آپ اپنی جانب سے کسی کو مختار کر کے بھیجیں تا کہ اس سے سپردگی
کے شرائط طے کئے جاویں۔ جبکہ میں نے جنرل ریلی کو خط کا جواب لکھکے دے دیا تو چونکہ جنرل ریلی سے
اور مجھسے پرانی شناسائی ہے میں نے اُس سے دوچار باتیں کیں۔ اور اسطرح سے یہ کام ختم ہوا۔
میں نے مولٹکی کو عہد و پیمان کرنے کے اختیارات دے دئے ہیں اور بسمارک کو ہدایت کر دی ہے
کہ وہ بھی اُس کے ہمراہ رہے اور اگر کوئی پولیٹکل سوال اُٹھے تو اُس کا جواب دے۔ چونکہ ۲ ستمبر
کی صبح تک مولٹکی کے پاس سے عہد و پیمان کے بارہ میں کوئی خبر نہیں آئی اور یہ عہد و پیمان
کے ڈونچری میں ہو رہے تھے۔ اسلئے مطابق قرارداد کے میں میدان کارزار میں گیا اور آٹھ بجے
مولٹکی سے میری ملاقات ہوئی جو شرائط سپردگی پر میری منظوری لینے آرہا تھا۔ اُس نے مجھے اطلاع
دی کہ شہنشاہِ فرانس ۵ بجے صبح کے سیڈان سے چلے گئے ہیں اور ڈونچری میں آئے ہیں چونکہ وہ مجھ سے
ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے قریب ہی ایک باغ اور محل تھا اور میں نے وہ جگہ ملاقات کیلئے
پسند کی۔ سیڈان کے آگے جو پہاڑی ہے میں دس بجے وہاں پہونچا۔ مولٹکی اور بسمارک ۱۲ بجے میرے پاس

شرائط عہد و پیمان پر دستخط کرا کے لے آئے۔ ایک بجے میں معہ ولیعہد اور دیگر افسران اور سواران کے روانہ ہوا اور محل کے سامنے میں گھوڑے سے اُتر پڑا جہاں شہنشاہ فرانس میرے استقبال کو آئے اور مجھ سے ملاقات کی۔ ہماری ملاقات پاؤ گھنٹہ تک رہی۔ ہم دونوں اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں۔ تین برس ہوئے جب نپولین کو اس کے پورے عروج پر دیکھا تھا۔ اور اس موقع پر دیکھ کر جو کچھ مجھے عبرت ہوئی ہے اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ بعد اس ملاقات کے ۱۲ بجے سے ۵ بجے تک میں تمام فوج میں گھوڑے پر سوار پھرتا رہا جو سیڈان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ میری فوج نے جس طرح سے میرا استقبال کیا اور جس طرح فوج گارڈس سے میں ملا جو قریباً نصف سپاہی فوج سے کٹ کر اب دسواں حصہ رہ گئی ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ میں آج بیان نہیں کر سکتا۔ فوج میں اسقدر محبت اور عقیدت دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اب زیادہ خدا حافظ میرے دل میں ان خط کے اخیر میں بہت جوش ہے اور دل متاثر ہو رہا ہے۔ اور مجھے جوش رقت ہو رہا ہے۔

راقم۔ ولہلم۔

جبکہ جرمن لشکرگاہ میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ شہنشاہ نے اپنے تئیں سپرد کر دیا تو کونٹ بسمارک کے لئے بڑی خوشی کے نعرے لگائے گئے۔ کونٹ بسمارک کو جب فوج نے مبارکباد دی تو بسمارک نے اسکا حسب ذیل جواب دیا۔

"صاحبان!"

اس جنگ میں جو فتحیابی ہوئی ہے۔ اس میں میری کوئی کارروائی نہیں ہے۔ ہاں تم شاہ اور ون مولٹکی کو مبارکباد دو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن ایک لمحے کے لئے آپ توقف کریں۔ میں نے صرف ایک کام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری کوششوں سے کل جنوبی ریاستہائے جرمنی نے ہماری فوج کی اپنی کل فوج سے مدد کی ہے۔ اور یہ انہیں کی مدد اور انہیں پیاؤ اور دیگر بہادر فوجوں کی مدد سے ہوا ہے کہ ہم نے آج فتح پائی ہے

سیڈان کے اس واقعہ کے متعلق ایک غمناک اور دل توڑنے والا واقعہ بھی پیش آیا تھا جسکا ذکر ایک عینی شاہد حسب ذیل بیان کرتا ہے:-

جو لڑائی کہ اس قصبے کے باہر ہوئی اس میں فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ اور وہ جنگل میں

ہو کر چلے جاتے مگر وہ اس قصبہ کی گلیوں میں بھگا دئے گئے۔ اور اس موقع پر طریقہ جنگ زمانہ حال
کا ایک بڑا افسوسناک حادثہ واقع ہوا۔ فرانسیسی فوجیں پسپا ہوتے ہی گھروں میں گھس گئیں اور کھڑکیوں
میں سے فوج جرمنی پر فیر کرنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج یہاں بڑی بہادری سے لڑی اور اپنے تئیں
سپرد کرنا نہیں چاہتی تھی اور فوج جرمنی بھی استقلال سے حملے کئے جاتی تھی۔ اور شہر میں کوئی ایک سو
جگہ کے قریب آگ لگ رہی تھی۔ اور عورتوں اور بچوں اور بوڑھے آدمیوں کو جلتے گھروں میں سے
کوئی نہیں نکالتا تھا۔ اور برابر لڑے جاتے تھے۔ افسوس اس تہذیب کے زمانہ میں ایسی بے رحمی!
اس قصبہ کی آبادی قریب تین ہزار کے ہے۔ اور یہ قصبہ ہی ہے مگر بہت سی باتیں اسمیں شہر کی سی
ہیں۔ بہت سے آدمی رات کو تہ خانوں میں مکانوں کے جا کر گر جانے سے سوتے تھے۔ اور دھوئیں
سے دم گھٹ کر وہ سب مر گئے۔ خاص قصبہ میں زخمیوں اور ڈاکٹروں پر جبکہ وہ زخمیوں کا علاج
کر رہے تھے گولیاں چلا کر ان کو مار ڈالا گیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ظلم کی بات ہو سکتی ہے۔

فصل پنجم

پیرس کی حالت۔ اعلان سلطنت جمہوری۔ اور اسٹراسبرگ اور ٹول کا محاصرہ۔

شہنشاہ نپولین سوم نے اپنے تئیں شاہ پرشیا کو ۲ ستمبر ۱۸۷۰ء کو سپرد کیا اور دوسرے دن شاہ
پرشیا نے اس واقعہ سے ملکہ پرشیا کو بذریعہ تار اطلاع دی اور شکست یافتہ شہنشاہ کی رہائش کے لئے جو
مقام مقرر کیا تھا اس سے بھی ملکہ پرشیا کو آگاہی دی۔

سیڈان میں جو فرانسیسی فوج پر جو مصیبت پڑی تھی اور شہنشاہ فرانس نے اپنے تئیں سپرد کر دیا
اس خبر کے سنتے ہی شہر پیرس میں بڑی دہشت چھا گئی۔ ۴ ستمبر کی رات کے ایک بجے جنرل ڈی
پالیکاؤ وزیر اعظم فرانس پارلیمنٹ فرانس میں گیا اور ممبران کو اطلاع دی کہ مارشل میکموہن کی فوج سیڈان
میں واپس بھاگ آئی ہے اور باقی فوج نے اپنے تئیں دشمنوں کو سپرد کر دیا اور شہنشاہ بھی اسیر جنگ
ہو گئے ہیں۔ پھر اس نے یہ کہا کہ اس خبر کے سننے سے اس واقعہ کے نتائج پر بحث کرنے
کے لئے ہاؤس (پارلیمنٹ) ابھی تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک جلسہ وزرا میں اس
بات پر گفتگو نہیں ہوئی ہے اور اس لئے میری، اسلئے میں کل آئندہ کو بحث کرنا چاہتا ہوں

کردیا جاوے۔

"ایم جولیئس فاور نے ایک تحریک پیش کی کہ شہنشاہ اور اُس کے خاندان کے تمام حقوق دربارہ حکومت فرانس کے ضبط کر لئے جاویں اور ایک پارلیمنٹری کمیٹی کو مقرر کر کے اُسکو اختیار حکومت دیدئے جاویں اور اُس کا یہ بھی فرض ہو کہ دشمن کو فرانسیسی علاقہ سے باہر نکالدے! ور جنرل ٹروچو کو گورنر پیرس کے عہدہ پر مستقل کردیا جاوے۔

ایم جولیئس فاور کی تجویز کو سب ممبروں نے نہایت خاموشی سے سُنا اور کچھ جواب نہ دیا۔ تمام مجلس میں سناٹا رہا۔ چیمبر نے دوسرے اجلاس کرنے کی تجویز کی اور یہ جلسہ برخاست ہوا۔

چند اخبارات میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ پرنس امپیریل ملک بلجیم کو بھاگ گیا ہے۔ ۴ ستمبر کے اخبار جرنل آفیشل میں مفصلۂ ذیل اعلان جلسۂ وزرار کی جانب سے شایع ہوا۔

"اے فرینچ قوم"!

"ملک پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ تین دن کی بہادرانہ لڑائی کے بعد مارشل میکمہن کی فوج میں سے چالیس ہزار فوج اسیر جنگ ہو گئی ہے۔ مارشل کی فوج کے مقابلہ میں پرشیا کی تین لاکھ فوج تھی۔ جنرل ومپفن نے۔ جس نے کہ مارشل میکمہن کے زخمی شدید ہو جانے کے باعث فوج کی کمان لی تھی سپردگی پر دستخط کر دئے ہیں"۔

اس سپردگی سے ہم بے ہمت نہیں ہو گئے ہیں۔ پیرس کو اب محاصرہ میں سمجھنا چاہئے ملک میں فوجیں بھرتی کی جا رہی ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں ایک نئی فوج پیرس میں داخل ہوگی اور ایک اور نئی فوج دریائے لوائر کے کنارے بھرتی کی جا رہی ہے۔ تمہاری حب الوطنی۔ تمہارا اتفاق۔ اور تمہاری قوت و ہمت ہی سے فرانس محفوظ رہیگا"۔

شہنشاہ اس لڑائی میں اسیر جنگ ہو گئے ہیں۔ تمام حکام کے ہمراہ ملکہ گورنمنٹ کا ادا وائی کریگی اور وقت کی مناسب تدبیریں کیجاوینگی"۔

۴ ستمبر کو اتوار کی شام کو مجلس واضعان قانون جمع ہوئے اور جنرل ڈی پالیکاؤ نے "ایک بل پیش کیا جسکا منشا یہ تھا کہ ایک کونسل آف گورنمنٹ مقرر کیجاوے اور نیشنل ڈیفنس (قومی حفاظت) مقرر کی جاوے جسمیں پانچ ممبر مقرر ہوں۔ جس کو لیجیسلیٹو باڈی (مجلس واضعان قانون) منتخب کریں

اور ممبران کونسل کی منظوری سے وزرا مقرر ہوا کریں اور جنرل ہالیکاؤ کونسل کے لفٹننٹ جنرل مقرر رہیں "

ایم تھیبر نے ایک تحریک پیش کی جس پر راست اور چپ کے مرکزوں (ضلع) کے ۴۵ ممبروں کے دستخط تھے۔ اُس نے کہا کہ باہم قومی اتفاق ہونے کے لئے یہ پیش کی جاتی ہے۔ اُس تحریک کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"موجودہ حالت کی وجہ سے چیمبر ایک گورنمنٹ اور نیشنل ڈیفنس کے کمیشن مقرر کرتی ہے"

جنرل ہالیکاؤ نے یہ تجویز پیش کی کہ جونہی کہ موجودہ مصیبت سے ملک آزاد ہو تو عوام سے بھی مشورہ لیا جاوے۔

چیمبر نے اس تمام تجویزوں کو بڑا ضروری خیال کیا اور ان تجویزوں کو منظور کر کے مجلس وزرا کو لکھا کہ ایک کمیشن مقرر کی جاوے۔ اسکے بعد جلسہ ملتوی ہوا۔

مجلس کے ملتوی ہونے پر محلہ بیجلیبٹو باڈی کے سیڑھیوں پر عوام کا ایک بڑا مجمع ہوا اور سلطنت کے زوال اور جمہوری حکومت کے قیام کی خوشی میں بڑے زور شور سے نعرہ ہائے خوشی لگائے کہ خدا سلطنت جمہوری کو تا ابد قایم رکھے۔ محلہ پانٹ کنکارڈ میں جو لوگ تھے یہ نعرے سنکے اُنہوں نے بھی خوب خوشی کے نعرے لگائے نیشنل گارڈ فوج اور دیگر تمام فوج نے عوام الناس سے بھائی چارہ کر لیا نیشنل گارڈ کی مسلح اور غیر مسلح جماعت جسکی ایک بڑی تعداد تھی باوجود دربانوں کے سخت روک ٹوک کی عدالت کے احاطہ میں گھس گئی اور احاطہ میں تل رکھنے کو جگہ باقی نہ تھی اس قدر انبوہ کثیر آدمیوں کا تھا۔ (نیشنل گارڈ عوام الناس سے جو آپ قومی حفاظت کے لئے بغیر تنخواہ بطور والینٹیر کے اپنے ملک کے بچاؤ کے لئے فوجی خدمات کے لئے تیار ہوتے ہیں) نیشنل گارڈ جو پل پر مقیم تھے وہ بھی چلاتے ہوئے چیمبر کی طرف دوڑے اور اُن کے عقب عوام الناس کے گروہ در گروہ چلے آتے تھے۔ نہایت ہی وحشیانہ جوش تھا۔ اور سب کی آواز یکساں تھی جبکہ وہ خوشی میں غل مچا کے کہتے تھے کہ خدا جمہوری سلطنت کو تا ابد قایم رکھے۔ شہنشاہ کا کوئی نام نہ لیتا تھا۔ جمہوری کی تعریف میں مارسلیز (ایک قسم کا مداحی گیت) گایا گیا۔ اور جمہوری سلطنت مقرر ہونے کی خوشی میں لوگ خوشی میں آپس میں معانقہ کرتے اور بغلگیر ہوتے تھے۔ کسی قسم کی بے انتظامی یا بلوہ اور فساد نہیں ہوا۔

عوام کے ہاتھوں میں تین رنگ کے بہت سے جھنڈے بھی تھے۔

نیشنل گارڈ کے سپاہی ہر جانب سے محلِ لانگارڈ کی جانب آرہے تھے۔

تین بجے کے بعد نیشنل گارڈ کی ایک بڑی جماعت اور ساکنانِ شہر پیرس چیمبر کے بالاخانوں میں داخل ہوئے اور جبکہ پریزیڈنٹ بعد ختم جلسہ اُٹھ گیا تب یہ سب لوگ کمرہ میں آ گئے۔ اضلاع کے چیف ڈپٹی ہوٹل ڈی ولی میں اپنی جائے قیام پر گئے۔ ایم لگارڈ اور ایم لگیٹا کو عوام الناس مارے خوشی کے اپنے کندھوں پر چڑھا کے لے گئے۔

ایم راچھورٹ ہوٹل ڈی ولی میں موجود تھا جو کہ اب عوام الناس سے بھر گئی تھی اور کھڑکیوں میں سے ٹکٹ پھینک رہا تھا تاکہ عوام اُن پر ووٹ (رائے) دیں۔ اس مجمع نے شہنشاہی علامات ہر جگہ سے توڑ ڈالے اور سپاہیوں نے پارک کی کھڑکیوں میں سے عوام سے بھائی چارہ کا عہد کیا۔ ٹولیریز (شہنشاہی محل) کا دریا کی جانب کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ۴ ستمبر کو شہنشاہ کی معزولی اور خاندان بوناپارٹ کی حکومت کا اختتام مشتہر کیا گیا اور یہ سب کارروائی (محل) لیجسلیٹو پیلس کی سیڑھیوں پر سے مشتہر کی گئی۔

۵ ستمبر کو اخبار "جرنل آف ڈی فرینچ ریپبلک" میں مفصلۂ ذیل اعلان شایع ہوا۔

اے فرانسیسی قوم!

عوام الناس نے چیمبر کو اب موقوف کر دیا ہے جو اس خطرہ کی حالت میں ملک کے بچانے میں تساہل کرتی ہے۔ اور جمہوری سلطنت کی ضرورت ہے ۱۷۹۲ء کی بغاوت بھی تقرر سلطنت جمہوری سے فرد ہوئی تھی۔ اسلئے اب سلطنت جمہوری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ گردش سلطنت احقاقِ حق اور حفاظت عامہ کے لئے کیجاتی ہے۔

اے ساکنین شہر تمہاری حفاظت میں یہ شہر پیرس ہے اسکی حفاظت کرو کل تم فوج کے ہمراہ ہو گے تاکہ اپنے ملک کے دشمنوں سے بدلہ لو۔

نئے وزرا اس طور سے مقرر کئے گئے۔ جنرل ٹروچو مع کامل فوجی اختیارات اور نیشنل ڈیفنس کے پریزیڈنٹ آف گورنمنٹ مقرر کئے گئے۔ ایم جولیس فاور۔ وزیر صیغۂ خارجیہ مقرر ہوا۔ ایم لگیٹا وزیر داخلیہ جنرل ڈی فلو وزیر جنگ۔ ایم فورچن وزیر بحریہ۔ ایم کریمو وزیر عدالت عامہ۔ ایم لگارڈ وزیر مال۔ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم عامہ اور مذہب۔ ایم میجن وزیر زراعت۔ اور ایم ڈوریان وزیر تعمیرات

مقرر ہوا۔
وزراء کے حکم سے مجلس اضعان قانون موقوف کی گئی جو از سر نو پھر مقرر ہو گی اور مجلس سینیٹ اور کونسل آف اسٹیٹ کی پریزیڈنسی بالکل موقوف کر دی گئی۔

ہتھیاروں کی ساخت اور فروخت کے لیے بالکل آزادانہ طور سے اجازت دے دی گئی۔

ایم ایٹین اریگو شہر پیرس کا میئر (حاکم) نامزد ہوا اور ایم فلوکے اور ایم بریسو اس کے مشیر مقرر ہوئے۔

تمام پولیٹیکل اور دیگر جرائم جو ہو چکے تھے ان کے مرتکبوں کو معافی دے دی گئی۔

سلطنت جمہوری کا تقرر شہر لوین۔ بورڈو اور دوسرے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مشتہر کیا گیا۔ فرانسیسی اخباروں سے معلوم ہوا کہ ۴ ستمبر کو شہنشاہ بیگم پیرس سے روانہ ہو گئیں اور اسی دن شام کو ملک بلجیم میں پہنچ گئیں۔

۵ ستمبر کے اخبار ٹائمس میں یہ خبر چھپی کہ ہر دو ولیعہد پرشیا اور سیکسنی معہ ایک بڑی فوج کے پیرس کی جانب بڑھے جا رہے ہیں۔ شاہ پرشیا اور کونٹ بسمارک بھی فوج کے ہمراہ ہیں۔ ۵ ستمبر کے ایک تار سے واضح ہوا کہ پرشیا کی فوج نے شہر مونٹ میڈی پر ۴ ستمبر کو گولہ باری کی لیکن فرانسیسیوں نے بہادرانہ طور سے مدافعت کی۔ شہر کا ایک حصہ گولہ باری کر کے تباہ کر دیا گیا۔

۶ ستمبر کو پرنس امپیریل شہر ڈوور (ملک انگلینڈ) میں پہنچ گیا اور لارڈ وارڈن ہوٹل میں ٹھہرا۔ ڈیوک ڈی گریمونٹ جو پیشتر ہی انگلینڈ میں آ گیا تھا اس کی ملاقات کے لئے ڈوور گیا۔ پرنس کچھ عرصہ ڈوور میں رہ کر معہ اپنے نوکر چاکروں کے شہر ہیسٹنگز کو چلا گیا۔

۶ ستمبر کو وکٹر ہیوگو (اس کا زمانہ شہنشاہی میں پولیٹیکل جرم میں فرانس سے اخراج ہو گیا تھا) بھی پیرس میں داخل ہوا۔ جب کہ وہ ریلوے اسٹیشن پر اترا۔ عوام نے اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس نے کہا کہ میں فرانس میں جمہوریت کی تقرر ہوتے ہی واپس آیا ہوں تاکہ پیرس کو جو تہذیب کا دارالخلافہ ہے دشمن سے بچاؤں اور وحشیانہ حملہ جو اس پر کیا جاوے اس کو ہم سب مل کے روکیں۔ پیرس جب فتح پاویگا کہ کل لوگ آپس میں اتفاق کر لیں اور تمام کینہ و حسد دل سے دور کریں۔ آپس میں بھائی چارہ کرنے سے آزادی محفوظ رہے گی۔ جس دن وکٹر ہیوگو فرانس میں آیا اسی دن ایم لوئی بلانگ (اخراج شدہ) بھی پیرس

میں آگیا تھا۔

۶ ستمبر کو جنرل ٹروچو نے ایک اعلان شایع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ دشمن پیرس کی طرف بڑھا آرہا ہے۔ پیرس کی حفاظت سے تو اطمینان ہے۔ قرب و جوار کے اضلاع میں بچاؤ کے لئے تیاریاں کرنے کے احکام جاری کر دئے گئے ہیں۔ گورنمنٹ کو تمام لوگوں کی حب الوطنی اور بہادری پر اعتبار ہے۔

۷ ستمبر کو ایم جوئس فاور۔ فرانسیسی سفیر صیغۂ خارجیہ نے تمام ممالک کے فرانسیسی سفیروں کے نام ایک سرکلر بھیجا کہ ہم نے امن کی حکمت عملی پر کارروائی جاری رکھی ہے اور شاہ پرشیا نے اپنی طرف سے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ فرانس سے لڑائی نہیں کرتے بلکہ خاندان نپولین سے لڑائی کرتے ہیں۔ تو اب وہ خاندان شہنشاہ کا معزول کر دیا گیا ہے اور فرانس آزاد ہو گیا ہے۔ اگر شاہ پرشیا اس ناپاک جنگ کو اب بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں تو وہ تمام دنیا کے روبرو اسکے ذمہ دار ہیں۔ اگر انہوں نے یہی رائے قایم کرلی ہے تو ہم بھی جنگ کو قبول کرتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کی ایک انچ زمین اور اپنے قلعوں کا ایک پتھر بھی ان کو نہیں دینگے۔ اگر ہم ایسی صلح کرلیں جو بعزتی کی صلح ہو اس صلح سے تو برباد ہو جانا بہتر ہے۔ ہمارا سب سے بڑھکر یہ منشا ہے کہ ایک پائدار صلح ہو جاوے۔ جو کچھ ہمارے اغراض اور فوائد ہیں سب موافق یورپ کے اغراض کے ہیں۔ علاوہ اسکے ہمارے پاس مضبوط فوج ہے اور فوج کے علاوہ تین لاکھ آدمی بطور والنٹیر لڑنے کیلئے موجود ہیں جو اخیر وقت تک لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ پیرس میں اول تو لڑنے کے لئے فصیلیں ہیں اور قلعوں کے بعد فصیلیں اور برج ہیں ان کے بعد وہ مضبوط دمدمے ہیں جو دشمن کی روک کے لئے بنائے گئے ہیں جو تین ماہ تک کارآمد ہو سکتے ہیں اگر بر تقدیر پیرس بھی دشمنوں کے ہاتھ میں چلا جاوے تو پھر تمام ملک بدلہ لینے کو تیار ہو جاوے گا۔ ہم نے تمام باشندگان فرانس اور ساکنان پیرس کی مرضی سے حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے اور اب ہم صلح چاہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ برباد کرنے والی جنگ ہی ہمارے مقابلہ میں جاری رکھی جاوے گی تو ہم اخیر دم تک اپنا فرض انجام دینے کے لئے تیار ہیں اور ہم کو کامل یقین ہے کہ سچائی اور انصاف ہی آخر میں فتح پاوینگے۔

۸ ستمبر کو شہنشاہ بیگم یوجین انگلستان پہنچ گئیں اور فوراً شہر ہیسٹنگز کو روانہ ہو گئیں تاکہ شہزادہ امپیریل

اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں۔

اخبار ڈیلی نیوز کے خاص نامہ نگار نے ۸ ستمبر کو شہر کارلسروسے مفصلۂ ذیل احوال تحریر کیا ہے۔

اس وقت اُس فوج جرمنی کی تعداد جو شہر اسٹراسبرگ کے سامنے زیرکمان جنرل وارڈر ہے ستر ہزار ہے یہ ظاہر ہے کہ اس قدر مضبوط فوج اسٹراسبرگ کے محاصرے کو صرف ایک کامیاب نتیجہ پر لانے ہی کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی اور فوج اسٹراسبرگ کے چھڑانے کے لئے بھی آوے تو اُس کی مدافعت کیلئے بھی کافی ہے اسٹراسبرگ کی کمزوری بہ سبب اُسکے جائے وقوع کی ہے۔ اگرچہ وہ برلبِ نام دریائے رائن پر آباد ہے لیکن درحقیقت دریا سے تین میل کے فاصلہ پر بنا ہے۔ دریا اور قلعجات کے درمیان ایک میدان وسیع پڑا ہوا ہے جو محاصرین کے توپخانہ کے دمدمے بنانے کے لئے کافی جگہ ہے۔ زمین وہاں ایسی ہے جو کہ محاصرین کو بہت فائدہ دے سکتی ہے۔ شہر اسٹراسبرگ بھی ایک کھلے میدان میں آباد ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ جرمنی کی جتنیں فرانسیسی توپخانہ کی عین زد میں جا رہی تھیں لیکن بوجہ زمین کی ہمواری کے وہ بالکل پناہ میں تھیں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ محاصرین یہاں کسی قدر فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ محاصرین کے لئے ایک اور یہ فائدہ ہے کہ شہر سنڈ و یس ہم سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اُس کی داہنی جانب جو پہاڑیاں ہیں اُنپر سے شہر کا اندرونی حصہ محاصرین کی عین زد میں ہے۔ یہاں سے شہر کی اندرونی فوج کی ہر ایک حرکت معلوم ہو سکتی ہے اگر کوئی نیا دمدمہ بناتے ہیں یا پہلے کام کی مرمت کرتے ہیں تو اُن کا کام روکنے کے لئے فوراً تدابیر اختیار کیئے جاتے ہیں جو نگہبان سپاہی کے اس بلند زمین پر اندرونی شہر کے حالات دیکھنے کے لئے متعین ہیں وہ اشاروں کے ذریعہ سے سب احوال جرمنی فوج سے کہدیتے ہیں جو دمدموں اور خندقوں میں مقیم ہے رات کے وقت تو بیشک محصورین اور محاصرین کی ایک ہی حالت ہو جاتی ہے کیونکہ محاصرین بہ سبب تاریکی کے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ فرانسیسی فوج نے بہت دفعہ قلعہ سے نکلکر دشمن کا مقابلہ کیا اور اُس کو حیران کیا اور اُس کے توپخانہ کو نقصان پہونچایا۔ اگر محاصرین کی بہت بڑی تعداد نہ ہوتی تو بیشک فرانسیسی فوج کامیاب ہو جاتی۔ اس قلعہ سے نکلکر حملہ کرنے کا سوائے چند سپاہیوں کے خون بہانے کے اور کوئی فائدہ اسقدر نہیں ہے کہ آپہیں دشمنی بڑھتی جا رہی ہے۔

جنرل اُہرچ کمانڈر فوج اسٹراسبرگ نے ۹ ستمبر کو یہ تار بھیجا کہ اب حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ میرا ارادہ

آخر وقت تک لڑنے کا ہے جو وقت کہ اب بہت دور نہیں ہے۔ آج صبح فوج نے قلعہ سے نکلکر خوب بہادری سے مقابلہ کیا اور اسمیں بہت سے آدمی کام آئے مگر کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ توپخانوں کے فیروں سے کان بہرے ہوئے جارہے ہیں۔ تیسرا دمدمہ جرمنی کی فوج نے ۱۱ ستمبر کی رات کو قلعہ سے دو سو گز کے فاصلہ پر بنا لیا ہے۔

۱۰ ستمبر کو شہر ٹول پر پھر گولہ باری شروع کی گئی اور نو گھنٹہ تک جاری رہی شہر کا بہت نقصان ہوا اور فوج قلعگیر نے بہت دلیری سے مقابلہ کیا لیکن پرشیا کی فوج اور توپخانہ اپنی جگہ پر مقیم رہا۔ پیچھے نہیں ہٹا۔ محاصرہ کے لئے اب بڑی بھاری توپیں لائی گئیں ہیں اور ٹول کے قلعہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ گویا اُس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے شہر لاؤن کی سپردگی کے بعد جب فوج شہر میں داخل ہوئی تو اُس نے فصیل کو بارود سے اڑا دیا پچاس آدمی جرمنی کی فوج کے قتل ہوئے۔ اور تین سو آدمی فرانسیسی فوج کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے ڈیوک ولیم آف میکلنبرگ شیورن (جرمنی) بھی زخمی ہوا۔

فصل ششم

شہر سٹرا کا محاصرہ پرشیا اور فرانس کے سرکاری کاغذات شہر ٹول کی سپردگی

۱۸ اگست کی اُس خونریز لڑائی کے بعد جس سے فرانسیسی فوج کی اس قدر بربادی ہوئی جنرل بے زین نے ایک لاکھ فرانسیسی فوج کے ساتھ مٹز کے مشہور مضبوط قلعہ میں پناہ لی پرنس فریڈرک چارلس نے جنکے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار جرمنی کی فوج تھی مٹز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

جب کہ دشمن کی فوج نے مٹز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو مارشل بے زین نے اپنی فوج کو حسب ذیل ایڈریس دیا۔

"اوّل کام جو اب ہم سب کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ دشمن کو برابر حیران کرتے رہیں۔ اور یہ بات اس طرح ہو سکتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے فوجی کالم دشمن پر حملہ کرنے نکلا کریں۔ اس صورت میں ان کو فوجی کالم کو شکست کبھی نہیں ہونے کی کیونکہ حملہ کرنے کے جب وہ دیکھیں کہ دشمن قابو پاتا معلوم ہوتا ہے تو وہ فوراً قلعہ میں چلے

آیا کریں جو اُن کے لئے مضبوط جائے پناہ ہے اس طرح سے حملہ کرتے رہنے میں دشمن کی فوج کی تعداد اور جائے قیام سب اچھی طرح معلوم ہوتا رہے گا اور موقع پڑ جاوے تو سامان رسد خوراک وغیرہ اور نیز دشمن کی توپیں بھی ہاتھ آسکتی ہیں۔ اور اس طرح سے ہماری فوج میں چستی اور چالاکی رہے گی اور قواعد جنگ کی مشق بھی ہوتی رہے گی یہ نتیجے جب حاصل ہو سکتے ہیں کہ ہمارے سپاہی رات کی روانگی میں مشق بہم پہنچائیں اور اس میں بھی مہارت بہم پہنچائیں کہ اسباب کے لئے زیادہ بار برداری کی ضرورت نہ ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر سپاہی اپنے ساتھ ایک بڑی تعداد کارتوسوں کی رکھا کرے اور ایک یا دو بسکٹ جیب میں ڈال لیا کرے۔ اس سے زیادہ تیاری فضول ہے کیونکہ اُس کو اپنی جائے قیام سے بہت عرصہ الگ رہنا نہیں پڑا کرے گا اُن تمام باتوں کے حاصل ہونے کے لئے ہم ایک کتاب کی جسکا نام "آرمی ان دی فیلڈ" ہے اور جس کو جنرل ہیگو ڈے نے تصنیف کیا ہے۔ سفارش کرتے ہیں کہ تمام سپاہی وہ کتاب جو علم جنگ کی ہے دیکھا کریں۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک یہ بات ہے کہ وقت بڑی دولت ہے۔ اس کی قدر کرنا چاہئے"

چند روز تک تو فرانسیسی فوج محصور بالکل خاموش رہی۔ جرمنی فوج جو اُن کو گھیرے ہوئے تھی اُس سے لڑکر نکل جانے کا کوئی ارادہ نہیں کیا گیا۔ لیکن ۳۱ اگست کو فرانسیسی فوج نے یہ ارادہ کیا کہ اب آج جرمنی فوج پر حملہ کرکے اور اُن کو چیر کر شمال کی جانب شہر تھیون ویلی کی طرف چلی جاوے۔ یہ ارادہ غالباً میکمہن سے صلاح کرکے کیا ہوگا کیونکہ یہ عام خیال تھا کہ قلعہ میٹز سے شہر سیڈن پیرس تک زمین کے اندر اندر ایک تار لگا ہوا ہے اور اس میں سے بے زین اور میکمہن کے آپس میں صلاح اور مشورے ہوا کرتے ہیں۔ مگر فرانسیسی فوج کو اپنی اس کوشش میں اور اسی طرح اگلے دن کی کوشش میں بھی محض ناکامی ہوئی اور محصورین شب کے بھاری نقصان کے ساتھ قلعہ میں واپس بھگا دئے گئے۔

چند دنوں کے بعد جنرل ویمفن جس نے کہ لڑائی سیڈان میں مارشل میکمہن کے زخمی ہونے کے بعد فوج کی کمان لے لی تھی ایک صلح کا جھنڈا لئے ہوئے میٹز میں آیا اور محصورین کو یعنی فوج قلعہ گیر کو اطلاع دی کہ میکمہن کی فوج کو جو بیزین کی فوج کی مدد اور اُس کو رہائی دلانے آرہی تھی کامل شکست ہوگئی ہے اور اُس فوج نے اپنے تئیں دشمن کو سپرد کردیا ہے اور ویمفن نے یہ بھی کہا کہ اب زیادہ مدافعت کرنا بالکل لاحاصل ہے۔ بے زین کے چال چلن میں یہ ایک مشہور خوشنما نشان ہے کہ اُس نے اپنے تئیں اور اپنی فوج

کے سپرد کر دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ اگرچہ وہ بالکل گھر گیا تھا اور تنہا رہ گیا تھا اور کسی قسم کی مدد کی امید نہیں رہی تھی اور گو ایسے کرنے میں اُس کو اپنی کامیابی کا بھی یقین نہ تھا۔

جرمنی کی توپوں سے قلعہ سٹرز میں مؤثر گولہ باری کرنے کے لئے اچھے طور سے جگہ توپوں کے لئے بنانے میں بہت عرصہ لگا لیکن آخر کار ۹ ستمبر کو فوج جرمنی نے گولہ باری شروع کر دی۔ مگر اس گولہ باری سے کچھ فائدہ فوج جرمنی کو نہیں ہوا۔ جبکہ یہ نئی جگہ توپیں رکھنے کے لئے بنگئی۔ تو ایک ذرا سی غلطی ایک ہزار گز کی ہوگئی یعنے جرمنی کی توپیں پانچ ہزار گز پر گولہ باری کر سکتی تھیں اور اب جس جگہ وہ رکھی گئی تھیں وہاں سے قلعہ سٹرز چھ ہزار گز کے فاصلہ پر تھا۔ یہ بات سچ ہے کہ موضع فراسکاٹی پر جو جرمنی توپخانہ مقیم تھا تو وہ فرانسیسی توپخانہ مقیم مونٹگنی کی عین زد میں تھا اور فرانسیسیوں نے جو اپنا توپخانہ اس جگہ سے ہٹا لیا یہ پرشیا کی فوج کی گولہ باری کی وجہ سے نہیں ہٹایا بلکہ دریائے موزل کی طغیانی کی وجہ سے ہٹایا گیا تھا چونکہ دریا کی طغیانی سے وہاں کے تمام دمدمے وغیرہ بہ گئے اور فرانسیسی گولندازوں کو مجبوراً وہاں سے ہٹنا پڑا۔ علاوہ ازیں جرمنی فوج نے جو گولہ باری کی اُس سے سوائے اس کے کہ مواضعات لیسی اور لونگ ولی کے مکانوں میں چند سوراخ ہوگئے اور بارود جرمنی فوج کی ضایع ہوئی جرمنی فوج کو اور کوئی فائدہ نہیں ہوا شہر سٹرز کا محاصرہ آٹھ ہفتہ تک رہا بعد اس کے جرمنیوں نے اُس کو فتح کر لیا۔ اس کے متعلق جو جو کارروائیاں ہوئیں وہ ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔

ایم بسمارک (وزیر خارجہ جرمنی) نے شمالی جرمنی لتھد کے سفیران متعینہ ممالک ہائے غیر کو اب وسط ستمبر کے قریب دو سرکلر بھیجے جن میں سے ایک حسب ذیل ہے :-

مقام شہر ریمس ۱۳ ستمبر۔ جو تعلقات کہ ہمارے ملک فرانس سے ہیں۔ اُن کے سمجھنے میں دوستانہ ممالک میں بھی غلط فہمی ہوئی ہے اسلئے حسب الہدایت اس بارہ میں شاہ پرشیا کے جو خیالات ہیں اور جس راستے سے جرمنی کی تمام گورنمنٹیں متفق ہیں آگاہی کے لئے روانہ کئے جاتے ہیں۔ فرانسیسی قوم نے اپنے شہنشاہ کو معزول کر کے جو جمہوری سلطنت قایم کی اور تمام قوم نے اس بات پر نہایت خوشی کا اظہار کیا تھا تو ہمارا خیال ہوا تھا کہ فرانسیسی قوم حامی امن ہے اور اب فرانسیسی امن کی بابت خیالات ظاہر کرینگے۔ مگر واقعات مابعد نے ہمارا یہ شبہ رفع کر دیا اور ہمپر ظاہر ہو گیا کہ فرانس کی قوم کے امن پسند خیالات بھی نہایت آسانی سے دشمنی میں متبدل ہو جاتے ہیں۔ فرانس کے پارلیمنٹ کے ڈپٹی اور سینیٹر اور ٹکسا

کے اخبارات۔ یہ سب یکزبان ہو کر جنگ کے اوپر اصرار کر رہے ہیں تاکہ جرمنی پر کسی عنوان فتح پا ویں
اور ان لوگوں کا جوشِ غضب اس قدر تیز تھا کہ چند اشخاص جو حامی امن اور امن دوست تھے وہ بھی
ان کی مخالفت نہ کر سکے اور شہنشاہ نیپولین نے غالباً یہ بات شاہ پرشیا سے جھوٹ نہ کہی تھی کہ عوام کی
رائے سے وہ جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہ واقعات یاد کر کے ہم کو فرانسیسی قوم کے خیالات پر یقین
نہیں ہو سکتا کہ وہ ضامن امن و امان ہو سکتی ہے ہم اسباب سے بھی واقف ہیں کہ موجودہ جنگ کی وجہ سے
فرانس کی ہمیشہ یہی خواہش رہے گی کہ وہ ہم پر پھر حملہ کرے۔ اور اس بات کا اُس کو کچھ خیال نہیں ہوگا کہ
ہم نے اس سے کیا کیا شرائط کرائے ہیں۔ اپنی شکست اور ہماری فتح فرانسیسی قوم کبھی نہیں بھولیگی
اگر ہم اب فرانس کو بغیر کسی حصۂ ملک حاصل کئے خالی کر دیں اور تاوان جنگ بھی نہ لیں اور کوئی دوسرا
فائدہ سوائے لشکر کی عظمت کے حاصل کریں تب بھی فرانسیسی قوم ہم سے ہمیشہ اُس دن کی تلاش میں رہا
کرے گی جبکہ اُن کو امید ہوگی کہ اب کامیابی سے جرمنی سے بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ ہماری قوت جب سنہ ۱۸۷۰ء
میں بڑھ گئی تھی اسی وجہ سے ہم پر سنہ ۱۸۷۰ء میں بھی جنگ کی گئی تھی اور ہم کو پھر جو فتح حاصل ہوئی تھی اُسکی
وجہ سے ہم نے فرانس کو کسی قسم کے جوش دلانے کی ترکیب نہیں کی نہ ہمارا یہ ارادہ تھا کہ اب ہماری جانب
سے سنین جنگ شروع ہو جاویں۔ اگرچہ ہم کو اب بھی امید ہے کہ احتیاط اور صبر کے ساتھ اگر دونوں ملکوں
کے رشتۂ اتحاد ظاہر کئے جاویں تو دونوں قوموں کو فارغ البالی حاصل ہو سکتی ہے اور زمانۂ امن و امان شروع
ہو جاوے۔ لیکن چونکہ اب ہم تلوار کھینچنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں جسکو کہ ہم میان میں رکھنا چاہتے تھے اس لئے
اب ہماری یہ خواہش ہے کہ امن و امان ہونے کے لئے ہم صرف فرانس کے اپنی جانب دوستانہ اظہارات
ہی نہیں چاہتے بلکہ امن و امان کے قیام کے لئے اب زیادہ ضمانت چاہتے ہیں تاکہ وہ اب ہم پر حملہ
نہ کر سکے۔ سنہ ۱۸۱۵ء میں یورپ کے دول نے جو قیام امن یورپ کے لئے فرانس کے برخلاف ایک
اتحاد قایم کیا تھا جو بنام "پاک اتحاد" مشہور ہے اور دیگر تدابیر فرانس کے برخلاف کی تھیں کیونکہ فرانس
کو اس زمانہ میں یہ لالچ ہو گئی تھی کہ سب ملک فرانس ہی فتح کر لے۔ اُن تدابیر کا کرنا بھی اب قرین مصلحت
نہیں ہے اور اب جرمنی نے فرانسیسی حملوں کو تنہا ہی روکنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور اس لئے اب ہم
یہ بات کرنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں کہ جرمنی کی آئندہ حفاظت اور فرانس کے آئندہ حملہ کی روک کے
لئے فرانس سے پوری ضمانت لیں۔ چونکہ جرمن قوم ایک امن پسند قوم ہے کہ جسکی وجہ سے تمام یورپ

جبکہ امن کی بھی ضمانت ہو سکے۔ یہ ضمانت ہم کسی فرانسیسی عارضی گورنمنٹ سے نہیں چاہتے بلکہ یہ ضمانت
ہم خود فرانسیسی قوم سے ہی چاہتے ہیں۔ چونکہ چاہے فرانس کی کسی قسم کی حکومت ہو۔ فرانس کی عادت جرمنی پر
ہمیشہ حملہ کرنے کی ہو گئی ہے۔ اس لئے ہماری جانب سے صلح کے شرائط اس قسم کے مرتب کئے جاوینگے
جس کی وجہ سے فرانس کو حدود جرمنی پر اور خصوصاً جنوبی جرمنی حدود پر کوئی اور حملہ کرنا بہت ہی مشکل ہو جاوے
اور یہ ترکیب عملی یوں ہو سکتی ہے کہ ہم فرانس کا کچھ ملک لیکر اپنی سرحد کو مغربی جانب اور بڑھا دیں گے۔
اور ہم فرانسیسی قلعوں پر قبضہ رکھیں گے اور اُن کو جرمنی کے نہایت مضبوط قلعے بنا وینگے جہاں سے آزاد
حملہ کی حالت میں پوری مدافعت ہو سکے۔

تم سب کو ہمارا منشاء معلوم ہو گیا ہے اگر کوئی اندریں بارہ سوال کیا کرے تو اسی منشا کے موافق
جواب دیدیا کرو۔"

دوسرا سرکلر پرنس بسمارک کا حسب ذیل تھا:-

"۱۶ ستمبر شہر میوکس۔ موجودہ گورنمنٹ فرانس نے جو خواہش صلح ظاہر کی ہے اُس کے خالص
ہونے پر ہم یقین نہیں کر سکتے ہیں چونکہ موجودہ گورنمنٹ فرانس کے ممبران اپنی زبان اور اپنے عمل
سے عوام کے جوش کو اور ابھار رہے ہیں اور عوام پر جنگ کی وجہ سے جو مصیبتیں اور تباہیاں پڑ رہی ہیں
اُن کے اوپر اُن کو جوش دلا کر اُن کو ہم سے اور زیادہ نفرت انگیز کر رہے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو ہم
خواہش صلح کو خالص کس طرح تصور کریں۔ اس طریقہ سے تو صلح اور ناممکن ہوئی جاتی ہے صلح کے لئے تو
نہایت خاموش اور سنجیدہ الفاظ میں حالت ملک ظاہر کیجانی چاہئے تاکہ ہم کو اس بات کا یقین ہو کہ
بیشک عوام ایمان سے صلح چاہتے ہیں۔ یہ درخواست کہ ہم چند روز کے لئے لڑائی موقوف رکھیں اور اگر یہ
بات ہم بلا ضمانت شرائط صلح کے منظور کرلیں تو یہ بات ایسی ہوگی جس سے ظاہر ہو کہ ہم میں فوجی اور پولٹیکل
قوت فیصلہ نہیں ہے یا ہم جرمنی کے اغراض و فوائد سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ فرانس کے موجودہ حکام کو جو
یہ اُمید ہے کہ دیگر دول یورپ اب فرانس کی جانب ہو کر مداخلت کرینگے معلوم ہوتا ہے اسی اُمید پر فرانسیسی
قوم صلح کی طلبگار نہیں ہوئی ہے۔ جبکہ فرانسیسی قوم کو یہ معلوم ہو جاوے گا کہ انہوں نے خود غرضی سے
لڑائی اکیلے ہی شروع کر دی تھی اور جرمنی نے بھی اکیلے ہی اُن کے مقابلہ کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ کہ
اب جرمنی سے وہ عہد و پیمان بھی اکیلے ہی کر سکتی ہے۔ تب فرانسیسی قوم لڑائی کا جاری رکھنا موقوف

کردے گی جس سے اب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ دول یورپ کی مداخلت کی اُمید پر فرانسیسی قوم کا لڑائی کو جاری رکھنا۔ باوجودیکہ اُن کی یہ اُمید برنہیں آسکتی۔ یہ فرانسیسی قوم کے لئے ظلم ہے" بعد اس کے بسمارک نے اسباب کا اشارہ کر کے کہ ہم شہنشاہ کی گورنمنٹ ہی تا ہنوز سرکاری طور پر تسلیم کرتے ہیں اور اسٹراسبرگ اور مٹز کے فرانس کے قبضہ میں رہنے سے جرمنی کو خوف رہا کریگا۔ کونٹ بسمارک نے اس کے آگے اسی مراسلہ مذکورۂ بالا میں حسب ذیل اور تحریر کیا ہے :۔

"اس بیس برس کے عرصہ میں ہم نے فرانس پر کبھی حملہ نہیں کیا اور وہ ہمارے ملک پر ہمیشہ حملہ کرتا رہا ہے اسلئے ہم فرانس سے اس کے سوا اور کچھ ضمانت نہیں چاہتے کہ ہم آئندہ اپنے ملک میں حفاظت سے رہیں۔ فرانس سے اب اگر یونہی بغیر ملک لئے صلح کر لیجاویگی تو وہ اس کو مہلتِ جنگ سمجھیگا اور تا کہ اپنی موجودہ شکست کا ہم سے بدلہ لے جب کبھی اس کی طاقت کافی مضبوط ہوجاویگی یا بیرونی ممالک سے اتحاد ہوجاوے گا تو وہ ہم پر پھر اُسی غرور سری سے حملہ کردے گا جیسا کہ اس سال میں حملہ کردیا تھا فرانس کے لئے ہمارے ملک پر آئندہ حملہ کرنا مشکل کرنے کے لئے۔ چونکہ اب بھی اُسی کی جانب سے حملہ شروع ہوا تھا جس سے یورپ کے امن میں خلل ہورہا ہے۔ اور اُس کے حملہ کی آئندہ مدافعت کرنے کے لئے ہم اب یورپ کے اغراض پر لحاظ کر کے عمل کرینگے اور یورپ کے اغراض بھی صلح ہے ہم فرانسیسیوں سے اپنی حفاظت کی ضمانت چاہتے ہیں۔ ہمارے اس اعتدال پر اور ہمارے اس حق بجانب اور منصفانہ درخواست پر کوئی شخص اعتراض نہ کرسکے گا"

۱۴۔ ستمبر کو ایم تھیرز لنڈن میں وارد ہوا اور ارل گرینوائل نے اُس سے ملاقات کی ایم تھیرز کے لنڈن آنے کا اصلی حال ظاہر نہیں کیا گیا لیکن یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک اہم کام کے لئے آیا ہے اور پیرس کے اخباروں نے یہ اشارۃً بیان کرنا شروع کیا کہ اس ملاقات کی غرض یہ تھی کہ اب دول متحدۂ یورپ کی مداخلت کا وقت آگیا ہے۔

۱۶۔ ستمبر کو فرانسیسی بیڑۂ جہازات جو چند ہفتے سے بحیرۂ جرمن میں پڑا ہوا تھا اور جس نے تمام دیگر جہازوں کی آمدورفت بند کررکھی تھی واپس بلا لیا گیا اور جہازوں کو آزادانہ طور سے آمدورفت کی اجازت ہوگئی۔

لارڈ لائنس۔ برٹش سفیر متعینۂ فرانس کی کوششوں سے کونٹ بسمارک۔ فرانسیسی سلطنت

جمہور کے وزیر خارجہ ایم جولیس فاور سے ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا۔ ایم فاور کی جانب سے اس ملاقات کا مطلب یہ تھا کہ مہلت جنگ ہو کر پھر شرائط صلح طے کئے جاویں چنانچہ ۱۹ ستمبر کو ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک سے پرشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں ملاقات کی۔ اور پھر کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکن دوستانہ تعلقات قایم ہو نہ سکے اور اب یہ سمجھ لیا گیا کہ ابھی صلح ہونے کا زمانہ بہت دور ہے۔

۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو فوج محاصرین نے اسٹراسبرگ پر حملہ کرنا شروع کیا اور آگے بڑھی لیکن فوج جرمنی کا بہت نقصان ہوا اور وہ پسپا ہوئی۔ اسٹراسبرگ سے جو لوگ بھاگ کر چلے آتے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ شہر میں خوراک کافی موجود ہے۔

گورنمنٹ فرانس نے اب اپنا صدر مقام پیرس سے شہر ٹورس میں منتقل کر لیا اور تمام سفیران ممالک غیر نے اس شہر میں سکونت اختیار کی۔

میٹز کے سامنے ۲۳ ستمبر کو ایک بڑا تیز حملہ ہوا۔ فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج کو چیر کر تھیون ویلی کی جانب جانے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس ارادہ کی تکمیل کے لئے انہوں نے قصبہ مریی لا ہانٹ پر ایک مصنوعی حملہ بھی کیا تا کہ جرمنی فوج کی توجہ اُدھر مبذول رہے اور یہ اِدھر حملہ کر دیں۔ چار گھنٹے تک بڑی سخت گولہ باری جاری رہی آخر کار فرانسیسی فوج پسپا ہوئی۔ یہ لڑائی کئی میل تک ہوئی۔ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا پرشیا کی فوج کے جتنے آدمی گرفتار ہوئے۔ بے زین نے ان کو پرشیا کی فوج میں واپس بھیج دیا۔

فرانس کی عارضی گورنمنٹ کی جانب سے مقام ٹورس سے ۲۷ ستمبر کو ایک سرکلر درباره گزشتہ معاہدہ صلح شایع ہوا جس کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

"ایم جولیس فاور کی رپورٹ مورخہ ۲۱ ماہ حال سے جو درباره گفتگوئے صلح کی سے جو فوج پرشیا کے ہیڈ کوارٹر میں ہوئی۔ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ حال کے قایم ہونے کے دوسرے روز پیرس میں اُسکے تمام سفیران ممالک غیر سے ملاقات ہوئی۔ شمالی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ۔ اٹلی۔ اسپین اور پرتگال نے سرکاری طور سے فرانسیسی جمہوری سلطنت تسلیم کر لی ہے۔ دوسرے دیگر ممالک نے اپنے سفیروں کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ نئی گورنمنٹ فرانس سے نیم سرکاری تعلق قایم کر لیں۔ ایم جولیس نے بیان کیا ہے کہ اس جنگ کے جلد ختم ہونے کے لئے بہت سی تجویزیں بتلائی گئیں مثلاً دوسری طاقتوں کا اتحاد وغیرہ کر لینے کا۔ مگر چونکہ وقت گذرا جاتا تھا اور دشمن قریب آتا جاتا تھا اس لئے میں نے

پراوراست تدبیر اختیار کی۔ اسلئے ۱۰ ستمبر کو میں نے ایم ڈی بسمارک سے دریافت کیا کہ آیا تم صلح کرنے
پر راضی ہو۔ اوّل تو اس نے جواب دیا کہ وہ ایسی تجویز کو پسند نہیں کرتا چونکہ ہماری گورنمنٹ کو اس نے
بتلایا کہ ابھی باترتیب اور قاعدہ سے قایم نہیں ہوئی ہے لیکن اس نے یہ دریافت کیا کہ جو صلح کہ ہم
کرنا چاہتے ہیں اس کی کیا ضمانت دیسکتے ہو۔ اس دولت کے سفیر نے کہ جس کی معرفت ہماری گفتگو ہوئی
تھی مجھ سے کہا کہ اب مجھکو پرشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں جانے سے تامل نہیں کرنا چاہئے میں نے
وہاں جانا چاہا لیکن میں نے اپنا افسوس بھی ظاہر کر دیا کہ حسب قرار داد یہ شرائط صلح خفیہ نہیں رکھی
گئیں۔ میں پرشیا والوں کے ہیڈ کوارٹر میں گیا اور بسمارک سے ملاقات ہوئی میں نے ظاہر کیا کہ
فرانسیسی لوگ آزادی کی بہت قدر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ فرانسیسی ایسی کوئی شرط نہیں کرینگے
جسکی رو سے صلح مجوزہ ایک ناپائدار مہلت جنگ ہی ثابت ہو۔ بسمارک نے جواب دیا کہ "اگر مجھکو پائدار اور
دوامی صلح کے ممکن ہونے کا یقین ہو جاوے تو فوراً ابھی صلح کر لی جاوے گی" اس نے بیان کیا کہ فرانس
کی موجودہ گورنمنٹ کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے اور اگر چند دنوں میں پیرس پر قبضہ نہ کیا جاویگا تو
عوام الناس اس کو تباہ کر دینگے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ فرانس سیڈان کی سپردگی بہت کم بھولیگا۔
جس طرح سے کہ وہ واٹرلو وغیرہ کی بھولا نہیں ہے اور جسکا ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پھر کونٹ بسمارک
نے یہ کہا کہ "فرانسیسی قوم کا جرمنی پر حملہ کرنے کا مستقل ارادہ معلوم ہوتا ہے" میں اس کے بیانات
کے جوابات دیتا رہا اور جنگ کے سبب اس کو بتلاتے اور میں نے اس سے یہ کہا کہ تم صلح کی بابت
جو شرائط چاہتے ہو وہ ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دو۔ اس کا بسمارک نے یہ جواب دیا کہ "جرمنی کی حفاظت کے
لحاظ سے یہ امر ضروری ہے کہ جرمنی فرانس کے کسی حصہ پر قبضہ رکھے تاکہ جرمنی کی حفاظت کی ضمانت
ہو جاوے۔ اور اسلئے اضلاع بالائے رہائن اور نشیبی رہائن اور اضلاع موزل معہ قلعہ میٹس اور سوسون
کے جرمنی کے قبضہ میں رہنا ضروری ہیں اور ان کو اب جرمنی چھوڑنا نہیں چاہتے" جبکہ میں نے یہ
اعتراض کیا کہ اس امر کے لئے کل فرنچ لوگوں کی منظوری ہونا چاہئے جیسا کہ یورپ کے کل عوام کا قانون
ہے اور بغیر ان کی منظوری کے ان اضلاع کا قبضہ ناجائز ہوگا۔ اس پر بسمارک نے کہا کہ وہ خود اسبات
سے اچھی طرح سے آگاہ ہے لیکن چونکہ جرمنی والوں کو فرانسیسیوں سے تھوڑے ہی عرصہ میں اور جنگ
کرنا پڑیگا اسلئے جرمنی اپنے تمام فائدوں کے ساتھ ان اضلاع پر قبضہ رکھے گی" میں نے

دایم فاور اس پر یہ جواب دیا کہ یورپ حد اعتدال سے گذر جانے کا بہانہ رکھکر پرشیا کے قبضہ کی مخالفت کرے گا اور علاوہ ازیں ہم کو یہ شرائط ہی منظور نہیں ہیں۔ ہم بطور ایک قوم کے مر سکتے ہیں مگر ہم اپنے تئیں بے عزت ہونا پسند نہیں کرتے تمام عوام فرانس کے صرف اسبات کے مجاز ہیں کہ وہ اپنے ملک کا کوئی حصہ دے سکیں۔ بہرحال ہم ملک کی رائے اس بارہ میں لینگے۔ آخر میں میں نے یہ بھی کہا کہ پرشیا تو فتحیابی کے نشہ میں فرانس کے برباد کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ بسمارک نے اس بات سے انکار کیا پھر سے اس کہنے پر کہ سلطنت جمہوری کے اجلاس تک وقت ملنا چاہیئے تاکہ ان شرائط پر غور کیا جاوے اس پر بسمارک نے کہا کہ اسبات کے لئے مہلت جنگ کی ضرورت ہوگی اور پرشیا والے مہلت جنگ منظور نہیں کرتے۔ ۱۹ ستمبر کی شام کو قصبہ فیریر میں بسمارک سے میری دوسری دفعہ پھر ملاقات ہوئی اب کی دفعہ بسمارک نے مہلت جنگ دینا منظور کی جس میں نے کہا کہ پندرہ دن کی ہونی چاہیئے اور دوسرے دن صبح کے اس نے میرے پاس مفصلہ ذیل شرائط منظور کرنے کے بھیجیں

جس کا مضمون یہ تھا کہ مہلت جنگ کی ضمانت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اسٹراسبرگ۔ ٹول اور فالسبرگ پر جرمنی کا قبضہ ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ اسمبلی (مجلس جمہوری) کا پیرس میں اجلاس ہوگا۔ اس حالت میں بطور ضمانت اس نے قلعہ مونٹ ویلیرین مانگا جس کی زد میں عین پیرس آباد ہے۔ میں نے اس بات پر اعتراض کیا اور کہا اس سے بھی آسان تو یہ بات تھی کہ تم پیرس ہی مانگتے۔ میں نے اس سے کہا کہ اسمبلی کا شہر ٹورس میں اجلاس ہوگا اس حالت میں پیرس کے برخلاف اب ضمانت کی کیا ضرورت ہے۔ بسمارک نے پھر یہ درخواست کی کہ قلعہ اسٹراسبرگ میں جو فوج محصور ہے وہ اپنے تئیں بطور اسیران جنگ سپرد کردیوے۔ میں نے اس تجویز پر ناراضی ظاہر کی بسمارک شاہ پرشیا سے صلاح و مشورہ کرنے گیا۔ شاہ نے بھی یہی اصرار کیا کہ اسٹراسبرگ کی محصور فوج اپنے تئیں بطور اسیران جنگ سپرد کردیوے مجھے جو اختیارات تھے وہ اب ختم ہوگئے تھے میں وہاں سے اٹھا اور میں نے رخصت چاہی اور بسمارک سے یہ ظاہر کردیا کہ جب تک پیرس میں سامان جنگ اور فوج موجود ہے ہم برابر ہم سے لڑتے جاویں گے۔ ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ میں صلح کے لئے گیا تھا اور چند منٹوں میں فتح کا جوش اور آن میں جنگ کا ارادہ پایا۔ اسلئے یورپ کی تمام سلطنتوں پر یہ واقعات ظاہر کردیئے جاتے ہیں ۲۰ ماہ حال کو ایم فاور نے ایک سرکاری مراسلہ بسمارک کے پاس بھیجا کہ نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ

پر صلح کے لیئے تیار نہیں ہے - ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ کام بے فائدہ نہیں ہوا کیونکہ پرشیا کی جو کچھ وہی سب پر ظاہر ہو گئی ہے۔ سلطنت پرشیا نے وقت جنگ یہ اعلان دیا تھا کہ وہ نیپولین اور اُس کی سپاہ سے جنگ کریگی - اور فرانسیسی قوم کا پرشیا ادب ملحوظ رکھتی ہے لیکن آج سب پر ظاہر ہو گیا کہ پرشیا والوں کا کیا ارادہ ہے - اخیر میں ایم فاور نے تمام ملک فرانس کے کل باشندگان کو یہ ترغیب دی ہے کہ یا تو جلسہ وزرا کو موقوف کر دیا جاوے یا کل قوم کو چاہیئے کہ اخیر دم تک دشمن سے لڑائی جاری رکھے -

سرکاری بیان جرمنی کا متذکرہ بالا واقعہ کی بابت حسب ذیل ہے :-

"ایم جولیس فاور نے شمالی جرمنی اتحاد کے صدر نشین (بسمارک) سے اپنی ملاقات کی جو رپورٹ شایع کی ہے وہ کچھ درست ہے لیکن بالکل صحیح نہیں ہے - صرف مہات جنگ کا سوال زیر بحث تھا کسی حصہ ملک کے لینے کی بابت کونٹ بسمارک اپنے خیالات تب ہی ظاہر کرینگے جبکہ حصہ ملک کے جرمنی کو دینے کا اصول منظور کر لیا جاوے"

۲۴ - ستمبر کو چھ گھنٹے کی گولہ باری کے بعد شہر ٹول نے اپنے تئیں سپرد کر دیا - فوج قلعگیر کو اسیران جنگ انہیں شرائط پر کر لیا گیا جو شرائط کہ سپردگی سیڈان پر کی گئی تھیں - اس شہر کا محاصرہ ۱۴ - اگست کو شروع ہوا تھا - ۱۶ - اگست کو اُس جانب حملہ کیا گیا جس طرف توپیں نہ تھیں - مگر یہ حملہ پسپا کر دیا گیا اور کئی سو جرمنی فوج ماری گئی - بعد ازاں ایک بے ترتیب گولہ باری ہوتی رہی جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا یہ گولہ باری ۲۳ تاریخ کو شروع ہوئی - جو توپخانہ کہ اس محاصرہ میں موجود تھا اُس میں پرانے زمانہ کی میدانی توپیں تھیں - پوریا کی ریلوے کمپنی نے جس کی لائن شہر ویسمبرگ - نانسی - اور پیرس تک ہے اُس نے پندرہ دن کے عرصہ میں شہر ٹول کے گردا گرد ایک شاخ ریلوے کے بنا دینے کا ادعا یہ خواہش کیا لیکن مولٹکی نے جواب دیا کہ نہیں ہمیں ریل کی ضرورت نہیں ہے ہم پندرہ دن سے پہلے ہی اس شہر کو فتح کر لینگے - جرمنی کے حملہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اس قلعہ کی دوہری فصیل تھی اور دوہری خندق تیس فیٹ چوڑی تھی اور بے شمار برج تھے اور چھتیس توپیں قلعہ پر چڑھی ہوئی تھیں جن میں سے ۲۶ بھاری بھاری توپیں رفل کی تھیں جو فرانسیسی اسٹراسبرگ سے لائے تھے جبکہ انہوں نے ٹول کو سرگرمی سے بچانے کا ارادہ کر لیا تھا - بڑی بھاری توپیں محاصرہ کی جرمنی سے یہاں پہنچیں اور کوہ مچل کی ایک پہاڑی پر جانب شمال اُن کو جما یا گیا اور جنوب مغرب کی جانب پہاڑی پر دوسرا توپخانہ

مقرر کیا گیا اور جنوب مشرق میں ایک تیسرا توپخانہ مقرر کیا گیا۔ ۲۲ تاریخ تک جرمنیوں کی مفید کارروائی
نہیں ہوئی۔ ۲۳ تاریخ کی صبح ہوتے ہی تیسرے اور چوتھے توپخانہ کی باڑیوں نے ایک دم سے گولہ
باری شروع کر دی اور تمام فوج نے یلکر حملہ کر دیا جو زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ شویرن کے تھے۔
تمام دن گولہ باری رہی فوج قلعگیر بھی گولہ باری کرتی رہی مگر اس کی گولہ باری کسی کام کی ثابت نہیں
ہوئی۔ شام کو بسبب گولہ باری کے شہر میں ۳۰ جگہ آگ لگ رہی تھی۔ تمام باشندوں نے جمع ہو کر
اب کمانڈنٹ فوج فریخ کو یہ ترغیب دی کہ وہ قلعہ پہ سفید جھنڈا نصب کر دیں اور قلعہ کو سپرد کر دیں۔ کرنل
ماشقل کا نیر فوج محاصرین نے یہ درخواست صلح فوراً قبول کر لی اور جرمنی کی فاتح فوج اسی شام کو سات بجے
شہر میں داخل ہو گئی۔ شرائط سپردگی بالکل وہی تھیں جو سیڈان پر ہوئی تھیں۔ میونسپلٹی کی ایک کونسل
نے سپردگی سے ناراضگی ظاہر کی لیکن باشندگان شہر نے بے فائدہ بربادی کا اسقدر خوف دلایا کہ سول
اور فوجی حکام سپردگی پر رضامند ہو گئے۔

قلعگیر فریخ فوج کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ کل دو سو فوج تھی اور دو ہزار عام آدمی تھے جو لڑائی کے
لئے حب الوطنی سے آ گئے تھے۔ اور کوئی باقاعدہ گولنداز نہ تھا۔ میجر ایک پنشنر بوڑھا افسر
رسالہ اس فوج کا کمانڈنٹ تھا۔ محاصرہ کے دوران میں ۵۰۰ عوام کی نئی فوج کو توپوں کا فیر کرنا سکھلایا
گیا تھا جو توپخانہ سے گولہ باری کرتے تھے لیکن ۱۴ تاریخ کے حملے کے پسپا کرنے میں تمام مرد باشندگان
شہر جن کے پاس ہتھیار تھے شامل ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں نقصان فریقین کا بہت کم ہوا۔

فصل ہفتم

پیرس کی طرف جرمنی فوج کا بڑھنا۔ دارالخلافت کے قلعہ اور حفاظتوں کا بیان

شہر اسٹراسبرگ کی سپردگی

اب جرمنی کی فوج نے بتدریج مگر باستقلال پیرس کی جانب کوچ شروع کر دیا۔ سیڈان اور بیومونٹ
کی خونریز لڑائی کے بعد کہ جو معزولی شہنشاہ اور اس کی فوج کے واسطے اس قدر بربادی بخش ثابت
ہوئیں کھلے میدان میں پھر بہت ہی کم جنگ ہوئی۔ فرانس کی فوج جس طرح شکست پر شکست کھاتی

لڑائی تھک گئی تھی اسی طرح جرمنی کی فوج بھی فتح پر فتح کرتی تھک گئی تھی اور خاصکر جرمنی کو یہ فتح بہت ہی گراں پڑی یعنے جرمنی فوج کا بھی بہت ہی سخت نقصان ہوا - اب جرمنی والوں کو اپنی اس ضایع شدہ فوج کے عوض دوسری فوج بھرتی کر کے کمی پورا کرنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی - لیکن تاہم جرمنی کی فاتح فوج نے استقلال سے مگر آہستہ آہستہ فرانسیسی دار الخلافہ کیطرف کوچ کردیا -

جرمنی کی فوج کے تین لشکروں نے اب بتاریخ پیرس کی جانب کوچ کردیا - اس فرانسیسی فوج نے جو سیڈن پیرس میں تھی اور جنرل وینوئی کے کور نے جو ابھی تک جرمنی فوج سے نہیں لڑی تھی راہ گریز اختیار کی - ۱۵ ستمبر اور ۱۶ ستمبر کو جرمنی فوج کا ایک بڑا حصہ پیرس تک پہنچ گیا ۱۹ ستمبر کو ولیعہد پرشیا کی فوج کے مقدمۃ الجیش اور کچھ فرانسیسی فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی - فرانسیسی فوج نے اچھی طرح مقابلہ کیا - لیکن فرانسیسیوں کی کچھ بے قاعدہ فوج نے جرمنی کی فوج کی شکل دیکھتے ہی بھاگنا شروع کردیا اسلئے فرانسیسیوں کو مجبوراً اپنی جگہ چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا اور اُن کے بہت سے آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سی توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں -

۱۹ ستمبر کو مقام وارسیلز سے ولیعہد پرشیا نے ملکہ پرشیا کو ایک تار اس مضمون کا بھیجا کہ شہر وارسیلز سے شہر دتنس تک پیرس کا محاصرہ کرلیا ہے اور فرانسیسی فوج کو ان دونوں شہروں کے بیچ میں سے پیرس کی جانب واپس بھگا دیا ہے - ایک مضبوط دمدمہ اور سات توپیں ہمارے ہاتھ لگیں اور ہمارا نقصان بہت خفیف ہوا - شاہ پرشیا نے اُسی تاریخ کو ملکہ پرشیا کے پاس جو تار بھیجا اُس کا مضمون یہ تھا کہ جب ۵ پرشیا کے کور اور ۲ بویریا کی کور نے دریائے سین کو قصبہ ویلی نیو سینٹ جارج پر عبور کرلیا تو جنرل وینوئی کی فوج کے تین ڈویژنوں نے سیکاکس کی پہاڑی پر سے ہماری فوج پر حملہ کردیا - لیکن آخرکار فرانسیسی فوج قلعہ جات پیرس کے پیچھے بھگا دی گئی - سات توپیں اُن کی ہمارے ہاتھ آئیں اور بہت سی فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی - ہماری نویں رجمنٹ کے سپاہی بہت کام آئے - معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے تمام باشندوں نے باستثنا رچند یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ مرجاویں گے مگر دشمن کو اپنے تئیں سپرد نہ کریں گے - غالباً یہ بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ پیرس کے چاروں طرف جو مضبوط قلعے بچاؤ کے لئے ہیں اُس پر اُن کو اپنی کامیابی کا پورا اعتماد ہے اور وہ درحقیقت بہت ہی مضبوط ہیں جنکا بیان حسب ذیل ہے :-

پیرس کا خاص قلعہ پنج گوشہ ہے اور اسمیں ۹۳ برج ہیں اور اُن کے آگے دمدمے بنے ہوئے ہیں اور قلعہ کے
اندر کا احاطہ شمالاً جنوباً آٹھ ہزار پانسو گز کا ہے اور شرقاً غرباً اس سے بھی تھوڑا سا زیادہ ہے - وہ فصیل خورد جس کو
دشمن چڑھکر فصیل کلاں تک پہنچتا ہے ۳۰ فیٹ بلند ہے - اور اس قلعہ سے بیرونی قلعہ جات پیرس کا فاصلہ کہیں
کا دو ہزار گز ہے اور کسی کا تین میل کا ہے - ان قلعجات کا سلسلہ شہر پیرس سے شمال اور مشرق اور جنوب کیجانب
پھیلا ہوا ہے - یہ قلعے اندر سے شرقاً غرباً انیس ہزار ۱۹۰۰۰ اور شمالاً جنوباً پندرہ ہزار ۱۵۰۰۰ گز رقبہ کے ہیں شہر سینٹ ڈینس
اپنے تین قلعوں کے پیرس کے سب سے اخیر شمالی مدافعت کی جگہ ہے اس شہر کے ایک حصہ پر بھی دمدمے وغیرہ بنے
ہوئے ہیں سینٹ ڈینس کے شمال کی جانب قلعہ ڈی لابرچ ہے - اور اس قلعہ سے میل بھر آگے قلعہ ڈبل کورون
ڈیو اور ڈنٹ ہے جو شہر ڈینس کے بالکل شمال میں ہے - شہر ڈینس کے جنوب مشرق میں قلعہ ڈی ایسٹ ہے یہ قلعہ
مربع ہے اور اسمیں برج بھی ہیں - اس سے اور تین میل آگے جنوب مشرق کی طرف قلعہ ڈی آبر ویلیئرز بھی
پنجگوشہ قلعہ ہے اور اسمیں برج بھی ہیں - ان سب متذکرہ بالا قلعوں میں سینٹ ڈینس کی نہر جاری ہے - اور
ان ہر سہ قلعجات کے درمیان جو میدان پڑا ہوا ہے اسمیں نہر کے کناروں پر تین جگہ تین چھوٹے چھوٹے قلعے اور
بنے ہوئے ہیں - پیرس کی یہ تمام محافظتی (قلعجات) تو میدان میں ہیں لیکن قلعہ ڈی آبر ویلیئرز اور [illegible] کے
جنوب میں زمین بہت بلند ہے اور اس بلند میدان کی وجہ سے مشرقی پیرس خوب محفوظ ہے اور یہ میدان شہر
ون سنس تک چلا گیا ہے پیرس سے بہت آگے جا کے یہ میدان مائل بہ نشیب ہوتا جاتا ہے اور اس میدان کے
اس ڈھلوان پر قلعجات بنے ہوئے ہیں - انہیں سے اول قلعہ ڈی روسنی ویلی ہے یہ مربع قلعہ ہے اور اس میں بھی برج
ہیں اور اس کے آگے دمدمے بنے ہوئے ہیں جو اس سڑک تک پھیلے ہوئے ہیں جو پیرس سے میٹز اور نہر اورق
کو جاتی ہے - اور میدان پر جو قلعے ہیں اُن کے نام یہ ہیں - قلعہ ڈی نوزنی - قلعہ ڈی روزنی - اور قلعہ ڈی نوجنٹ
یہ سب مربع قلعہ ہیں اور ان کے باہر دمدمے بھی بنے ہوئے ہیں - شہر روسنی ویلی اور قصبہ نوزنی کے درمیان
ایک چھوٹا سا قلعہ موسوم بہ نوزنی ہے - قلعجات نوزنی اور روزنی کے درمیان چھوٹے چھوٹے قلعے بانسریل اور لا بائسیر
ہیں - روزنی اور نوجنٹ کے درمیان قلعہ فونٹنی ہے - نوجنٹ سے ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر ایک قلعہ اور
ہے جس کا نام قلعہ چارنٹن ہے اور یہ قلعہ سب قلعجات متذکرہ بالا سے بڑا ہے - یہ پنج گوشہ قلعہ ہے اور دریائے
سین اور دریائے مارن کے اتصال سے جو گوشہ بنا ہے اس پر یہ قلعہ بنا ہوا ہے - دریائے سین کے بائیں
کنارہ پر جو قلعجات ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے - اول تو قلعہ آیوری ہے جو قلعہ چارنٹن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ

پر ہے۔ اور اس قلعہ کی زد میں شہر لانئس کی ریلوے اور سڑک اور دریائے سین اور دریائے مارن کے گھاٹ وغیرہ ہیں یہ قلعہ قصبۂ آیوڑی اور روشی کے درمیان بلند میدان پر بنا ہوا ہے اور آرلینز کو جو ریلوے جاتی ہے وہ اس کے قریب ہے گویا ریلوے لائن کا یہ محافظ ہے۔ دوسرا قلعہ لبٹری ہے اور یہ بھی بلند میدان پر ہے۔ بٹری کا قلعہ شہر پیرس کے خاص قلعے سے ایک میل سے کچھ کم ہے اور شہر اوربی کو جو ریل جاتی ہے وہ اور شہر فونٹین بلیو کو جو سڑک جاتی ہے یہ سب اس کی زد میں ہیں اور سی کی ریل کی سڑک کی دوسری جانب قلعہ مونٹروگ ہے جو شہر ٹولوس کی سڑک کے قریب ہے پھر اس کے آگے ایک اور قلعہ ہے جس کا نام ڈی ونوس ہے اور جو شہر چیورونرا اور شہر وارسلیز کی ریلوے کا محافظ ہے اور سب سے اخیر قلعہ ڈی ایسی ہے جو بلند میدان کی مغربی آثار کی طرف ہے اور وارسلیز کو جو ریل اور سڑک جاتی ہے وہ دونوں اس کی زد میں ہیں۔ اور پیرس سے نکلکر دریائے سین کا جو پہلا موڑ ہے وہ بھی اس قلعہ کی زد میں ہے یہ آخری پانچ قلعے ایسے عمدہ جگہ پر بنے ہوئے نہیں ہیں جیسے وہ قلعے ہیں جو پیرس کے مشرق کی طرف اس کی حفاظت کے لئے ہیں۔ چونکہ جس میدان میں یہ بنے ہوئے ہیں وہ جنوب کی جانب بہت دور تک چلا گیا ہے اور وہ میدان بعض جگہ سے اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اس بلندی سے یہ قلعے عین زد میں ہو گئے ہیں۔

مغربی جانب شہر پیرس جو قصبہ ایسی سے قصبہ سینٹ ڈینس تک شمالاً دریائے سین کے دوبارہ واپس لوٹ آنے سے محفوظ ہے یعنے دریائے سین مغربی جانب پیرس کے بطور خندق کے اسطرح ہو گیا ہے کہ جبتک دشمن یہ دریا عبور نہ کرلے مغربی جانب سے پیرس میں داخل نہیں ہو سکتا ہے یہاں آکر دریا سے ایک دوسرا موڑ بنجاتا ہے اور کچھ قطعہ زمین مثل جزیرہ نما کے پانی سے محدود ہوجاتی ہے۔ اس جزیرہ نما میں جو پیرس کے مرکز سے عین مغربی جانب ہے ایک اور قلعہ بنا ہوا ہے اور اس کا نام مونٹ ویلیرین ہے۔ یہ قلعہ اس ریلوے کے قریب ہے جو شہر کلاؤڈ کو جاتی ہے۔ جنرل ٹروچو نے اس قلعہ کی توپوں کی عین زد میں ایک میدان لشکرگاہ کے لئے بنا کے اس کی چاروں جانب خندقیں کھدوا دی تھیں اور اس کا یہ خیال تھا کہ جب دشمن سے لڑتے لڑتے پیرس میں غلہ و خوراک وغیرہ بالکل نہ رہیگی اور پیرس کے باشندے جب سپردگی کے لئے حیران کرنے لگینگے۔ تب یہاں آجاؤنگا۔ یہ قلعہ بذات خود ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ اور اس پر گولہ باری نہیں ہو سکتی تھی شہر پیرس اس قلعہ کی عین زد میں ہے۔

۱۵ ستمبر کی رات وہ جرمنی فوج جس نے اسٹراسبرگ کا محاصرہ کر رکھا تھا دریائے رائن کے بائیں کنارہ

قلعہ کہل کے مقابلہ میں اپنے توپخانہ کی باٹریاں جمانے میں کامیاب ہوئی ۱۷ ستمبر کو ۱۲ سو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکلکر اس توپخانہ پر حملہ کیا اور اُن کے مقابلہ میں ریاست بیڈن کے چار سو سپاہی تھے - بیڈن والے اپنی جگہ پر قایم رہے استنے میں پرشیا کی اور فوج آن کی مدد کو آگئی - اور فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔ اس مصافت میں فرانسیسی بہت قتل و زخمی ہوئے اور بہت سے دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو گئے - اور تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں - جرمنی فوج کی گولہ باری سے فصیل قلعہ میں ایک شگاف ہو گیا تھا دریائے رائن کے بائیں کنارے پر جو مورچے اور قلعے تھے اب اُن سب کو جرمنی توپخانہ نے گھیر لیا تھا جنہوں نے اب متواتر اور بربادی بخش گولہ باری جاری رکھی - فرانسیسی فوج بھی اس گولہ باری کا جواب دیتی تھی اور اُن کی گولہ باری سے بعض اوقات جرمنی فوج بہت ضایع ہو جاتی تھی - شہر اسٹراسبرگ رات دن گولہ باری کی وجہ سے دھوئیں میں چھپا رہتا تھا - قلعوں کا بہت بڑا حصہ اب ملبہ ہو ہو کر گر رہا تھا - ۱۷ ستمبر کو یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ اگر جنرل ورڈر اپنے دو ہزار آدمی کو جان کے خطرہ میں ڈال کر حملہ کرے تو وہ شہر کو فتح کرسکتا ہے - جرمنی فوج نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ غبارہ پر چڑھ کے قلعہ میں جو بارود کا میگزین ہے اُس میں غبارے سے اُڑنے والے مادہ کا گولہ پھینک دیا جائے فوج محاصرین نے جو مورچے اپنی حفاظت کے لئے بنا لئے تھے اُن سب میں آپس میں تار لگا ہوا تھا اور سب جگہ سے یہ تار جرمنی ہیڈ کوارٹر میں پہونچا تھا۔

۱۰ ستمبر سے ۲۲ ستمبر تک اسٹراسبرگ پر برابر گولہ باری جاری رہی اور جان اور مال کا بہت نقصان ہوا۔ بعض اوقات قلعہ میں سے فرانسیسی فوج نکل کر جرمنی فوج پر حملہ کیا کرتی - مگر ہمیشہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دی جاتی تھی۔"

آخر کار ۲۷ ستمبر کی صبح کو ایک سفید جھنڈا جسکو ایک فرانسیسی افسر پکڑے ہوئے تھا قلعہ کی فصیل پر سے اُڑتا ہوا دکھائی دیا - گولہ باری فوراً بند کر دی گئی - اور محاصرین اور محصورین کی گفتگو ہو کر شرائط سپردگی تحریر کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوئی شہر کے چھوڑ دینے کا ابتدائی معاہدہ جب مکمل ہو گیا تو فرانسیسی فوج نے ۲۸ ستمبر کی دوپہر کو شہر اسٹراسبرگ چھوڑنا شروع کر دیا - اس کی بہادر محافظوں میں سے اول جنرل اُہرچ قلعہ سے نکلا - اُس کے پیچھے افسران اسٹاف تھے - اور جرمنی فوج کے کمانڈر جنرل ورڈر سے ملنے گیا جنرل ورڈر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور آگے بڑھکر جنرل اُہرچ سے ملا اور اس سے مصافحہ کیا - اس کے بعد جنرل ہیرابل اور تمام افسران فوج قلعہ میں سے نکلے اور بعد ازاں تمام قواعد دان اور باقاعدہ فوج جھنڈے لئے ہوئے

اور کندھوں پر ہتھیار رکھے ہوئے نکلے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوائے معدودے چند سپاہ کے اس فوج کا برتاؤ نہایت خراب تھا۔ اور شرائط سپردگی کے خلاف اس طرح سے عمل کرتے تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ فوج اپنے افسران کی مطیع نہیں ہے۔ اور جنرل اُہرچ کی سپردگی کا سب سے بڑا سبب یہی ہوا (یعنی سپاہیوں کی نافرماں برداری) دو تہائی سے زیادہ فوج شراب پئے ہوئے تھی۔ اور شراب پر شراب پی کے نہایت مدہوش ہو رہی تھی۔ جبکہ یہ فوج شہر کے برباد شدہ دروازہ سے باہر نکلنے لگی تو سینکڑوں فرانسیسی سپاہی بوجہ نشہ شراب کے لڑکھڑا کر گر پڑے اور اُن کی رفلیں اور ہتھیار پتھروں کی دیواروں سے لگ لگ کر چکنا چور ہو گئے اور بعضوں کے ہتھیار خندق میں گر پڑے۔ ایک پلٹن نے صرف یہ خوشی کا نعرہ مارا کہ خدا سلطنت جمہوری کو قایم رکھے سلطنت پرشیا کو قایم رکھے اور شہنشاہ کو قایم رکھے۔ افسروں نے بھی ان سپاہیوں کو باقاعدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی نہ اُن کو اُن کے ہتھیار برباد کرنے سے روکا اور جو کہ سپردگی کے شرائط کے بموجب جرمن فاتحان کو دینے چاہئیں تھے۔ پرشیا اور بیڈن کی فوجوں نے جو فتح کا بینڈ باجہ بجایا بہت سے فرانسیسی سپاہی اُس پر ناچنے ہی لگ پڑے۔ بعض سپاہی گھاس پر لوٹ گئے اور ناقابل فہم الفاظ نکالنے لگے۔ بعضوں نے جرمنی سپاہیوں سے معانقہ ہی کرنا چاہا اور جرمنیوں نے اُن کو جھڑک کر الگ کر دیا۔ یہ تمام نظارہ بہت ہی تکلیف دہ اور نفرت انگیز تھا اور ان کے چال و چلن سے فرانسیسی فوج سے نفرت ہوتی تھی۔ جنرل اُہرچ بھی جنرل ورڈر سے ملاقات کرنے کے دوران میں اس فرانسیسی فوج کے طرز عمل سے بہت دل ہی دل میں شرمندہ ہوتا تھا۔

سپردگی کے بعد شہر اسٹراسبرگ کی جو حالت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ اسٹراسبرگ کے مغربی اور شمالی مغربی مضافات تو بالکل ہی ویران ہو گئے تھے محلہ فاربگ نیشنل تو جلکے بالکل جلا ہوا ملبہ پڑا ہوا معلوم ہوتا تھا اور محلہ پیری جس جگہ آباد تھا وہ بالکل ویران ہو کر وہاں میدان نکل آیا تھا۔ اس میں نہایت بلند نوساختہ بڑے خوبصورت خوبصورت مکانات اور عمارات تھیں جن پر سینکڑوں روپے صرف ہوئے تھے۔ اس کی بجائے اب صرف یہ رہ گیا تھا کہ کہیں کہیں کوئی دیوار کھڑی نظر آجاتی تھی یا لوہے کے جلے ہوئے ٹکڑے نظر آتے تھے یا راکھ کے ڈھیر نظر آتے تھے فصیل شہر پر اگر کوئی دیکھتا تو فاربگ اس طرح سے نظر آتا تھا گویا کوئی دبا ہوا شہر معلوم ہوا ہے اور اُس کا ملبہ اور پکھو کھود کے نکالا جا رہا ہے۔ اس قدر کامل اور پوری بربادی اسکی ہوئی تھی کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا اب سے چھ ہفتہ پیشتر یہ شہر نہایت

خوبصورتی سے آباد تھا اور یہاں بڑے مخیر لوگ رہا کرتے تھے اور روپے کے لین دین کا کاروبار یہاں خوب
ہوا کرتا تھا تو شاید کسی کو بمشکل یقین آتا۔ جدھر آنکھ اٹھا کے دیکھئے سوائے بربادی اور تباہی کے اور کچھ نظر
نہ آتا تھا۔ بڑے بڑے پُل اور مکانات جو گر گئے تھے یا اب گر رہے تھے۔ مکانات گرجا۔ اور کارخانجات
اور قلعہ کی فصیلیں یہ سب گر گر کے خاک ہوتے جاتے تھے اور درختوں کا یہ حال تھا کہ کوئی بالکل ہی
گر گیا تھا اور کوئی گرنے کی حالت میں تھا۔ انیسویں صدی کا یہ کیسا غمگین نظارہ تھا۔ ہمارے زمانہ میں
تہذیب کو جو ایسا مکمل سمجھ لیا گیا ہے اور سائنس (علم) کی ہر شاخ میں ترقی ہو رہی ہے اس بربادی کو
سوائے اس کے اور کیا کہا جاوے کہ یہ بربادی بھی ایک ضمیمہ تہذیب ہے۔ ہماری مغرور ترقی کا یہ نتیجہ ہوا
کہ لاکھوں روپوں پر پانی پھر گیا اور لاکھوں کی لاگت اور بڑی محنت اور عقل سے جو جو اشیاء مہیا کی
گئیں تھیں وہ یوں برباد کر ڈالی گئیں۔ اصلی بات تو یہ ہے کہ درحقیقت جنگ تمام بے وقوفیوں سے بڑھ
کر بیوقوفی اور تمام جرموں سے بڑھکر جرم ہے ہمیں اس جگہ اس بحث سے کیا غرض۔ اب ہم اپنے کام
کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ اسٹراسبرگ کا قلعہ بالکل راکھ کا ڈھیر نظر آتا تھا۔ شہر کا اندرونی حصہ گو اس قدر
برباد تو نہیں ہوا تھا جتنا کہ اسٹراسبرگ کے مضافات اور دیگر قرب وجوار کی عمارات ہوئی تھیں لیکن
چونکہ یہ درمیان شہر میں تھا اس کا بھی بہت نقصان ہوا محلہ کلیبر پلیٹ میں جو نہایت مشہور تصویر خانہ تھا
وہ بنیاد سے چھت تک بالکل برباد ہو گیا تھا۔ گرجا اور شہنشاہی محل اور اعلےٰ اعلےٰ عمارات تمام چکنا چور
ہو رہی تھیں۔ نہر کے تین یا چار پل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گئے تھے اور بعض عالیشان مکانات ایسے شکستہ
ہو گئے کہ مجبوراً ان کو اسی وقت گرا دینا پڑا۔ شہر میں تمام سڑکیں بوجہ گولوں کے گرنے کے اکھڑی ہوئی سی
ہوئی تھیں اور گڈھوں پر گڈھے ہو رہے تھے۔ شہر کا باغ دوران محاصرہ میں قبرستان بنا لیا گیا تھا اور اسے
وہاں تمام سپاہیوں اور سویلین اور مرد وعورت اور بچے وغیرہ کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ بالمختصر یہ ہے کہ
اس مشہور زمانہ شہر اسٹراسبرگ پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اس کے بیان کرنے کے لئے کافی الفاظ
نہیں ہیں۔

گولہ باری سے اسٹراسبرگ میں جو نقصان ہوا اس نقصان کی میزان بہت زیادہ ہے۔ شہر کے چار سو
مکانات برباد ہوئے اور ستر سو شہری آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اور آٹھ ہزار آدمی بے گھر ہو گئے۔
اسٹراسبرگ کے نقصان کا اندازہ اٹھارہ کروڑ فرانک یا ستر لاکھ پونڈ اور اسی لاکھ پونڈ کے درمیان

کیا گیا تھا۔ یہودیوں کے محلہ میں اور ماہی گیروں کے محلہ میں اور محلہائے سینٹ نکولاس اور فنکن سیٹ اور بروگلی میں اور اسٹیشن اسٹریسی کے قریب بہت ہی سخت نقصان جان و مال ہوا۔

فصل ہشتم

پیرس کے سامنے لڑائی، شہنشاہ نپولین کا تحریری اعلان

وجنس میں لڑائی

جرمنی فوج اب پیرس کی جانب بڑھی جا رہی تھی اور اس کے روکنے کے لئے اب ایسی کوئی فرانسیسی فوج نہیں رہی تھی کہ جو قواعد دان فوج کہی جا سکے۔ اس لئے ستمبر کے اخیر میں جرمنی فوج نے پیرس کا پورا محاصرہ کر لیا اور بیرونی دنیا سے پیرس کے تمام تعلقات مسدود ہو گئے۔ بے شمار قواعد دان سپاہی کہ جنہوں نے گذشتہ خونریز لڑائیوں میں فتح پائی تھی۔ اس شہر کے چاروں جانب پڑی ہوئی تھی اور فوج کے آٹھ یا ۸½ کور تھیں جن کی تعداد دو لاکھ دس ہزار سے دو لاکھ چالیس ہزار تک تھی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب تک پیرس کو گھیرے ہوئے تھی۔ ریل کی سڑکوں پر رسالہ سوار ان محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

۳۰ ستمبر کو فرانسیسی فوج نے زیر کمان جنرل وینوئی اور جنرل ڈوکروٹ فوج محاصرین پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔

قلعجات آوری اور مان ٹروگ سے ان پہاڑیوں کی چوٹیوں پر گولہ باری کی گئی جو قصبہ چوزی لی روئی سے قصبہ لاسے تک پھیلے ہوئے ہیں تاکہ جرمنی فوج کی توجہ ادھر منعطف کرا کے لانگما بو کے میدان پر حملہ کر دیا جاوے۔ دریائے سین کی وادی اور اوس وادی کے درمیان جس پر شہر بیوری آباد ہے ایک پہاڑی حائل ہے جس کی چوٹی بہت چوڑی ہے اور ۲½ میل تک عریض ہے۔ اس کے مشرق کی طرف دریائے سین کی جانب قصبہ چوزی لی روئی سے ذرا اوپر موضع تھیاس آباد ہے۔ اور مشرقی طرف شہر بیوری کی جانب لاسے آباد ہے۔ وینوئی کی غرض یہ تھی کہ شہر چیویلی پر قبضہ ہو جائے۔ اس لئے وہ پچیس ہزار فرانسیسی فوج ہمراہ لے کر سامنے بڑھا۔ اور جنرل ڈوکروٹ مغرب کی طرف شہر بوکیوال کی جانب دشمن

کی دیکھ بھال کے لئے چلا۔ اور جنرل ڈیکسی نے شہر نوجنیٹ کے سامنے اسی غرض سے کوچ کیا۔ نوجنیٹ پر
دریائے سین اور مارن کے اتصال پر اور فرانسیسی فوج بھی پڑی ہوئی تھی شہر ڈمیں سے آگے شمال
کی جانب بھی فوج کو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے کوچ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ علاوہ پچیس ہزار فوج
متذکرۂ بالا کے ۲۰۰ اور ۱۲۱ اور ۱۰۱ اور ۷۲ اور ۵۰۰ اور ۱۵ اور ۹۰۰۔ فوجیں بھی مٹر یلیوز اور توپوں
کے ساتھ اس حملہ میں مصروف تھیں اور بہت سی نئی بھرتی شدہ فوج کے سپاہی بھی اس میں شریک تھے
اور یہ سب فوج قلعہ ایسی کے عقب سے قلعہ ملٹروگ تک پھیلی پڑی تھی۔ فوجی رپورٹ کے مطالعہ سے یہ واضح
ہوتا ہے کہ جنرل ویٹوئی کا یہ ارادہ تھا کہ اگر ممکن ہو سکے تو قصبات۔ لاسے اور چیولی۔ تھیاس اور بوزیلی وغیرہ
پر قبضہ کر لیا جاوے چونکہ اس قبضہ کرنے سے شہر وارسلیز کے ساتھ آمد و رفت کی راہ جاری ہو سکتی تھی۔ اوّل
اوّل تو اس فرانسیسی فوج کو جو ایک شب پہلے قلعجات آیوڑی بٹیٹری۔ اور ملٹروگ کے پیچھے جمع ہوئی تھی پوری
کامیابی حاصل ہوئی بر فوج گلہیم بریگیڈ اور ۱۳ اور ۴۲ نے چیولی پر قبضہ کر لیا اور ڈھوئی کے ڈویژن فوج نے
تھیاس پر قبضہ کر کے تھوڑے عرصہ کے لئے جرمنی توپخانہ کی ایک باڑی پر قبضہ کر لیا مگر توپوں کو نہیں لیجا سکے۔
اس فوج پر اب پرشیا کی تیس ہزار فوج نے حملہ کیا۔ جنرل ڈائیکسی جو شہر کریٹیل کی طرف لڑ رہا تھا اس کو بھی پیچھے
ہٹنا پڑا۔ لیکن جنرل ٹروچو فوج کے اس طرح لڑنے سے خوش ہوا اور اس نے فوج کے طرز عمل کی تعریف
کی۔ فرانسیسی بائیس ہزار فوج دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلی تھی لیکن پرشیا والے زیادہ تعداد بتلاتے ہیں
جنوبی کی فوج کے نو سو یا ایک ہزار آدمی مارے گئے اور فرانسیسی فوج کے بارہ سو آدمی قتل و گرفتار ہوئے۔
یہ لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ صبح ہوتے ہی قلعوں سے گولہ باری شروع ہو گئی اور پھر پیدل فوج نے آگے
بڑھنا شروع کیا اور میدانی توپخانہ نے شہر چیولی کے سامنے گولہ باری شروع کی اور پیدل فوج تین لائن
میں ہو کر آگے بڑھی۔ اس پیدل فوج کا میمنہ حصہ سڑک پر ہوتا ہوا اس پہاڑی کی چوٹی تک گیا جو وادی
بویری میں ہے اور جو درمیان قلعہ ہائس بروری اور قلعہ لاسے کے واقع ہے۔ اور پیدل فوج کا میسرہ شہر
فانٹن بلیو کی سڑک پر ہو کر شہر لاسے کی طرف گیا۔ باوجودیکہ جرمنی فوج کے ۶۔ کور نے چیولی میں سے گھروں
اور دیواروں کی آڑ میں سے فرانسیسی فوج کی مدافعت کی لیکن ۳۵۔ فرانسیسی فوج نے آٹھ بجے شہر چیولی
لے لیا۔ فوج میسرہ جو زیر کمان جنرل ملصوئی تھی اس کو کامیابی کم ہوئی۔ چونکہ اس فوج پر لاسے سے بہت
سخت گولہ باری کی۔ جب فوج میمنہ موضع تھیاس میں پہنچی تو وہاں پر جرمنی کی بہت فوج دکھائی دی اور چونکہ

جنرل وینوئی کو اور زیادہ حملہ کرنے کی ہدایت نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ دشمن کی دیکھ بھال کر کے فوج پرشیا کی تعداد معلوم کریں اور اُن کو ذرا سی بھڑکا دے۔ اس لئے جنرل وینوئی پیچھے ہٹ آیا۔

یکم۔ اکتوبر کو شہنشاہ نیپولین کا اعلان شایع ہوا۔ یہ بعنوان "خیالات شہنشاہ فرانس" طبع ہوا تھا۔ اور اس کا دیباچہ اس طور سے شروع ہوا ہے کہ ایم جوئیس فاور نے جو گفت گو کونٹ بسمارک سے صلح کے لئے کی تھی اور اس میں ناکامیابی ہوئی بسمارک نے اس بات کی ٹھیک رپورٹ ولہلمشوہی میں شہنشاہ کے پاس فوراً بھیجدی تھی۔ شہنشاہ نے اس پر غور کر کے ایم ڈی کاسلنا کے ہاتھ مفصلہ ذیل نوٹ خود اپنے ہاتھ سے لکھکر پرشیا کے ہیڈکوارٹر میں بھیجا جسکا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

۴ ستمبر یعنے جب سے قدرت نے مجھ کو اپنی تلوار شاہ پرشیا کو سپرد کر دینے پر مجبور کر دیا۔ شاہ پرشیا مجھ اپنے قیدی کو ہر مصیبت سے جو بیچ جرمنی ملک فرانس پر برپا کر رہی ہے اور جسکو شاہ مذکور جرمنی کے فوائد کہتے ہیں مطلع رکھتے ہیں یا جیسے میری رائے ہی جسکی کہ اب کونٹ بسمارک کے خطوط سے اور تصدیق ہو گئی ہے مجھ کو مطلع رکھنا چاہتے ہیں۔ ۴ ستمبر تک تو میں نے اپنے خیالات یوں محفوظ رکھے تا کہ شہنشاہ بیگم کو ملک کی خواہش کے موافق عمل کرنے کی پوری آزادی رہے۔ لیکن ۴ ستمبر سے میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ فرانس اپنے اصلی حدود سے اپنے دشمنوں کو نکالدے۔ گو فرانس نے میرے خاندان کے حقوق زائل کر دیئے ہیں۔ فرانس بے شک ایسے کوئی شرائط قبول نہیں کرے گا جس سے اس کے ملک کی آبرو جاوے شاہ جرمنی نے بھی بروقت ملاقات یہ تذکرہ کیا تھا کہ وہ بہ نسبت فرانس کی بربادی کی اس سے اتحاد ہونے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اگر شاہ کے درحقیقت یہ خیالات ہیں تو اُن کے عملدرآمد کے لئے کوئی شئے مانع نہیں ہو سکتی۔ فرانس اور جرمنی کے حدود پر جو قلعجات تھے اور جو اب برباد ہو گئے ہیں۔ فرانسیسی بیشک عقلمندی کا ثبوت دینگے اگر اُن کے رکھنے پر اصرار نہ کرینگے۔ اور صلح اور اتحاد ہر حال میں بہتر ہے ورنہ دوسرے حال میں تو اس قسم کی جنگ سے جیسا آج کل فرانس اور جرمنی میں ہو رہا ہے سوائے اس کے اور کوئی انجام نہیں ہوتا کہ ایک ملک بالکل برباد ہو جاوے۔ فرانس پر جو مصیبت پڑ رہی ہے اس کا تمام سبب یہ ہے کہ فرانسیسوں میں پولٹیکل اتفاق نہیں ہے۔ اور اگر اب صلح نہ کر لی گئی اور جنگ جاری رکھا گیا تو یہ بات جرمنی اور فرانس دونوں کے لئے بہت ہی بربادی بخش ثابت

ہو گی۔"

نیپولین

مقام ولہلمشوہی۔ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۰ء —

ووجیسکے پہاڑوں میں لڑائی

سیڈان کی لڑائی کے بعد چند فرانسیسیوں نے جرمنی فوج سے لڑنے کیلئے اپنا ایک دستۂ فوج بنا لیا تھا جو فرینکس ٹیریر کہلاتا تھا۔ اس دستۂ فوج میں خاصکر وہ آدمی تھے جو فرانسیسی لشکروں میں سے بھاگ گئے تھے یا جو فوج سے بچھڑ کر پیچھے رہ گئے تھے۔ اور ان فرینکس ٹیریر کی لڑائی کا طریقہ وہ تھا جس کو گوریلا کہتے ہیں (گوریلا اُس قسم کے حملہ کو کہتے ہیں کہ کمینگاہ میں بیٹھ کر دشمن کی بیخبری میں اس پر حملہ کر دینا) رفتہ رفتہ یہ دستۂ فوج بڑھتا گیا اور آخر کار اُس کی کئی بٹالینیں مقرر کی گئیں۔ جرمنی کمانڈروں کو ان کے اس طریقۂ جنگ پر نہایت غصہ آیا۔ اور بیڈن کی ایک بڑی مضبوط فوج پر جنرل ڈیجن فیلڈ کو افسر اعلیٰ مقرر کر کے ان فرینکس ٹیریر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ ملک کو ان کے وجود سے صاف کرے اور ان کا بالکل انتشار ہو جاوے۔ یہ جرمنی فوج تین حصہ ہو کے روانہ ہوئی اور یہ قرار ہو گیا تھا کہ یہ تینوں ڈویژن شہر راؤن لی ایٹیپ اور شہر ایپنال کے درمیان آپہیں میں جمع ہوں۔ ان پہاڑوں کے درے بہت دور تک بمشکل عبور ہوتے اور ان میں سے بہت سے درخت وغیرہ کاٹے گئے تاکہ گاڑیوں کے لئے راستہ ہو جائے ان دروں کے بچاؤ کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ قصبہ سینٹ ڈائی اور ایپنال کی سڑک پر موضع چیپٹی پر ۴ اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے مقدمۃ الجیش جرمنی پر حملہ کیا۔ لیکن فرانسیسی بڑی آسانی سے بھگا دیئے گئے۔ اسی دن جرمنی کی اس فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی قصبہ کالس اور لی ٹروچی کے درمیان فرینکس ٹیریر سے مقابلہ کر کے ان کو کامل شکست دی۔ ۵ اکتوبر کو قصبہ راؤن پر ایک خفیف لڑائی ہوئی جس پر فرانسیسی قابض تھے لیکن جبکہ جرمنی کی فوج کے تینوں ڈویژنوں کے افسر ایک ساتھ ہی آ گئے۔ تو فرانسیسیوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ شہر کے ایک کنارے اور جنگل اور مضافات کے مکانوں سے آگ برسانے کے بعد فرانسیسی منتشر کر دیئے گئے۔ ۶ اکتوبر کو تیسرے ڈویژن کی میمنہ فوج پر ایک قواعد داں فرانسیسی دستۂ فوج نے حملہ کیا جو شہر بروریس اور راسبرو یلرک کے جنوب میں سے جلدی سے آ گئی تھی۔

صبح کے وقت نہایت گہرا کہرا پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے دن نکلے لڑائی شروع ہوئی اور جس کی وجہ سے جرمنی
فوج کو قصبۂ ایشوال کی بلندی پر مقام کرنا پڑا - سوا نو بجے مطلع صاف ہو گیا اور فوج نے آگے کوچ شروع
کیا - قصبۂ روبیٹی لائز جس پر فرانسیسی قابض تھے اور جہاں اُنہوں نے توپخانہ کی دو باٹریاں قایم کر دی
تھیں - اُس پر جرمنی فوج نے بہت جلد قبضہ کر لیا مگر ذرا آگے جنگل میں بڑی سخت لڑائی ہوئی - ایک بجے فرانسیسیوں
کی ہمت ٹوٹ گئی اور اُن کا آگ برسانا بھی کم ہو گیا اور جرمنی فوج بھی تھک گئی تھی - فرنچ پیدل فوج کے بہت
سے دستوں کے پاس ایک بھی کارتوس باقی نہیں رہا اور دو توپیں جلتے ہیں ہا ۱۰ بجے سے برابر گولہ باری ہو
رہی تھی - اُن کے لئے بھی گولہ و بارود نہیں رہا - ڈیڑھ بجے فرانسیسی فوج کی اور کمک آ گئی اب فرانسیسی
توپخانہ نے پھر گولہ باری شروع کر دی اور اُن کی پیدل فوج نے چاروں طرف سے حملہ کرنا پھر شروع کر دیا -
جرمنی توپخانہ سے بھی گولہ باری ہوتی رہی بلکہ جرمنی توپخانہ نے نسبتاً بہت اچھا کام کیا - اب فوج محفوظ بلائی
گئی اور ۲½ بجے سب فوج کو حملہ کیلئے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا - ڈھول اور نفیریوں کی آواز کا جنگل میں
بڑا غل و شور ہوتا رہا - فرانسیسیوں نے حملہ کا انتظار کیا اور وہ قدم بقدم پہاڑی کی چوٹی تک پیچھے ہٹا دیے گئے
اس کے بعد فرانسیسی بڑی گھبراہٹ میں پہاڑ کے نیچے شہر لا پورگنس کی جانب بھاگے - اور بھاگتے ہوئے
اُن پر اس قدر آگ برسائی گئی کہ سینکڑوں مارے گئے - شہر لا پورگنس پر دوبارہ فرانسیسیوں نے مقابلہ
جم کر کرنا چاہا لیکن وہ وہاں سے بھی بھگا دیے گئے اور اب فرانسیسی بڑی گھبراہٹ میں شہر بوردیں اور
راسبر و یلر کی جانب بھاگ گئے - تمام میدان جنگ میں اور جنگل میں اور جس راہ سے فرانسیسی بھاگے تھے وہاں
بھی بہت دور تک تھیلے - بندوقیں اور سامان بکھرا ہوا پڑا تھا - رات کو جرمنی فوج جنگل میں مقیم رہی
اور موضع روبیٹ لائز جلتا ہوا نظر آتا رہا - اس لڑائی میں جرمنی فوج کی تعداد ۲۳۰۰۰ اور ۳۰۰۰۰ کے درمیان
تھی جنہوں نے سات گھنٹے کی سخت لڑائی کے بعد اپنے سے دُگنی تعداد کے دشمنوں کو شکست دیکر
چھ سو فرانسیسیوں کو گرفتار کیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو منتشر کر دیا - فرنچ قیدیوں کے بیان کے مطابق
اس لڑائی میں فرانسیسی جنرل پیٹوین کے زیر کمان تھے یہ سب وسَجْز اور شہر بیرت کے عوام تھے جو لڑائی
کے لئے جمع ہو گئے تھے اور دو چار رجمنٹیں تھیں - فرنکیس ٹیرئر اس فوج میں شاذ و نادر ہی تھے - فرانسیسیوں
کے پاس آٹھ یا نو توپیں تھیں لیکن رسالہ سواران نہ تھا - یہ فرانسیسی رجمنٹیں شب گذشتہ کو نہایت جلدی جلدی
کوچ کر کے شہر بورڈو - مارسیلز اور فرانس کے جنوبی قلعوں سے آئی تھیں - فرانسیسی فوج کی تعداد آٹھ ہزار

منہدم کر ڈالیں۔ ان دیہات پر قبضہ کرکے اس نے ایک بڑی فوج دہنی جانب دریائے موزل کے قریب بھیجی اور یہ فوج وادی موزل تک پہنچی اور پرشیا کے توپخانوں نے دریا کے دو نو جانب سے گولہ باری کرکے یہاں اس فوج کو آگے بڑھنے سے روکا۔ اور جرمنی فوج کی ۱۰۱ رمی کورز لینڈ وہیر کے دو بریگیڈ نے آگے بڑھ کر اس فرانسیسی فوج کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ ۵۰۔ لینڈ وہیر رجمنٹ کے فیوزیلیر پلٹن جرمنی کی فوج کے آگو گویا تمام کے سپاہی ہی مارے گئے۔ اس رجمنٹ کی دوسری پلٹنوں اور ۹۵۔ لینڈ وہیر رجمنٹ کے بھی بہت سے آدمی کام آئے۔ آخر کار ۴ بجے کے قریب ۱۰۱ رمی کورز اور لینڈ وہیر رجمنٹ نے برابر بڑھ کر فرانسیسی فوج کو بھگا دیا۔ جرمنی اور فرانسیسی فوج کے ان گاؤں میں بندوق کی نوکوں سے بہت دور تک دست بدست لڑائی رہی۔ ۵۔ لینڈ وہیر ڈویژن کا کمانیر جنرل ون براندا شان بھی زخمی ہوا۔ جرمنی فوج کی کامل فتح ہوئی۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا کثرت سے سپاہی مارے گئے اور بہت ہی مجروح ہوئے۔ فرانسیسی فوج کا نقصان اس سے بھی زیادہ ہوا۔ فرانسیسی فوج کا تمام میدانی توپخانہ اور فوج پیدل لڑنے کے لئے نکل آئی تھی اس کے علاوہ قلعہ سینٹ جولین اور قلعہ سینٹ الائی سے بھی گولہ باری ہوتی تھی۔ جرمنی کی کل ۱۰۱ اور ۳ آرمی کورز اور لینڈ وہیر ڈویژن مصروف کارزار تھی۔ ۱۰۱ آرمی کورز کا جنرل ون ووئٹ ان سب فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ فرانسیسیوں نے اس طرح شہر وینی اور شہر چیلیس اور رچا لی اور ولا اور می پر حملہ کیا تھا جو قلعہ سینٹ جولین کے شمال مشرق کی طرف آباد ہیں مگر وہاں سے فرانسیسی فوج رات ہوتے ہی پسپا ہوئی۔

۵۔ اکتوبر کو فرانسیسی جنرل ریان نے معتین بریگیڈ سواران اور پیدل اور ۴ بیٹری توپخانہ کے شہر توڑے کی جانب کوچ کیا۔ سات بجے صبح کے وہ موضع چاسیس کے پاس پہنچا۔ سواران کے ایک اسکوڈرن نے اس گاؤں کو گھیر لیا اور رایل بورین رجمنٹ کے پانچ سپاہی گرفتار کر لئے۔ باوجودیکہ جرمنی توپخانہ سے گولہ باری ہو رہی تھی اور جس کی گولہ باری سے کئی فرانسیسی توپیں ناکارہ بھی ہو گئیں تھیں لیکن تاہم یہ فرانسیسی فوج آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور جنرل ریناری کے بریگیڈ نے دہنی جانب سے اس قصبہ کے گرد چکر لگایا۔ جرمنی فوج کے ۴ سو پانچ سو سوار تھے اور دو ہزار پیدل تھے ان کو مجبوراً پیرس کی جانب بہت جلدی جلدی واپس آنا پڑا۔ فرانسیسیوں نے توڑے کے باہر جا کر تین یا چار گھنٹے تک جرمنی فوج کا تعاقب کیا۔ بعد اس کے فرانسیسی فوج بوجہ تھک جانے کے مقیم ہو گئی۔ جنرل ریان نے دیکھ بھال کرکے دشمن کی پوری طاقت معلوم کر لی تھی اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ اس فوج کے ہمراہ پرنس البرٹ آف سیکس میننجن اور پرنس سیکس آلٹن برگ بھی ہیں۔ اس لڑائی میں جنرل ریان نے جرمنوں سے

ایک گلہ شوٹی بھی چھینا۔ جس میں ۱۷۴ گائیں اور ۲۰۵ بھیڑیں تھیں اور یہ گلہ شہر آرٹھینی کو بھیج دیا۔

فصل نہم

محاصرہ ہائے شہر پیرس، شہر سوئی سنس اور شہر بیچ۔ اور جنگ آرلینز۔

شروع اکتوبر میں جبکہ پیرس محصور ہو رہا تھا باشندگان پیرس میں بڑا جوش و استقلال تھا کہ عوام کی صدا یہ تھی کہ جنگ جاری رکھا جائے اور ہم اپنے تئیں ہرگز سپرد نہ کریں گے۔ جبکہ پیرس کا محاصرہ اول ہی اول ہوا تو شہر میں نہایت ہی بد انتظامی پھیل گئی لیکن پھر انتظام ہو گیا۔ غلہ خوراک اور سامان جنگ یعنے گولہ بارود کا تخمینہ لگایا گیا تھا کہ یہ سب سامان اس قدر موجود ہے کہ دو مہینے تک باشندگان پیرس کو کافی ہوگا۔ اور پیرس میں کم سے کم چار لاکھ پچاس ہزار مسلح آدمیوں کی فوج موجود تھی اور اسی قدر آدمی اور بھی تھے جن سے فوج بھرتی ہو سکتی ہے قلعوں کی توپیں اگر یہ ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ جرمنی فوج ہے تو قلعوں سے فوراً گولہ باری ہوتی تھی اور دریائے سین میں جو جنگی کشتی توپ دار تھی وہ کسی جرمن توپخانہ کی باڑی کو بلند میدان میوڈن پر نصب نہ ہونے دیتی تھی لیکن جس کا نام محاصرہ ہے وہ یہاں پورا پورا نہیں ہو سکا چونکہ یہاں سے بیرونی دنیا کو خطوط وغیرہ بھیجنے کے بہت سے وسائل تھے اور بعض بڑے عجیب تھے منجملہ ان کے سب سے عجیب ذریعہ آمد و رفت کا غبارے تھے جن میں مسافر و خطوط پیرس سے بیرونی دنیا کو آتے جاتے تھے۔ نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ سے بھی بیرونی دنیا سے خط و کتابت جاری تھی۔ اور پیرس کے باہر جرمنی فوجیں بڑی مستعدی سے بھاری بھاری توپیں قلعوں کے مقابلہ پر جمانے میں مشغول تھیں۔ فرانسیسی قلعجات پر کل توپیں ۲۰۰ تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

قلعہ چارنٹن پر ۷۰ توپیں تھیں اور قلعہ ون سینس پر ۱۱۱ اور نوجینٹ پر ۵۰ اور روزنی میں ۷۵ اور نوئزی لی سک میں ۷۵ - روسن ویلی میں ۷۴۵ آبر وبلیئرز میں ۶۶ سینٹ ڈینس میں ۵۲ سلابچ سینٹ ڈینی میں ۶۲ مونٹ ویلیرین میں ۸۹ ایسی میں ۷۳ وانویس میں ۷۵ مانٹروگ میں ۴۳ بسیٹری میں ۷۰ اور قلعہ آئیوری میں ۷۰ توپیں تھیں۔

۲۲ ستمبر کو شہر سوئی سنس کا محاصرہ شروع ہوا۔ پرشیا کی فوج نے شہر میں سے آکر تمام دیہات پر قبضہ کر لئے اور بلندی پر قبضہ کر لیا جس کی زد میں ریلوے اسٹیشن تھا۔ اس فوج میں تھوڑے سے رسالہ سواران اور کئی ہزار فوج پیدل تھی اور توپخانہ بہت کم تھا۔ پہلے شہر سے پرشیا کی فوج درختوں اور خندقوں کی آڑ میں ریلوے اسٹیشن کی جانب

بڑھتی ہوئی دکھائی دی۔ فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر اس فوج پرشیا کا مقابلہ کیا اور اپنے توپخانہ سے سڑک کے
اُن تمام درختوں کو گرا دیا جو دشمن پر گولہ باری سے روکتے تھے۔ یہ لڑائی ایک بجے دوپہر سے صبح کے چھ بجے تک
رہی۔ لڑائی کے شروع ہوتے ہی فرانسیسی فوج پندرہویں لائن کا کمانڈر ڈیمنس ٹانگ میں گولی لگنے سے مجروح ہوا
ابھی لڑائی جاری ہی تھی کہ جرمنی فوج کے ایک دستے نے جس میں تین سو آدمی تھے ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔
دوسرے دن ۲۵ ستمبر کو پھر لڑائی شروع ہوئی اور فرانسیسی توپخانہ کی گولہ باری سے فوج پرشیا کا بہت نقصان ہوا
اُسی تاریخ اور بہت سے دیہات پر حملہ کیا گیا اور شہر ریمس کی سڑک پر قبضہ ہو جانے سے پرشیا کی فوج پیرس
کی سڑک تک قابض ہو گئی۔ ۲۶ ستمبر کو پرشیا کی فوج نے کٹے ہوئے درختوں کی آڑ میں اور تھوڑا تھوڑا آگے بڑھنا
شروع کیا اور ان کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ایک توپخانہ کی باٹری موضع ویلونیو کے سامنے نصب کرنا
چاہتے ہیں۔ جو دریائے ایزن کے بہت خوبصورت پل کے قریب ہے اور افسوس کہ جس پل کو تین ہفتے ہوئے
بارود سے اڑا دیا تھا۔ فرانسیسی فوج نے اس جگہ سے پرشیا کی فوج کو ہٹانے کا ارادہ کر کے حملہ کرنے کا ارادہ کیا
اور جرمنی فوج جہاں مقیم تھی یہ جگہ اس قدر بلند تھی کہ قلعہ کی فصیل کے تمام فرانسیسی گولنداز نظر آتے تھے اور جرمنی
کی فوج اُن پر گولہ باری کرتی تھی۔ فوج پرشیا آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی کہ اُن کے درمیان اُڑنے والے گولوں اور
گراب کی ایک بوچھار آ کے پڑی اور پڑ کرا دی۔ ڈیڑھ گھنٹہ سے کم عرصہ میں قلعجات سینٹ جین اور سینٹ لشاوا
اور گیٹ سینٹ مارٹن سے ڈیڑھ سو گولے جرمنی کی فوج پر برسائے گئے۔ اس کے بعد قلعہ گیٹ سینٹ مارٹن سے
ایک فوج نے نکل کر اس پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج بہت بہادری سے لڑی لیکن جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی وہ بڑی
مضبوط جگہ تھی اور اُس کے گرد خندقیں کھودی ہوئی تھیں۔ اس لئے فرانسیسی فوج جرمنی فوج کو اس جگہ سے
ہٹا نہیں سکی اور اس لئے ایک گھنٹے کی لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج مجبوراً سوسنس میں پھر داخل ہو گئی۔
فرانسیسی فوج کے ۲۰ آدمی مارے گئے اور بارہ یا تیرہ زخمی ہوئے۔ شہر ریمس کے باہر جو آبادی ہے چونکہ اس میں
پرشیا کی فوج پناہ لیتی تھی اسلئے فرانسیسیوں نے اس آبادی کو بالکل جلا ڈالا۔ ۲۲ ستمبر کو یہ خفیف جنگ شروع ہوئی
تھی اور دوسری شام کو ختم ہوئی۔ شہر ریمس کے باہر دو سو گھر تھے اور وہ ایک تھوڑے سے عرصہ میں بالکل جلا ڈالے
گئے۔ اس آبادی میں کئی کارخانے تھے اور ایک لوہے کا کارخانہ۔ ایک چکی اور بہت سے نہایت عالیشان مکانات
تھے۔ افسوس جس جگہ دو گھنٹے پیشتر خوشی اور امید اور محنت اور ہنر فیاضی اور دولت تھی وہ جگہ دو تین ہی گھنٹے کے
عرصہ میں یوں تباہ ہو گئی۔

قلعہ سے گولہ باری کرکے فرانسیسی فوج نے ایک کارخانۂ قالین اور اُن تمام مکانات کو جو ریلوے اسٹیشن کے نزدیک تھے بالکل ویران کر دیا۔

۱۳۔ اکتوبر کو چار دن کی گولہ باری کے بعد گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ (افسر فوج جرمنی) نے شہر اور قلعہ سوقی سونس پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ کی تمام فوج جس کی تعداد چار ہزار تھی گرفتار ہوئی اور ۱۳۰ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

شہر بیچی کا محاصرہ وسط ماہ اگست میں کیا گیا۔ اور جرمنی فوج نے ۲۴ اگست کو قلعہ پر ۵ باڑھی توپخانہ سے گولہ باری شروع کر دی۔ جرمنی کی فوج محاصرین میں ۴ ورٹمبرگ فوج اور ۲ بویرین فوج کی دو پلٹنیں تھیں۔ ۴ ستمبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر جرمنی فوج پر حملہ کرکے پھر قلعہ میں لوٹ گئی۔ ۱۱ اگست کو اور پھر ۲۵ اگست کو قلعہ سے فوج نے نکل کر پھر خفیف جنگ کی۔ فرانسیسی فوج ہر حملہ میں پسپا ہو کر قلعہ میں لوٹ جاتی تھی اور دونوں جانب نقصان بہت کم ہوتا تھا۔ ۱۱ تاریخ سے ۲۰ تک بڑی سخت گولہ باری رہی جس کی وجہ سے کئی توپیں بھی ناکارہ ہو گئیں اور شہر کے ایک سو بیس گھر جل کے خاکستر ہو گئے اور قلعہ کا بڑا محل بھی گر پڑا۔ بیس ہزار گولے چلانے کے بعد جرمنی توپخانہ بیکار ہو گیا اور شہر سٹراسبرگ کو بھیج دیا گیا۔ ورٹمبرگ کی فوج بھی واپس بھیج دی گئی اور بویریا کی فوج نگہبانی اور دیکھ بھال کے لئے مقیم رہی۔ ۵، ۱۴ اور ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر جس میں سوار اور پیدل شامل تھے محاصرین پر حملہ کر دیا اور جرمنی کے توپخانہ کی باڑھی اور مورچے سب کو توڑ گئے۔ اس قلعہ کی شکل مثل جبرالٹر کے عمودی ہے ۲۰۰ فیٹ بلند ہے اور مورچے پر قلعہ میں چڑھی ہوئی ہیں اور قریباً ناقابل تسخیر ہے۔ اس میں دو ہزار فرانسیسی فوج مقیم تھی۔ اس شہر کے نواح میں دہقانوں کی زبان جرمنی ہے لیکن اُن کی رگوں میں فرانسیسی خون اور جوش بہت بھرا ہوا ہے۔

۲۰۔ اکتوبر کو فوج پرشیا نے مختلف اطراف سے آکر شہر جیوانس پر اس عجلت سے قبضہ کر لیا کہ جو نگہبان گرجا اعظم کے مینار پر اس غرض سے مقیم تھا کہ دشمن کے دیکھتے ہی خوف کا بگل بجا دے وہ بھی خوف کا بگل نہ بجا سکا اور نہ کام سے اپنی فوج پرشیا کا چھاپا روک سکے۔ پرشیا کی فوج نے فوراً اسکان ہوٹل ڈی ویلی پر قبضہ کرکے فرانسیسی جھنڈا جو اڑ رہا تھا نیچے گرا دیا۔ مگر شہر کے حاکم کی درخواست پر ۳۰۰ فرانسیسی سپاہیوں کے ہتھیار اس سبب سے نہیں لئے گئے تاکہ شہر میں بدانتظامی نہ ہو جائے۔ فوج پرشیا کے جنرل نے کہا کہ میں شہر جیوانش کو صدر رسد رسانی کے لئے مرکز فوج بنانا چاہتا ہوں تاکہ یہاں سے حسب ضرورت گرد و نواح میں مقیم فوج کیلئے پہنچتا رہے

اور اس شہر کے باشندگان شہر سے درخواست کی کہ وہ اپنی دکانیں کھلی رکھیں چونکہ جرمنی فوج کو حکم دیدیا گیا ہے کہ جو سامان خریدے اُسکے دام فوراً ادا کرے۔

۴۔ اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے شہر اپرن پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج کو بھگا دیا۔ فرینکس ٹیریئر اور گارڈس موبائل فوج فرانس نے اس جنگ میں بڑی بہادری دکھائی۔ جانبین کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

۹۔ اکتوبر کو فرانسیسی عارضی گورنمنٹ کے دارالخلافہ شہر ٹورس میں گریبالڈی داخل ہوا۔ گریبالڈی ایک محب الوطن اٹلی کا باشندہ تھا۔ اس نے فوج جمع کرکے ۱۸۶۰ء میں جزیرہ سسلی کو فتح کرلیا تھا اور وہاں کا اعلےٰ حاکم بھی ہوگیا تھا لیکن اسی سال اس نے استعفاء دیدیا۔ بعد اس کے وہ جزیرہ کیپریا میں چلا گیا اس کے بعد ۱۸۶۲ء میں سسلی میں پھر آیا اور روم پر حملہ کرنے کیلئے ایک فوج جمع کی۔ لیکن اسی سال شہر اسپرومنٹی میں اسکو شاہی فوج نے شکست دی جس میں گریبالڈی زخمی ہوگیا۔ ۱۸۶۷ء میں وہ پوپ کے علاقہ میں داخل ہوتا ہوا گرفتار کیا گیا اور بطور قیدی کے جزیرۂ کیپریا کو بھیجدیا گیا۔ (از مترجم) یہ اٹلی کا محب وطن کیپریا سے اس غرض سے آیا تھا کہ فرانسیسی سلطنت جمہور کو مدد دے کے جرمنی حملہ آوروں کو ملک فرانس سے نکالدے۔ گریبالڈی اس طرح بلا خبر آگیا کہ ریلوے اسٹیشن پر کوئی اس کے استقبال کو بھی نہ جاسکا۔ فرانسیسی فوج کا ایک لفٹننٹ اس وقت اسٹیشن پر موجود تھا اس نے گریبالڈی کو پہچانکر اس اطالین جنرل کا اردلی میں بطور رہنما فقط چلنا چاہا لیکن گریبالڈی نے جواب دیا کہ مجھ کو تو اردلی میں کسی کو رکھنے کی عادت نہیں ہے۔ اور اب تم اور ہم تم میدان جنگ میں ملیں گے تاکہ فرانسیسی جمہوری سلطنت کو حملہ آوروں سے بچاویں۔ گریبالڈی جنرل اسٹیبر کے ساتھ شہر کے حاکم اعلےٰ کے مکان پر گیا اور باوجودیکہ بہت تھکا ہوا تھا اور اسپرومونٹی میں جو زخم لگا تھا اس سے ابھی تک مجروح اور تکلیف میں تھا لیکن شہر کے حاکم اعلےٰ اور فرانسیسی عارضی گورنمنٹ کے ممبروں سے اس نے ملاقات کی۔ فرینکس ٹیریئر اور عوام کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ گریبالڈی یہاں آیا ہے تو وہ سب شہر کے حاکم اعلےٰ کے مکان کے باغ میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ گریبالڈی ہماری قواعد دیکھے۔ اور چلائے کہ خدا گریبالڈی کو ہمیشہ قائم رکھے۔ یہ اٹالین جنرل ایم کریمیو اور ایم گلاس بزو کے ہمراہ مکان کی کھڑکی پر آیا اور ان سب کو دیکھا لیکن چونکہ بیمار تھا اسلئے نیچے ان کے پاس نہ جاسکا لیکن ایم کریمیو اور ایم گلاس بزو نیچے آئے اور فرینکس ٹیریئر کی قواعد دیکھی اور پھر گریبالڈی کے پاس آگئے۔ فرینکس ٹیریئر کی درخواست پر ایک گھوڑا جس

منجانب آن کے گریبالڈی سے معانقہ کیا۔ گریبالڈی اور ایم کریمو نے وفنکس ٹیریئر کو کچھ کلمات بہادرانہ جوش کے قایم رہنے کے لئے کہے اور پھر وفنکس ٹیریئر یہ چلاتے ہوئے منتشر ہوگئے کہ گریبالڈی ہمیشہ سلامت رہو اور جمہوری ہمیشہ سلامت رہے اکریمو ہمیشہ سلامت رہے۔

۹۔ اکتوبر کو ایم گمبیٹا۔ فرانسیسی وزیر داخلہ نے مفصلۂ ذیل ہمت دلانے والا اعلان شایع کیا:—

"حسب الحکم گورنمنٹ جمہوریہ میں پیرس سے یہاں اس قدر مقصد سے آیا ہوں کہ پیرس کے لوگوں کی اُمیدیں ہیں ا۔ جنہوں نے فرانس سے دشمنوں کے نکال دینے کی ٹھان لی ہے۔ ان سے میں آپ سب لوگوں کو واقف کروں۔ آج سترہ دن سے پیرس کا محاصرہ ہو رہا ہے۔ اور بیس لاکھ آدمی جو وہاں آباد ہیں سب نے آپس کے رنج و عناد دور کرکے اور سلطنت جمہور کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوکر دشمن کی یہ اُمید کہ باشندگان پیرس میں آپس ہی میں خانہ جنگی ہو جاوے گی۔ مایوسی سے متبدل کر دی ہے جبکہ سلطنت جمہور قایم ہوئی اُس وقت پیرس میں کوئی توپ اور ہتھیار نہ تھا۔ اور اب اسوقت فوج نیشنل گارڈس چار لاکھ موجود ہے اور ایک لاکھ فوج اور جمع کیجا رہی ہے اور ساٹھ ہزار قواعد داں فوج جمع ہوگئی ہے۔ کارخانوں سے اب رات دن تعمیر ڈھل کے نکلتی ہیں اور عورتیں دس لاکھ کارتوس روزانہ بنالیتی ہیں نیشنل گارڈ کی ہر ایک پلٹن میں دو دو مترلیوز موجود ہیں۔ اور محاصرین پر قلعہ سے باہر نکلکر حملہ کرنے کے لئے میدانی توپیں بھی ڈھالی جارہی ہیں قلعجات میں فوج بحری بھی مقیم کر دیگئی ہے اور نہایت عمدہ توپخانہ وہاں موجود ہے۔ ابتک تو ان کی گولہ باری کی وجہ سے دشمن اپنا ذرا سا بھی مورچہ یا دمدمہ نہیں بنا سکا۔ ۱۸ ستمبر تک پیرس کے خاص قلعہ میں صرف پانسو توپیں تھیں اور اب تین ہزار آٹھ سو ہیں اور ہر ایک توپ کیلئے چار چار سو دفعہ چلائے جانیکا گولا اور بارود موجود ہے۔ جو گولے کہ دشمن پر پھینکے جاتے ہیں اور وہاں گر کے اُڑتے ہیں وہ بھی بڑی سرگرمی سے بنائے جارہے ہیں۔ ہر شخص اُس جگہ پر مقیم ہے جو لڑائی کے لئے اُسکو بتلا دی گئی ہے۔ پیرس کے قلعہ میں نیشنل گارڈس برابر مقیم رہتے ہیں اور از صبح تا شام حب الوطنی اور استقلال سے قواعد سیکھتے ہیں۔ اور ان نو بھرتی شدہ سپاہ کا ہنر روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

قلعہ پیرس کے عقب میں تیسری لائن دمدموں کی ہے جو پیرس والوں نے حفاظت جمہوری کے لئے بنائے ہیں۔ یہ تمام کارروائی نہایت سنجیدگی خاموشی اور اتفاق سے ہوئی ہے۔ یہ کوئی بیہودہ خیال

نہیں ہے کہ پیرس ناقابل التسخیر ہے۔ پرشیا والوں کے لئے اب صرف دو ذریعے پیرس پر فتح پانے کے ہیں اوّل تو پیرس میں بغاوت ہو جاوے یا قحط پڑ جاوے۔ لیکن پیرس میں نہ بغاوت ہوگی نہ قحط پڑنے لگا۔"

۱۰ اکتوبر کو ولیعہد پرشیا کی فوج نے شہر آرٹنی پر حملہ کیا جو شہر آرلینز کے قریب ہے جس فرانسیسی فوج نے یہاں مقابلہ کیا وہ جنرل ریان کے ماتحت تھی اور دو رجمنٹیں اور بہت سی پلٹنیں تھیں۔ اور جرمنی فوج زیر کمان جنرل ون ڈر ٹن تھے۔ پانچ گھنٹے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس لڑائی میں فرانسیسیوں کو شکست فاش ہوئی۔ ایک ہزار فرانسیسی فوج قید کی گئی اور ان سے تین توپیں چھینی گئیں۔ شکست یافتہ فرانسیسی فوج بڑی بے ترتیبی سے بھاگی۔

۱۱ اکتوبر کو پرشیا کی ایک اور فوج نے جس میں چھ اسکوڈرن سواروں کے تھے اور دو رجمنٹیں فوج پیدل تھیں اور توپخانہ کی ایک بیٹری بھی شہر شاٹو ڈون کے نزدیک ایک قصبہ چریزی ہے اس پر حملہ کیا۔ باشندگان نے بازاروں اور گلیوں میں دمدمے بنا کر مقابلہ کیا اور بہت عرصہ تک جرمنی فوج کو حیران رکھا۔ لیکن پرشیا کا توپخانہ بھی جگہ قایم رہا اور باشندگان پر گولہ باری کرتا رہا۔ چریزی کا ایک حصہ اور بہت چھوٹی چھوٹی بستیاں اور بہت سے بازار جلا دئے گئے اور پرشیا کی فوج جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی اس نے میدان باٹس میں جو شہر دوس تک چلا گیا ہے کئی جگہ آگ لگا دی۔

اوّل جنگ آرلینز اور اس کی فتح

یہ جنگ ۱۱ اکتوبر کو ہوئی جرمنی فوج زیر کمان پرنس آف سکسین مینگن تھی۔ اس فوج کی کل تعداد ۵۰۰۰۰ تھی۔ اور توپخانہ کی بیٹری اور بہت [illegible] اس فوج میں بہت تھیں۔ اور یہ فوج بہت قوی اعداد والی اور ہتھیار بھی فرانسیسی فوج کی تعداد ۰۰۰۰۰ تھی اور یہ زیر کمان جنرل ریان تھے لیکن اس فوج کا توپخانہ کمزور تھا۔ اور اس فوج کے خاص احکام جنرل ڈی لاموٹ رونگ صادر کرتا تھا۔ اس فوج میں کئی ڈویژن پیدلوں کے تھے اور سواران کی تین رجمنٹ تھیں اور دو کمپنی فرینکس ٹیریٹر کی تھیں اور [illegible] زیر کمان کرنل چارٹ کے تھے۔

صبح کے ۱۱ بجے فوج جرمنی کا مقدمۃ الجیش سرٹیج لا کروٹی بریکو میں تھا جو شہر آرٹنی اور چیولی کے بیچ میں واقع

اور ریلوے لائن اور سڑک اعظم کے قریب اور دیگر فوجیں شہر آرٹینی کی طرف مقیم تھیں جو شہر آرلینز کے
جنگلات کے سرے پر آباد ہے۔ فرانسیسی فوج شہر چیویلی اور سرکوٹس سے روانہ ہوئی اور فوج کی ایک لائن قائم
کرتی رہی تاکہ اگر ضرورت پسپا ہونے کی ہوئی تو اس لائن کی آڑ میں جنگل اور گاؤں میں پسپا ہو کر چلے جاویں اور
یہ لائن آرلینز کی طرف چلی گئی تھی۔ اس لائن فوج نے مواضعات ونکس۔ سرکوٹس۔ سرن اور چاٹو لیس کا تری چینی
اور لا ویلی پر قبضہ کر رکھا تھا۔ تین بجے تک جرمنی اور فرانسیسی فوج میں لڑائی ہوتی رہی لیکن پرشیا کا توپخانہ آگے
بڑھتا گیا اور وہ زمین پر قبضہ کرتا گیا اور کچھ جرمنی فوج نے سرکوٹس پر حملہ کر دیا چند گھنٹے کے بعد جرمنی فوج نے فتح
حاصل کی اور فرانسیسی فوج اپنی جگہ سے ہٹ دریائے لوائر کے بائیں جانب پسپا ہو گئی۔ بعد اس کے پرشیا کی فوج
شہر آرلینز میں داخل ہوئی۔ تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ شہر لیس آبیاس
اور آرلینز کے ریلوے اسٹیشن جل کر خاک ہو گئے۔

جانبین کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور خاصکر فرانس کے والنٹیر فوج بہت ماری گئی۔ ان والنٹیروں میں
فرانس کے شریف خاندان کے جوان آدمی بہت تھے اور وہ بڑی بے رحمی سے ذبح کئے گئے شام کے قریب
لڑائی خاص شہر آرلینز کے قریب ہوئی تھی۔ گولے باشندوں کے گھروں تک پہنچتے تھے اس وجہ سے شہر میں
بڑا خوف اور دہشت پھیل گئی تھی۔ فرانسیسی توپخانہ اور سپاہی شکست یافتہ بھاگے جا رہے تھے۔ باشندگان شہر
بہت ہی خوفزدہ تھے اور بحالت خوف دوڑتے تھے اور پکارتے تھے کہ وہ پرشیا کی فوج آ گئی وہ پرشیا کی
فوج آ گئی۔

فصل دہم

پیرس کے آگے خفیف معرکے۔ دیگر احوال جنگ۔ شہر میٹز کا محاصرہ اور اس کا فتح ہو جانا

ان لوگوں کی خاص توجہ کہ جنکو جنگ فرانس اور پرشیا میں دلچسپی تھی اب اس وقت یعنی وسط اکتوبر میں
دونوں مشہور شہر پیرس اور میٹز کی جانب لگی ہوئی تھی۔ پیرس کا محاصرہ تو چند ہفتے تک جاری رہا غالباً رہے گا چونکہ
وہاں کے باشندوں نے ابھی تک کوئی نشان اطاعت ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ برعکس اس کے اپنی جگہ پر
قائم رہ کر دشمن سے برابر لڑا چاہتے ہیں جنکی بے شمار فوج شہر کو گھیرے ہوئے ہے لیکن شہر میٹز کا حال ان
لوگوں کی زبانی جو اس کے اندرونی حالات سے واقف ہیں [illegible]

محاصرین کی اطاعت قبول کرینگے۔

۱۲ اکتوبر کو ایک بہت بڑی فرانسیسی فوج زیر کمان جنرل ڈینو - دشمن کی دیکھ بھال اور فواصل [illegible] پیرا [illegible] کے قریب اس بلند میدان میں جمع ہوئی - جہاں شہر بگینی اور چلون آباد ہیں جنرل سیبل کی ڈویژن [illegible] فوج پر حملہ کرنے کا کام سپرد ہوا تھا - اس قصبہ کے دروازہ پر اپنے تئیں جرمنی فوج کے [illegible] کے پاس پایا مگر ایک بہادرانہ لڑائی کے بعد فرنچ فوج نے جرمنی فوج سے یہ جگہ چھین لی - اور شہر بگینی پر حملہ کرنے کا کام ضلع کوالی ڈی اور ضلع [illegible] کی فوج سو بائل کو سپرد ہوا تھا اور اس فوج نے بڑی بہادری سے اپنا کام انجام دیا اور اس فوج کا کمانڈر کونٹ ڈی ڈمپیئر اس وقت مارا گیا جبکہ وہ اپنی فوج کو حملہ کرنے کیلئے بڑھا رہا تھا - لڑائی پانچ گھنٹے تک جاری رہی - اس عرصہ میں فرانسیسی فوج نے دیکھ بھال کر کے اور فواصل کر کے بالترتیب پسپا ہونا شروع کر دیا - جرمنی کی فوج ان پر آگ برساتی رہی اور قلعجات مانٹروگ - ویون ویلیں اور [illegible] سے جرمنی فوج پر گولہ باری ہوتی رہی - فوج بحری نے بہادری سے جرمنی فوج سے لڑائی جاری رکھی اور اس فوج کی آڑ میں فرانسیسی فوج پسپا ہوئی - اس لڑائی میں جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا کیونکہ صرف شہر بگینی پر جرمنی کے تین سو سپاہی مرے ہوئے پڑے تھے اور فرنچ فوج کے تیس آدمی قتل اور ۸۰ زخمی ہوئے - فرانسیسی فوج نے پرشیا کے ایک سو سے زیادہ آدمی گرفتار کئے اور سہ پہر کے وقت ان قیدیوں کو پیرس بھیج دیا - ان قیدیوں میں بعض بالکل ہی نوجوان تھے مگر بہت [illegible] ہو رہے تھے اور ان کی وردی بھی پھٹی ہوئی بہت خراب حالت میں تھی - یہ قیدی ہی [illegible] - اسی تاریخ یعنی ۱۲ اکتوبر کو ایک اور فرانسیسی فوج نے قلعہ مونٹ ویلیرین سے نکل کر فوج پرشیا پر شہر بوجیول کے قریب حملہ کیا - بوجیول دریائے سین کے بائیں کنارے شہر ویلیرین اور [illegible] جرمن کے بیچوں بیچ آباد ہے - بوجیول سے آگے بڑھ کر دریائے سین نے جہاں موڑ کھایا جرمنی فوج وہاں مقیم تھی - فرانسیسی فوج کی تعداد ۷۵ ہزار آدمیوں کی تھی اور بڑی بڑی چالیس توپیں تھیں - ان علاوہ میدانی توپیں بے شمار تھیں - لڑائی شام تک ہوتی رہی لیکن اس کے بعد فرانسیسی فوج پسپا ہو گئی اور آخر [illegible] قلعہ مونٹ ویلیرین کی توپوں کی زد میں پناہ لی - فرانسیسی توپخانہ کی آدھی بیٹری جرمنی فوج کے ہاتھ لگی - اس لڑائی میں پرشیا کی فوج نے اپنا توپخانہ بہت کم استعمال کیا - جرمنی کا نقصان فرانسیسی نقصان کی نسبت نصف تھا - جرمنی فوج کے تین سو یا چار سو آدمی مارے گئے اور ایک سو گرفتار کئے گئے - شاہ پرشیا نے اس لڑائی کو مارلی کی پہاڑی پر سے دیکھا جہاں سے ارد گرد کا ملک بہت اچھی طرح نظر آتا ہے - جرمنی فوج کی

۴۔ آرمی کور کے توپخانہ نے ۵۔ کور فوج کے ڈویژن کی مدد جو کر کے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پیرس کے
محاصرہ میں جرمنی فوج کتنی قریب قریب بڑھی ہوئی تھی۔ پرشیا کی فوج کا یہ مقولہ تھا کہ اس لڑائی میں ہماری کامل
فتح ہوئی کیونکہ فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کے توپوں کی زد سے آگے بڑھ کر ہم سے نہیں لڑی اور جبکہ فرانسیسی
پسپا ہوئے تب بھی انہوں نے اپنے قلعوں کے توپوں کی زد میں جگہ لی اور پسپا ہوتے ہوئے فرانسیسی دو تین
توپیں چھوڑ گئے جو پیرس میں ہر دوسرے شمار رہا کرتی تھیں اور یہ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔ چند دنوں کے بعد جانب
مشرق پیرس کے دریا مارنی کے پار قصبہ جون دیلی پر فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج پر اور حملہ کیا لیکن فرانسیسی فوج بہت
آسانی سے پسپا کر دی گئی۔

۱۳۔ اکتوبر کی شام کو قلعہ مونٹ ویلیرین سے چند گولے قصبہ سینٹ کلاؤڈ کی جانب پھینکے گئے جن سے اس
قصبہ کے ایک محل شاہی میں آگ لگ گئی اور جو کئی گھنٹے تک جل کر بالکل راکھ ہو گیا۔ اس محل کا تمام سامان فرش فروش وغیرہ
محاصرہ سے پہلے ہی اٹھا لیا گیا تھا۔

۱۴۔ اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے ضلع آئیر ایٹ لوائر کے صدر مقام شہر چارٹرس پر قبضہ کر لیا۔ یہ شہر ملک فرانس میں غلہ
کی سب سے بڑی منڈی تھی۔

۱۵۔ اکتوبر کو قلعہ روزنی اور روسنی ویلی سے گولہ باری کر کے جرمنی فوج کو [illegible] اور [illegible] کے میدان
میں سے بھگا دیا گیا اور اسی وقت قلعہ [illegible] سے جرمنی فوج پر گولہ باری ہوئی جو موضع پونٹ ڈی لا [illegible] کے
قریب میدان پر اس کے گرد خندقیں کھود کر قابض تھی۔ جرمنی فوج کا یہاں بہت نقصان ہوا۔ دریائے سین
کی [illegible] قاعدہ فوج نے اس گولہ باری سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر کے موضع بونڈی سے نکل کر اس
جرمنی فوج پر حملہ کر دیا۔ جو نہر اورق کے کنارے کمین میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جرمنی فوج کو واپس
ہٹا دیا۔

۲۴۔ اکتوبر کو چھ دن کی گولہ باری کے بعد قلعہ شیٹس ڈن کی فرانسیسی فوج نے جس کی تعداد دو ہزار چار سو [2400] تھی معہ [120]
توپوں کے اپنے تئیں جرمنی والوں کے سپرد کر دیا۔

۲۸۔ اکتوبر کو جنرل بوئر جو مارشل بیزین کا ایڈیکانگ تھا معہ ایک پرشیا کے [illegible] کے میٹز سے شہر ورسائیلز میں وارد ہوا
گیارہ بجے دوپہر کے قریب اس نے کونٹ بسمارک سے ملاقات کی اس [illegible] کونٹ بسمارک بادشاہ پرشیا کے
پاس گیا۔ جنرل بوئر کے اس شاہی ہیڈ کوارٹر میں آنے کی غرض خفیہ رکھی گئی [illegible] یہ عام طور سے خیال کر لیا گیا

کہ شہر مٹز کی سپردگی کے بارہ میں یہ جنرل یہاں آیا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ اس بارہ میں کوئی عہد و پیمان ابھی نہیں ہو سکا۔ اُس ناعاقبت اندیشانہ اصول جنگ کے نتیجے جس کی وجہ سے فرانسیسی فوج مٹز میں محصور ہو گئی تھی اور فرانس سے اُس کا تعلق خط و کتابت تک کا بالکل جاتا رہا تھا۔ وہ قابل اصلاح نہ تھے۔ مارشل بے زین جرمنی فوج سے لڑ کر اور اُس کو چیر کر نکل بھاگنے کے ناقابل تھا اور کسی قسم کی کمک فوج کی بھی اُس کو اُمید نہ رہی تھی اسلئے اُس کو مجبوراً فاقہ کشی کرنی پڑی۔ اور ۱۸ اگست کے بعد سے بلحاظ اصول جنگ اُس کی تقدیر کی بابت جو خیال کر لیا گیا تھا آخرکار بعد کچھ عرصہ کے وہی بات ظہور میں آئی ۲۷ اکتوبر کو یعنے اپنے محصور ہونیکے ستر دن کے بعد کل فرانسیسی فوج نے جو مٹز میں محصور تھی معہ کل تعداد فوج موبائل اور نیشنل گارڈس کے جو بے شمار تھے مجبوراً اپنے تئیں پرشیا کی فوج کے سپرد کر دیا اور فرانس کی یہ آخری باقاعدہ عظیم الشان فوج اس طرح سے اسیر جنگ ہو گئی۔ اس بارہ میں مارشل بے زین کے چال و چلن پر چاہے کسی قدر تشنیعیں کیجاویں لیکن اسمیں شک نہیں کہ جب تک ممکن ہو سکا بے زین نے فوج کو سپرد نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ باوجود اُس کے پاس خوراک وغیرہ بہت کم تھی وہ کس طرح اتنے دنوں تک قلعہ میں قایم رہا۔ اور یہ یقین کر لینا بڑی ہی افسوس کی بات ہوگی کہ یہ شیر دل جنرل مٹز کا مُلک فرانس کا غدار آدمی تھا جیسا کہ گیمبیٹا نے اُس پر الزام لگایا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ایک ہشیار جنرل تو کسی نہ کسی طرح اس قلعہ سے نکل ہی بھاگتا شاید وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے ہونگے کہ فوج محاصرین کی کیا تعداد تھی اور کیسے مضبوط دمدمے وغیرہ اُنہوں نے بنا لئے تھے اور نہ وہ اُس بربادی کا خیال کرتے ہونگے کہ جو اُس وقت غالباً واقع ہوتے اگر بے زین مٹز سے بھاگ جاتا۔ تمام بے تعصب آدمی خیال کر سکتے ہیں کہ مارشل بے زین نے اپنی بہادری کی وجہ سے ایک اس قدر بڑی جرمنی کی فوج کو اتنے دنوں تک سرحد پر ہی مقیم رکھا۔ یہ کچھ کم ہشیاری کی بات نہیں ہے۔ اصل امر یہ ہے کہ جس حالت میں بے زین کی فوج تھی یعنے اُس کے پاس خط و کتابت اور فوج کی کمک اور غلہ وغیرہ آنا بالکل مسدود ہو گیا تھا ایسی فوج کا اپنے تئیں سپرد کر دینا لازمی ہی ہوتا ہے صرف ایسی حالت میں وقت کا خیال ہوتا ہے کہ کس قدر عرصہ میں ایسا کیا گیا۔ چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ سپردگی صرف بوجہ فاقہ کشی کی گئی۔ جرمنی فوج جو مٹز کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اُس کے صبر و استقلال پر بھی آفرین ہے کہ باوجود فاقہ کے وہ بھی اپنی جگہ قایم رہی۔ جب کہ اس قدر عظیم الشان فوج سے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا جاتا ہے تو اکثر ایسی جگہ فاقہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اور اس امر سے جرمنی فوج کے افسران کی پوری لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔

میٹز کا محاصرہ اور اُس کی فتح کی بابت چند خیالات ظاہر کر کے اب سپردگی کے مفصل حوال سے ناظرین کو مطلع کیا جاتا ہے۔

۲۶۔اکتوبر کو مارشل بے زین نے پرنس فریڈرک چارلس کو یہ کہلا بھیجا کہ شرائط سپردگی کے سوچنے کے لیئے دوبارہ ایک کانفرنس پھر منعقد کیا وے۔ جرمن کی جانب سے اس کانفرنس میں جرمنی کے دونوں لشکروں کی جانب سے جو زیر کمان پرنس فریڈرک چارلس تھے۔ جنرل سٹیہل اور جنرل کونٹ وارٹسلیبن کمشنر مقرر کئے گئے۔ اور فرانسیسی فوج کی جانب سے جنرل جیراس معہ دو افسروں کے جو کمانڈر قلعہ "جو فینیر" کی جانب سے تھے کمشنر مقرر ہوئے۔ یہ کانفرنس قصبہ فرسکاٹی کے محل میں منعقد ہوئی۔ جو میٹز کے قریب ہے اور اسی تاریخ ۶ بجے سہ پہر کو یہ کانفرنس تین گھنٹے تک مجتمع رہی۔ فرانسیسی کمشنر اوّل تو بہت دیر تک رضامند نہ ہوئے لیکن آخر کار جرمنی کے اصلی اصلی شرائط مان گئے۔ اول مشکل تو اس بارہ میں ہوئی کہ مارشل بے زین نے یہ اصرار کیا تھا کہ افسروں کے ہتھیار نہ لیئے جاویں وہ ہتھیار لگائے رہیں۔ یہ اختلاف بحث آخر شاہ پرشیا کی رائے پر چھوڑ دی گئی اور ہز مجسٹی نے ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو ۲۷۔اکتوبر کو تین بجے رات کے پہنچا افسروں کے ساتھ یہ رعایت منظور کرلی۔ ۲۷ کے علی الصباح کو کانفرنس موافق اقرار کے پھر منعقد ہوئی اور رات کے آٹھ بجے تک رہی اور شرائط سپردگی پر دستخط ہو گئے جن کی رو سے شہر میٹز اور اس کے تمام قلعجات معہ توپ گولہ بارود اور کل ہتھیاروں کے جرمنی فوج کے سپرد کر دیئے گئے اور بے زین کی کل فوج انہی شرائط پر سپرد کر دی گئی جو سیڈان کی سپردگی پر شرطیں ہوئی تھیں۔ بے زین کی اس سپرد شدہ فوج میں ۶۶ جنرل اور ۳ مارشل (سپہ سالار) اور ۶۰۰۰ افسران اور ایک لاکھ ۷۳ ہزار اور تعداد سپاہیان کی تھی۔ یہ سپردگی ۲۹۔اکتوبر کے سہ پہر کو زیر عمل لائی گئی اور قلعجات سینٹ کوئنٹن۔ پلیٹ وِیلی۔ سینٹ جولین۔ کوئی لُک۔ اور سینٹ پریوٹ جرمنی فوج کو سپرد کر دیئے گئے اور شہر کا دروازہ مزل گیٹ جس طرف سے اسٹراسبرگ کو سڑک جاتی ہے یہاں سے بھی فرانسیسی فوج ہٹ گئی اور ان سب قلعجات اور دروازہ شہر پر جرمنی کی ۱۰ آرمی کور کے توپخانہ نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد فوراً پرنس فریڈرک چارلس نے ایک جرمنی فوج کے ڈویژن کو ملاحظہ کر کے اُس کو پیرس روانہ کر دیا اس کے بعد امپیریل گارڈ جو فرانس کی سب سے اعلیٰ فوج تھی وہ اپنے ہتھیار لگائے میٹز سے باہر نکلی اور پرنس کے روبرو سے گذر کر اپنے ہتھیار شہر فراسکاٹی میں جرمنی فوج کو سپرد کر دیئے (یہ امپیریل گارڈ شہنشاہ فرانس کا بطور باڈی گارڈ تھا) یہ عزت صرف فوج امپیریل گارڈ ہی کو ملی باقی تمام فرانسیسی فوج نے میٹز کے اسلحہ خانہ پر ہتھیار رکھ دیئے تھے اور پھر اس فوج کو شہر کے باہر چھاؤنی میں بھیج دیا گیا تا کہ جب تک اُن کو جرمنی کو روانہ کیا جاوے وہیں [illegible]

امپیریل گارڈ کا فوج پرشیا نے بڑا ادب اور لحاظ کیا اور کوئی لفظ اہانت کا زبان سے نہ نکالا نہ اپنی خوشی ظاہر کرنا
پر ظاہر کی۔ اس سے پہلی دوسری فرانسیسی فوج کو دیکھکر انہوں نے بڑی خوشی کے نعرے متواتر لگائے تھے۔ ۲۹ اکتوبر
سہ پہر کو جرمنی فوج نے شہر میں جاکر اس فرانسیسی فوج کو سبکدوش کیا جو ابتک شہر کے مختلف دروازوں پر واسطے حفاظت
وغیرہ پر بطور محافظ مقیم تھی جرمنی فوج پیدل کی دو رجمنٹیں اور ایک رجمنٹ سواران شہر میں داخل ہوئے۔ جرمنی کے
فوجی گورنر جنرل ون زسٹراؤ نے جو گورنر فوج کا کمانڈر تھا شہر میٹز اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مارشل بے زین نے جو یہ شہر
سپرد کردیا تھا اس پر مارشل سے باشندگان شہر بہت ہی ناراض تھے۔ مارشل جرمنی کو روانہ ہو گیا اور فرانسیسیوں
نے اس کو روک کر اس کے ساتھ بدسلوکی کا جو ارادہ کیا تھا اس سے وہ بال بال بچ گیا۔ جرمنی جاتے ہوئے اس نے
فرانسیسی فوج سے مخاطب ہو کر یہ گفتگو کی کہ جس قدر خیرخواہی اور وفاداری سے لڑنا ممکن تھا یہ سب آپ لوگوں نے
کیا۔ جرمنی فوج کو چیر کر نکل بھاگنے کا دوبارہ ارادہ کرنا بالکل فضول ہوتا اور بے فائدہ ہزاروں جانیں ضائع ہوتیں
یاد رکھو کہ آپ لوگوں پر صرف بوجہ قحط کے فتح حاصل ہوئی ہے کیونکہ ہم سب قلعہ میں فاقہ مرنے لگے اس وجہ سے
ہم نے اپنے تئیں سپرد کردیا ہے اور آپ اسی بہادری سے لڑے ہو جس طرح آپ کے پہلے فرانسیسی بہادری
لڑتے تھے اور تاریخ فرانس جنکے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ سپہ گری کے جو شہر اٹھ گئے ہیں ان کا آپ ہر طرح
سے لحاظ کریں اور فرانس کی عزت کا خیال کر کے ان کی خلاف ورزی ہرگز نہ کریں۔ اور نہ ہتھیار اور نہ سامان
کو بگاڑیں۔ فرانسیسی فوج میں اٹھائیس ہزار آدمی بیمار تھے اور شروع جنگ سے ابتک شہر میٹز میں یا اسکے
قریب ۳۵ ہزار فوج موت سے مر چکی تھی۔

پرشیا کی فوجیں جو ابتک میٹز کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں اب وہ علیحدہ علیحدہ کر دی گئیں دو آرمی کور کے
جنمیں سے ہر ایک میں تیس تیس ہزار فوج تھی پیرس کی فوج محاصرین میں شامل ہونے کو پیرس بھیجی گئیں
اور ۳ آرمی کور کو پرنس فریڈرک چارلس اپنے ہمراہ وسط فرانس کی جانب لے گیا۔ اور باقی فوج شمال
کی جانب بھیجی گئی۔

جرمنی میں بھیجنے کے لئے فرانسیسی اسیر فوج کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ستر ہزار کے قریب بذریعہ ریلوے
شہر ساربروک سے جرمنی کی جنوبی ریاستوں میں بھیجدیئے گئے اور پچاسی ہزار (۸۵۰۰۰) زیر حراست فوج پرشیا کے
شہر سارلوس لے جائے جاکر ریلوے میں براہ شہر ٹریوس ملک پرشیا اور شمالی جرمنی میں بھیجدیئے
گئے۔ مارشل بے زین ۳۱ اکتوبر کو شہر کاسل میں وارد ہوا اور قیدی شہنشاہ نپولین سے ملاقات کی

شہر کی سپردگی کی خبر سے افسران سلطنت جمہوریہ کے دل میں بڑا غصہ پیدا کر دیا اور ایم گمبیٹا نے سلطنت جمہور کی جانب سے شہر ٹورس سے ایک اعلان شائع کیا جس میں جنرل بزین کو نمک حرام اور غدار ظاہر کیا۔

۲۳ اکتوبر کو چند گھنٹے کی بہادرانہ مدافعت کے بعد شہر ڈیجون بھی فتح ہو گیا جرمنی کی دس یا بارہ ہزار فوج اس شہر کی جانب بڑھی اور اس شہر کے مضافات میں ساڑھے چار بجے تک لڑائی ہوتی رہی اور دوران جرمنی فوج نے گولہ باری شروع کر دی فرانسیسی کمانڈر فوج یہ دیکھ کر کہ مقابلہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا شہر سے مع فوج چلا گیا۔

۲۹ اکتوبر کی شام کو ایک مضبوط فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر قصبہ بورگیٹ پر جو سینٹ ڈینس کے شمال میں ہے جہاں جرمنی فوج مقیم تھی حملہ کر دیا۔ دوسرے دن پرشیا والوں نے سخت لڑائی کر کے اس جگہ کو پھر لے لیا جس میں پرشیا والوں کے ۵۰۰ آدمی قتل و مجروح ہوئے۔

اس لڑائی میں تیس فرانسیسی افسر اور بارہ سو سپاہی قید کئے گئے۔

۳۱ اکتوبر کو ایم تھیرس پیرس میں معہ ان شرائط کے واپس آیا جو کونٹ بسمارک نے دربارہ التوائے جنگ اس کو بھیجی تھیں۔ مگر فرانس کی عارضی گورنمنٹ نے یہ تجاویز منظور نہ کیں اس لئے یہ تجاویز نامنظور کر دی گئیں۔

فصل پانزدہم

پیرس میں جوش - فرانسیسیوں کا آرلینز پر دوبارہ قبضہ - دیگر حالات جنگ -

پیرس کے باشندگان میں جو لوگ صلح پسند تھے اور جن کو التوائے جنگ کی امیدیں تھیں وہ سب تبدیل ہو گئیں۔ ایم تھیرس اور کونٹ بسمارک میں جو بابت التوائے جنگ گفتگو ہوئی تھی کہ کچھ عرصہ واسطے التوائے جنگ تجویز ہو جاوے۔ اس میں بالکل ناکامیابی ہوئی۔ اور جس کا باب گزشتہ کے اختتام پر بطور اختصار ذکر کیا گیا ہے۔

ہر چہار دول معظم یعنی انگلستان، روس، آسٹریا اور اٹلی نے اب اس وقت یہ تجویز پیش کی کہ تا وقتیکہ ملک فرانس میں نیشنل اسمبلی (با قاعدہ مجلس حکومت قومی) کا انتخاب نہ ہو لے جب تک ہر دو ملک التوائے جنگ

منظور کریں نیشنل ڈیفنس (فرانس کی عارضی موجودہ گورنمنٹ) گورنمنٹ نے اس مہلت جنگ کے منظور
کرنے کے لئے یہ شرطیں ظاہر کیں کہ ایک تو پیرس میں اس عرصہ میں سامان خوراک و رسد وغیرہ کچھ جمع کر لیا
جاویگا اور دوسرے نیشنل اسمبلی کی تقرری کے لئے یہ ضروری ہے کہ کل فرانسیسی باشندگان کے ووٹ لئے
جاویں۔ پرشیا نے پیرس میں غلّہ و رسد وغیرہ کا جمع کیا جانا تو بالکل صریح طور سے منظور نہیں کیا۔ صرف صوبہ السا س
اور لورین کے فرانسیسی باشندگان کو بچند شرائط ووٹ دینے کی اجازت دی۔ گورنمنٹ نیشنل ڈیفنس فرانس نے
بالاتفاق اس مہلت جنگ کو نامنظور کر کے یہ تجویز مسترد کر دی۔ اخیر اکتوبر میں پیرس میں صرف دو واقعات
قابل تذکرہ تھے اوّل تو یہی مہلت جنگ کی نامنظوری۔ اور دوسرا یہ امر کہ فرانس کے ایک فرقہ نے جو آزاد
اور جمہوری خیالات کا تھا۔ فرانس کی عارضی گورنمنٹ کو تہ و بالا کرنا چاہا۔ گو فرانس کی خوش نصیبی سے وہ اپنے
اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا۔ مارشل بیزین کی شکست اور قلعہ مٹز کے دشمن کے قبضہ میں چلے جانے
سے فرانس کی گورنمنٹ اور باشندگان پیرس کا جوش تھوڑا ہوا و ہمت اور بہادری اور زیادہ بڑھ گئی۔ جیسا کہ
اوّل ہم بیان کر آئے ہیں۔ بیزین کی فوج کی بربادی کی خبر پیرس میں ۳۱۔ اکتوبر کو پہنچی اور اسی وقت یہ
بھی معلوم ہوا کہ پرشیا والوں نے سینٹ ڈینس کے قریب قصبہ بورگٹ پر پھر قبضہ کر لیا ہے جسکو فرنچ والنٹیرز
نے دو تین دن پہلے پرشیا والوں سے لے لیا تھا۔ پیرس کے باشندے یہ سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور یہی
فرقہ ریڈ ریپبلکن (آزاد و جمہوری) کی سازش سے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اس فرقہ کی یہ خواہش تھی کہ جنرل
ٹروچو اور ایم جولیس فاور اور باقی تمام ممبران عارضی گورنمنٹ کو موقوف کر دیا جاوے اور کمیون (کمیون اس
بغاوت کا نام ہے کہ جس میں ہر ضلع کو باختیار خود اختیار حکومت حاصل ہو اور بالکل ہر ایک ضلع اپنے کاروبار
میں کسی کا ماتحت نہو) کو مقرر کرنا چاہتے تھے گویا کہ ۱۷۹۲ء کی بغاوت کا نمونہ قایم کیا چاہتے تھے۔ اس فرقہ کو
اس بات کا یقین تھا کہ عارضی گورنمنٹ کے تمام ممبران ملک فرانس کے غدار ہیں اور پیرس کو بھی دشمنوں کو
عنقریب ہی سپرد کر دینے کو ہیں چونکہ ایم تھیرز پرشیا والوں کے ساتھ پیرس کے باہر مہلت جنگ کیلئے بات
چیت کرنے گیا ہے" اسکے بعد ان باغیوں کا ایک گروہ محلہ ہوٹل ڈی ویلی کے سامنے جمع ہوا جہاں کہ عارضی
گورنمنٹ کی مجلس کا انعقاد ہوا کرتا تھا اور باغی زبردستی کمرۂ اجلاس میں چلے گئے۔ اور جنرل ٹروچو اور ایم جولیس فاور
اور گارنیر پیجس اور جولیس فرے اور جولیس سیمن وغیرہ وزراء کو خوب ڈرایا دھمکایا اور خوب گالیاں دیں اور اس
باغی گروہ نے اپنی موجودگی سے گویا وزراء کو کئی گھنٹے تک قید رکھا۔ اور فوج نیشنل گارڈس کی ایک [illegible]

ایم گسٹوا فلورنس نے کمیشن آف پبلک سیفٹی (حکومت برائے حفاظت عامہ) کا اپنے آپ کو افسر مشتہر کیا اور بیان کیا کہ عوام نے یہ کمیشن حکومت ملک کیلئے قایم کی ہے۔ آخر کار ۳۱۔ اکتوبر کی آدھی رات کو ایم ارنسٹ پیکار ڈ نے جو عارضی گورنمنٹ کا ایک ممبر تھا اپنے ساتھیوں کی خلاصی کے لئے نمک حلال فوج نیشنل گارڈس کا ایک مضبوط دستہ بھیجا۔ اور اس فوج کے آنے سے یہ بدانتظامی اور زبردستی فرو ہوئی۔ بغیر ایک قطرۂ خون بھی یہ گروہ منتشر کر دیا گیا اور چند سرغنے جو نہایت درجہ باغی تھے دوسرے روز گرفتار کیے گئے۔

اس حماقت جنگ کے عہد و پیمان کی ناکامیابی پر شروع نومبر میں پیرس میں تین لشکر علیحدہ علیحدہ مقرر کیئے گئے۔ لشکر اوّل جس میں ۲۶۶ پلٹنیں نیشنل گارڈس کی تھیں وہ زیر کمان جنرل کلینسٹ تھا یس تھا۔ لشکر دوم جس میں دو کور زدی آرمی اور ایک ڈویژن رسالۂ سواران تھا وہ زیر کمان جنرل ڈوکرٹ تھا لشکر سوم جس میں فوج پیدل کی ۷۔ ڈویژن اور رسالہ سواران کے دو بریگیڈ تھے وہ بذات خاص جنرل ٹروچو کے زیر کمان تھا۔

نومبر کے شروع میں جنرل آرلیس پی لیڈائن معہ پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج کے شہر آرلینس اور شہر ٹورس کے بیچوں بیچ مقیم ہوا اور یہ فوج دس یا بارہ میل میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ درمیان آن دو سڑک اعظم اور ریلوے لائن کے تھی جو شمال مشرق کی جانب سے آکر شہر ٹورس میں ملتی ہیں۔ اور یہ ریلوے لائن جنوب اور مشرق تک یعنے شہر آرلینس سے ٹورس کی جانب۔ دریائے لوائر کے برابر برابر جاتی ہے اور شہر میننگ بوجنسی اور شہر بلر کے درمیان ہو کر گذرتی ہے اور اس ریلوے کی دوسری لائن جو ذرا مغرب کیجانب پڑتی ہے وہ شہر شاٹوون۔ فرٹوال اور وندوم میں سے گذرتی ہے۔ چونکہ جرمنی کی فوج نے شہرہائے شاٹوڈن اور آرلینز پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس لئے دریائے لوائر کی یہ فرانسیسی فوج نہ پیرس کے بچانے کو بڑھ سکتی تھی اور نہ جنرل ٹروچو کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی کرسکتی تھی۔ فرانسیسی گورنمنٹ جو شہر ٹورس میں مقیم تھی اس لئے اب اُس کا یہ ارادہ ہوا کہ اب یہ کارروائی کرنی چاہیئے کہ جنرل ڈی آرلیس پی لیڈائن معہ اپنی فوج کے شہر آرلینز پر جاوے اور پیرس اور آرلینز کے درمیان اپنی فوج جابجا مناسب جگہ پر مقیم کرکے بویریا کی فوج کو جو زیر کمان جنرل دن ڈرینٹن شہر آرلینز میں مقیم ہے اُس کو محصور کرلے۔ اور آرلینز کی مشرقی جانب سے جنرل پی لیئرز معہ فوج لوائر کے اُس کی مدد کو آجاوے۔ لیکن بویریا کی فوج کے کمانڈر کو فرانسیسیوں کا یہ ارادہ معلوم ہو گیا اور وہ معہ اپنی فوج کے ۹۔ نومبر کو آرلینز سے فوراً بسرعت تمام روانہ ہو گیا اور شمالی سڑک پر ہو کر بجانب پیرس پسپا ہو گیا مگر

موضع کولمیئر پر جو دریا کے کنارے واقع ہے فرانسیسی فوج نے اس فوج جرمنی کو جا لیا۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی مگر جرمنی کی فوج کو بوجہ کمی تعداد کے شکست فاش ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت فرانسیسیوں کا بیان حسب ذیل ہے:-

"دریائے لوائر کی فوج نے جو زیر کمان جنرل ڈی آریلیس پی لیڈائن تھی۔ دو دن کی لڑائی کے بعد ۱۰ نومبر کو شہر آرلینز کو فتح کر لیا ہے۔ مقتول اور مجروح ملا کر ہمارا نقصان دو ہزار سے کم ہوا ہے اور دشمن کی فوج کا بہت ہی نقصان ہوا ہم نے ایک ہزار فوج جرمنی کی گرفتار کی اور تعاقب سے اُن کی تعداد قیدیوں کی اور زیادہ بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارے ہاتھ پرشیا کی دو توپیں آئیں اور کوئی بیس گاڑیوں سے زیادہ گولہ بارود اور کارتوس کی گاڑیاں معہ اُن کے گھوڑوں کے ہم نے گرفتار کیں اور علاوہ ازیں ایک بڑی تعداد رسد اور غلہ کی گاڑیوں کے ہم نے جرمنی والوں سے چھین لی۔ ۹۔ نومبر کو موضع کولمیئر میں لڑائی ذرا زیادہ جھگڑے کی ہوئی گو موسم خراب تھا مگر ہماری فوج نہایت بہادری سے لڑی۔

۱۰۔ نومبر کو فرانسیسی کمانڈر فوج نے مفصلۂ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شائع کیا:-

افسران و سپاہیان فوج دریائے لوائر۔

"کل کی لڑائی میں ہم فتحمند ہوئے۔ دشمن جس جگہ مقیم تھا وہ ہم نے چھین لیں اور اب دشمن پسپا ہو رہا ہے۔ میں نے گورنمنٹ کو تمہاری کارروائی سے اطلاع دی۔ اور گورنمنٹ نے بذریعہ میرے تمہارا شکریہ ادا کیا ہے اور اب میں تم کو نہایت خوشی سے اس کا شکریہ پہنچاتا ہوں۔ گورنمنٹ کی اس مصیبت کے زمانے میں تمام ملک کی آنکھیں تمہاری جانب لگی ہوئی ہیں۔ فرانس کو تمہاری بہادری پر بھروسہ ہے۔ اب ہم سب کو ایسی کارروائی کرنی چاہئے جس سے فرانس کی امیدیں بر آئیں۔"

ہیڈکوارٹر۔ ۱۰۔ نومبر سنہ ۱۸۷۰ء

"دستخط جنرل کمانڈر انچیف۔ آرلیس ڈی پی لیڈائین"

لڑائی کے احوال کو مفصل پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوج کی لائن شہر ونڈوم سے شہر جنجی تک پھیلی ہوئی تھی۔ اول ہی اول شہر مارچن آر کے جنگل میں معرکہ ہوا۔ یہاں ایک جرمنی فوج نے شہر بیکون سے آکر فرانسیسی فوج پر قصبہ سینٹ لارنٹ ڈی بوئی کے قریب حملہ کر دیا۔ لیکن پسپا ہوئی۔ دوسرے روز خود فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج پر حملہ کیا۔ یہ لڑائی ۹ نومبر کی صبح کو شروع ہوئی اور رات تک ہوتی رہی۔ فرانسیسی فوج نے

کامیابی کے ساتھ قصبات بیکون اور کولمیئرز پر قبضہ کرلیا۔ جنرل جینیزی بسرعت تمام شہر جینبچی کی جانب بڑھا جہاں فوج جرمنی نے جبر اُس کے حملہ کی مدافعت کی۔ اور اسی وقت جنرل ریان ذرا بائیں جانب شہر سینٹ پریوی لاکولسب کی جانب بڑھا۔ جنرل ون ڈربٹن اس بات سے بروقت آگاہ ہوگیا اور اپنی فوج کو شہر آرلینیز خالی کرنے کا حکم دیا اور اپنی تمام فوج کو لیکر براہ شہر آرٹینی اور میتی سے پسپا ہوا۔ اس اثناء میں پرشیا کی فوج کے ایک مضبوط دستے نے شہر بوجینبی سے کوچ کرکے جنرل ریان کا شہر سینٹ پریوی پر بڑھنا روک دیا یہاں تک جنرل ریان جرمنی فوج کی کثرت دیکھکر شہر جینبچی کیطرف پھر آیا۔ جنرل پلیٹر نے بھی اپنی فوج سمیت کوچ کیا اور جنرل ون ڈربٹن کی فوج کے بہت سے سپاہی گرفتار کئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کی فوج کی بے شمار تعداد دیکھ کے جنرل ون ڈربٹن کو بغیر اس کے شہر پر حملہ ہوتے شہر چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ اور فرانسیسی فوج سرہ جوا چن آئیکی جانب پھیل گئی اس لئے بویریا کی فوج کو یہ خوف ہوا کہ فرانسیسی فوج کہیں ہم کو محصور نہ کرلے اور اس طریقہ سے پیرس سے ہماری خط وکتابت جاتی رہی۔ اسی غرض سے فرانسیسی فوج رسالہ کی کئی جمعیتیں زیر کمان جنرل پلیٹر دریا کے کنارے سے آتی تھیں۔ جنرل ون ڈربٹن نے اپنے تئیں اس قدر مضبوط نہ پایا کہ شہر پر قابض رہ کر فرانسیسی حملہ کی مدافعت کرتا اور یہی وجہ ہے وہ معہ اپنی فوج کے شمال کی جانب شہر پیرس کی طرف براہ شہر چیویلی اور شہر ٹیٹی سے پسپا ہوگیا۔ شہر ٹیٹی کے قریب اُس کی فوج کے پچھلے حصہ پر کئی بار سخت حملہ ۱۰ نومبر کو ہوا اور ان تمام حملوں میں فرانسیسی ہی کامیاب رہے۔ گو شہر ٹورس میں ایک دفعہ یہ بات بیان کی جا رہی تھی کہ فرانسیسیوں کو اس جگہ ذرا سی دیر کے لئے پسپا ہونا پڑا تھا اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل ون ڈربٹن شہر ڈری کی جانب پسپا ہوگیا شہر آرلینیز سے اس شہر تک دو دن کی راہ ہے اور جرمنی فوج کے دو ہزار پانسو سپاہی فرانسیسیوں نے گرفتار کئے اور دو توپیں فرانسیسیوں کے ہاتھ آئیں اور ان کل معرکوں میں جرمنی کی پانچ ہزار فوج ضائع ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت جو جرمنیوں کا بیان ہے وہ فرانسیسی بیان کے مطابق نہیں ہے۔ شاہ پرشیا نے ۱۱ نومبر کو کوئین آگسٹا کو جو مراسلہ لکھا وہ حسب ذیل تھا۔

"جنرل ون ڈربٹن کل کی تاریخ دشمن کی بے تعداد فوج دیکھ کر پیچھے ہٹ آیا۔ وہ لڑتا ہوا آلینیئر سے شہر ٹوری میں آگیا ہے اور یہاں اُس کی اور جنرل وٹیچ کی فوج شامل ہوگئی اور شہر چارٹرس سے پرنس البرٹ بھی معہ اپنی فوج کے ان میں آکر شریک ہوگیا۔ گرینڈ ڈیوک آف مکلنبرگ بھی معہ اپنی فوج کے جنرل ون ڈربٹن سے کوچ ملا کر اسکی فوج میں شامل ہوجاویگا۔"

ایک اور جرمنی مراسلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں سے جس قدر حملے کئے وہ ہر حملہ میں بڑے نقصان کے ساتھ پسپا کر دیئے گئے۔ اور بعد ازاں جرمنی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ ایک دستہ فوج سے جسکے ہمراہ جو پڑیا کی محفوظ فوج کے لئے سامان جنگ تھا اُس نے اپنا راستہ گم کر دیا اور اُس کے ہمراہ دو توپیں بھی تھیں اور یہ سب سامان فرانسیسیوں کے ہاتھ آیا۔ فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ جرمنی فوج کا پسپا ہونا بالکل باقاعدہ تھا۔ جنرل وان ڈریبن نے اپنے نقصان کا صرف مفصلہ ذیل بیان کیا کہ ۴۲ افسران اور ۶۶۷ سپاہیان مقتول و مجروح ہوئے جنرل جیچ اور پرنس البرکٹ اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کے آنے سے جو جنرل ون ڈریبن کی کمک کو آئے تھے جنرل ون ڈریبن کی فوج کی تعداد اب ستر ہزار ہوگئی تھی اور اسکے مقابلہ میں فرانسیسی فوج لوائر کی تعداد دعا گیا کچھ زیادہ تھی لیکن قواعد دان فوج صرف بارہ ہزار تھی۔

فرانسیسی فوج کی اس کامیابی اور فتح پر شہر ٹورس میں بڑی خوشی ہوئی اور ایم گیمبیٹا نے اس فوج لوائر کے نام پاس اعلان شایع کیا جسمیں اس فوج کی بڑی تعریف کی اور ہمت بندھائی کہ تمہاری بہادری سے آئندہ بھی امید ہے کہ تم دشمن پر فتحیاب ہوگے۔

مٹز کے قریب سرحد پر جو شہر تھیون ویلی ہے ۲۴ ۔ نومبر کو اس نے بھی اپنے تئیں جرمنیوں کے سپرد کر دیا اور دوسرے دن سپردگی کی بالکل تکمیل ہوگئی۔ اس شہر پر ۲۲ نومبر کو ۷ توپوں سے گولہ باری شروع کی گئی تھی۔ شہر میں کئی جگہ آگ لگ گئی اور دو دن تک آگ لگی رہی۔ کئی ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور کئی سو توپیں محاصرین کے ہاتھ آئیں۔ اسی دن یعنی ۲۴ - نومبر کو فرانسیسی فوج موبائل گارڈس کو جو شہر روئی اور امینز کے بیچوں بیچ مقیم تھی جرمنی فوج نے جو زیر کمان جنرل لوڈ شر تھی شکست دی۔ فوج موبائل اپنا سب سامان میدان کارزار میں چھوڑ کر شہر بری کی جانب مفرور ہوگئی۔ ایک فرانسیسی فوج کو جس میں چھ بٹلینیں اور توپخانہ تھا جرمنی کی ایک فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلی تھی اور جس میں فوج پیدل کی دو کمپنیاں اور چار اسکوڈرن رسالہ کے اور دو توپیں تھیں قریب میزیریس کے شکست دی۔ اس لڑائی میں جرمنی والوں کا نقصان بہت کم ہوا۔

۲۵-۲۶ و ۲۷ - نومبر کی راتوں کو جرمنی فوج نے شہر بلفورٹ کے قلعوں پر دو حملے کئے لیکن فرانسیسی قلعہ گیر فوج نے جرمنی فوج کو مضبوطی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔

۲۶ - نومبر کی شکو گریبالڈی کی فوج نے زیر کمان گریبالڈی - جرمنی فوج ۳ - رجمنٹ کی رائیفل بلٹن پر تین سخت حملے کئے - اس جرمنی فوج کی مدد پر ایک جرمنی فوج انگر بلٹن تھی۔ گریبالڈی کی فوج پسپا ہوئی اور بڑی بے ترتیبی

سے بھاگی اور بھاگتے ہوئے اپنے ہتھیار پھینک گئی۔ ۲۷ - نومبر کو جنرل ورڈر تین بریگیڈ فوج کے ہمراہ فوج گریبالڈی پر حملہ کرنے کو بڑھا اور شہر ہیکوس کے نزدیک شہر پلو مبیرز کا چکر کاٹ کر گریبالڈی کے پچھلے حصہ فوج پر حملہ کر دیا۔ جرمنی کے ۵۰ سپاہی مارے گئے اور فوج گریبالڈی کے تین سو یا چار سو مقتول و مجروح ہوئے۔ ۳۰ نومبر کو صبح کے نو بجے شرقی کوہ پرینیز کے فرنیکس ٹیریرا اور پرشیا کے دو دستہ فوج میں جہیں توپخانہ بھی تھا شہر جیوریلی پر لڑائی ہوئی۔ دوپہر کے دو بجے کے قریب یہ لڑائی شہر نوئٹش تک پھیل گئی جہاں کوہ دیجز کے فرنیکس ٹیریرا کی ۱۳ کمپنیوں نے جبکے ساتھ شہر بیان کی فوج گارڈ سو بائل بھی شامل ہو گئی تھی پرشیا کی فوج پر حملہ کر دیا اور فرانسیسوں کی کامل فتح ہوئی۔ پرشیا والوں کا سخت نقصان ہوا۔ پرشیا کی فوج کے مقتولین سے تمام سڑک بھری ہوئی تھی۔ اور پرشیا کے پندرہ سپاہی گرفتار ہوئے۔

فصل دوازدہم (۱)

دریائے لوائر پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ پیرس سے نکلکر فرانسیسی فوج کا دشمنوں سے بہادرانہ مقابلہ

۹ اور ۱۰ نومبر کی فتح کے بعد جس فتحکو اس کی بزدلانہ احتیاط نے غیر مفید کر دیا جنرل ڈی آرلیلیس شہر آرلینز میں لوٹ آیا شہر کے قریب جنگل تھا اور یہاں فوج کو خیمہ زن کر کے اس مقام کو اپنے لشکر کا مرکز بنانا چاہا۔ اس مقام کو اس نے سورچوں اور دمدموں سے بہت مضبوط بنالیا۔ اور گو یہ مقام بوجہ قریب ہونے دریائے لوائر کے زیادہ خطرہ سے خالی نہ تھا مگر جنگل کی آڑ میں فوج پسپا بھی ہو سکتی تھی۔ اور اس جگہ مقیم ہو کر اس نے اپنی محفوظ فوج اور دیگر کمک کو جسکے آنے کی اس کو امید دلائی گئی تھی۔ دریا کے جنوبی کناروں کی جانب بلا لیا۔ گیمبیٹا کی کوشش اور عوام کی سرگرمی سے یہ کمکی فوج ایک بے شمار تعداد میں وہاں پہنچ گئی اور اول لڑائی کے ۱۵ دن کے بعد جنرل ڈی آرلیلیس کی فوج جو اول تین کور تھیں اب چھ کور ہو گئیں اور اب اس کی فوج میں دو لاکھ ۲۰۰۰۰۰ آدمی ہو گئے اور اس فوج ۴۰۰ یا ۵۰۰ توپیں تھیں۔ یہ تین نئی کور اس کی پہلی فوج کی نسبت عمدہ کم تھیں۔ اس فوج میں چھوٹی عمر کے لڑکے بہت تھے اور افسران اور سامان اور ترتیب وغیرہ ناقص تھیں۔ جنرل مذکور نے کئی دن تک اس فوج کی درستگی اور قواعد سکھلانے میں اپنی اوقات صرف کی۔ اور پھر اس طریقہ سے اس فوج کو جا بجا مقیم کر دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو علم جنگ سے پوری وقفیت ہے۔ اس نے اپنی فوج قلب کو آرلینز اور شاٹوڈیف تک پھیلا دیا جو جنگل اور اسکے لشکر گاہ کی پناہ میں تھی اور اپنی فوج میسرہ کو اس سڑک

تک پھیلا دیا جو شہر جین سے شہر مونٹ آرجس تک جاتی ہے اور فوج میمنہ کو شہر پاچن آٹر تک پھیلا دیا۔ ان تمام انتظامات سے وہ اس قابل ہو گیا کہ یہاں سے دشمن پر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور پیرس کو جو تمام سڑکیں جاتی ہیں اُن پر اسکا اس طرح قبضہ ہو گیا کہ دشمن بغیر خوف یہاں سے نہیں گذر سکتا۔ اس اثناء میں اُسکے دشمن بھی تیاری میں مصروف تھے۔ پرنس فریڈرک چارلس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش جو شہر فانٹن بلیو سے شہر نیمورس اور پتھیویئر تک پھیلا ہوا تھا ۱۹۔ نومبر کو یا اُسکے قریب جنرل ون ڈریٹن کی فوج سے جا ملا۔ اور جنرل ون ڈریٹن کی فوج تاب اُس سڑک پھیلی ہوئی تھی جو شہر انگرویلی سے شہر ٹوری تک ہے اور گو پرنس فریڈرک چارلس کی اصلی فوج بھی ون ڈریٹن کی شریک نہیں ہوئی تھی تاہم فرانسیسی فوج لوائر کے لئے اب یہ فوج بڑی روک ہو گئی لیکن جرمنی نے اپنی فوج کو جو شکل نصف دائرہ کے ڈال رکھا تھا۔ اس فوج کے چلے آنے سے اُس نصف دائرہ کا ایک گوشہ خالی ہو گیا اور فرانسیسی جنرل ڈی آرلیس کو اب اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے تھا۔ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ جسکے خط و کتابت ون ڈریٹن کے ساتھ جاری تھی اور جس کی فوج مغرب جانب شہر ڈریکیس تک پھیلی ہوئی تھی اُس کو شہر لی مانس کی جانب روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کا تعاقب کرے جسکی حس و حرکت سے شہر وارسیلز میں خوف کیا جاتا تھا۔ گرینڈ ڈیوک نے اس فوج کا شہر سارتھی تک تعاقب کیا اور گو اب اُس کو واپس بلا لیا تھا لیکن تاہم وہ ون ڈریٹن کی فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور نومبر کے آخری ہفتہ تک وہ درمیان شہر نوجنٹ لی روٹرو اور شہر چارٹرس کے تھا۔ اس فوج کی حس حرکت بھی تیزی کے ساتھ نہیں تھیں اور فوج کو ایک گروہ فرانسیسی موسوم فری شوٹرز نے بہت ستایا اور اُس کی فوج چناؤ اور پچھلے حصہ فوج پر حملہ کرتی رہی جس سے اُس کی فوج بہت ضایع ہوئی۔

۲۹۔ نومبر کو اُن دونوں فوجوں کے کہ جسمیں سے ایک فوج پیرس کو محاصرہ سے خلاصی دلانے اور دوسری فوج محاصر میں مدد دینے آئی تھی۔ یہ حالت تھی جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔

فرانسیسیوں کو بلحاظ وقت جنگ اس جگہ سے بڑا فائدہ تھا۔ کیونکہ شہر پاچن آٹر سے شہر آرلینز ہو کے مونٹ آرجس کی سڑک تک کے پیرا بی لین اُن کے قبضہ میں تھی۔ اور یہ لین شہر نوجنٹ لی روٹرو و چارٹرس اور ٹورس سے ہوتی ہوئی شہزادہ فریڈرک چارلس کی فوج پیسرہ تک یہ لین پھیلی ہوئی تھی اور شہر مونٹ آرجس کے کچھ شرقی جانب بھی تھی۔ اور فرانسیسیوں کے قبضہ میں وہ سب بڑی بڑی سڑکیں تھیں جو پیرس کو جاتی ہیں۔ اور وہ اپنی فوج کو بہ نسبت دشمن کی نہایت جلد ایک مقام پر جمع کر سکتی تھی۔ اور بہ نسبت فوج جرمنی کے یہ فرانسیسی

فوج لگی تھی۔ چونکہ بعد اس کے کہ پرنس فریڈرک چارلس نے اپنی کچھ فوج محاصرہ پیرس میں شریک ہونے کیلئے
بھیجی اُس کے پاس پچپن ہزار یا ساٹھ ہزار فوج سے زیادہ نہ تھی۔ اور جنرل ون ڈر ٹین اور گرینڈ ڈیوک آف مکلنبرگ
کی فوج کی تعداد ۴۵۰۰۰ ہزار سے زائد نہ تھی اور گو درحقیقت فرانسیسی فوج اپنے دشمن کے مقابلہ کی تو تھی لیکن
اُس کی نصف فوج میں کل سپاہی بہت عمدہ اور بہادر تھے۔ ان انتظامات سے جنرل ڈی آرلیس کی جنگی لیاقت
اور فرانسیسیوں کی حب الوطنی اور سرگرمی معلوم ہوتی ہے اور ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو جرمنی فوجی کمانڈروں
نے دریائے لوائر کی فرانسیسی فوج کو کم تعداد سمجھا تھا یا دشمن نے جرمنی فوجوں کو اتنا دبا رکھا تھا کہ وہ اس جگہ
زیادہ فوج روانہ نہ کر سکے۔ اور گو انہوں نے فرانسیسیوں کو پھر ایسا کوئی عمدہ موقع کامیابی کا نہیں دیا جیسا کہ
فرانسیسیوں کو ۹ اور ۱۰ نومبر کو موقع ہاتھ لگا تھا لیکن ایک عمدہ کمانڈر اس تھوڑی سی فوج سے ہی بہت اچھی کارروائی
کر سکتا ہے۔ اس اثناء میں گورنر پیرس نے بھی یہ خیال کیا کہ پیرس کی خلاصی کیلئے جو تدبیریں اُس نے سوچی تھیں
اب اُن کی آزمائش عملی کا وقت آگیا ہے۔ اُس نے مدافعت اور بچاؤ کی تمام ترکیبیں مکمل کر لی تھیں اور محاصرین
کی فوج کی لائن کو بہت پیچھے ہٹا دیا تھا اور فورا اور آگے بڑھکر قصبات ویلی جوف اور ادرن پر جو مورچے اور دمدمے
بنائے تھے وہاں سے اُس کو یہ یقین تھا کہ دشمن کی فوج پر کامیابی چھیڑی جاسکتی ہے۔ اور اپنی فوج کو اُسنے
نہایت عمدہ قواعد سکھائی تھی اور اس فرانسیسی فوج کی تعداد دو لاکھ تھی اور اسکی رائے میں منجملہ ان دو لاکھ کے ڈیڑھ
لاکھ بہت عمدہ سپاہی تھے۔ اس تمام فوج کا یہ کام تھا کہ دشمن کی جمعیت کو چیرنے کی کوشش کرے اور دریائے
لوائر کی فرانسیسی فوج جو پیرس کی طرف آ رہی ہے وہ اس فوج میں آکر شریک ہوجاوے۔ ماہ نومبر کا آخری ہفتہ اس
شریک مہم کے لئے مقرر ہوا تھا لیکن اتفاق سے وقوع پر بھی بہت کام سپرد کر دیا گیا تھا اور ٹروچو نے ڈی آرلی کی
فوج کی حس و حرکت میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی اُسکو اُسی کی رائے پر چھوڑ دیا۔

دریائے لوائر کی لڑائیاں

جنرل ڈی آرلیس نے اب وہ کارروائی شروع کر دی کہ جس سے فوج لوائر کا پیرس کی جانب بڑھنا ممکن
ہوسکے۔ اُس نے براہ شہر لیڈن، میزیرس اور مونٹ آرجس کے اپنی فوج میمنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اپنی
فوج قلب اور میسرہ کو آگے نہیں بڑھایا۔ اور ۲۸ نومبر کو اپنی دو کوروں سے جنہیں غالباً ساٹھ ہزار سپاہ تھی جرمنی
فوج کے ایک کور پر جسمیں تیس ہزار فوج تھی اور جو شہر بین لا رولانڈ کے قریب اُس مقام پر پھیلی ہوئی تھی جو فائٹن بیلو

شہر سیلین کو جاتی ہے حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی نہایت خونریز تھی اور فوجیں بہت بہادری سے لڑیں اور جرمنی فوج کے دو ڈویژن
شہر میں بھی دیر سے اور آ گئے اور فرانسیسی فوج بھاری نقصان کے ساتھ پسپا ہو گئی فرانسیسی فوج کے نو عمر سپاہی جیسا
عموماً ہوتا ہے۔ خوف زدہ ہو کر سینکڑوں اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہ گئے لیکن جرمنی کی فوج بھی بہت تھک گئی اور
ایک توپ اور بہت سے قیدی فرانسیسیوں نے گرفتار کئے۔ جنرل ڈی آریلیڈس جس نے بلحاظ علم جنگ کے ایک بہت ہی بڑی
غلطی کی تھی شہر آرلینز میں اپنی لشکرگاہ پر واپس آگیا اور دو دن تک بے کار پڑا رہا۔ اور یہ توقف اسکے لئے اور بھی
مہلک ثابت ہوا۔

۲۸۔ نومبر کو فرانسیسی فوج شہر شاٹودن سے مونٹ آرجس تک پھیلی ہوئی تھی اور ان دونوں شہروں کا فاصلہ ۴۰
میل کا ہے۔ اس دن جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج میمنہ پر مونٹ آرجس میں حملہ کر دیا اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ
نہایت آسانی سے اس فرانسیسی فوج کی سب لائن کو ہم فتح کر سکتے ہیں۔ اس لئے جرمنی فوج آگے بڑھی اور اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ شہر شاٹودن سے فرانسیسی چلے گئے۔ دیگر چھوٹے چھوٹے شہر کے قصبات آرٹینی۔ نیولا باش سینٹ لوپ
اور میان رولنڈی اور جین پر ہو گئے لیکن ان میں کوئی خاص بات قابل تذکرہ نہیں ہے۔ ۲۹۔ نومبر کو ایک بڑا
معرکہ شہر ایمینز کے سامنے ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی فوج نے شمال سے آکر جرمنی کی فوج اول آرمی پر جو زیر کمان
مانٹیفل تھی حملہ کر دیا۔ شروع شروع میں تو یہ لڑائی فرانسیسیوں کے حق میں اچھی رہی جو ۴ بجے تک اپنی جگہ قایم
رہی لیکن جرمنی کے طاقتور توپخانہ اور بے انتہا فوج کی وجہ سے فرانسیسی شہر بریٹن بکس سے ہٹ گئے۔ فرانسیسی فوج
کو قصبہ بوویس پر شکست ہوئی لیکن قصبہ ڈوری میں فرانسیسی اپنی جگہ پر قایم رہے۔ اس لڑائی میں جس قدر جرمن فوج
شریک تھی اسکی تعداد تیس ہزار تھی۔

جرمنیوں کا بیان ہے کہ اول لڑائی درمیان فرانس کے شمالی فوج اور جرمن کی اوّل آرمی (فوج) کی شہر
سوریل میں واقع ہوئی۔ فرانسیسی فوج جو خوب مسلح تھی اور جرمنی فوج سے زیادہ تھی ضلع سوم کی جانب واپس بھگا
دی گئی اور یہ فوج بھاگ کر شہر ایمینز کے سامنے اپنی لشکرگاہ میں مقیم ہوئی جسکے گرد اگرد خندقیں کھدی ہوئی تھیں
اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کے کئی ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ جرمنی ہزار کی ۹۔ رجمنٹ نے ایک فرانسیسی بحری
پیدل فوج کو بالکل تباہ کر دیا۔ جرمنی فوج کا بھی کثرت سے نقصان ہوا۔ اس لڑائی میں جرمنی کی فتح ہوئی اور اس
کا ظاہر ثبوت اس بات سے ہوا کہ لڑائی ختم ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد ضلع سوم کے حاکم نے یہ اعلان
شایع کیا:-

"کہ اے باشندگان شہر سوم - آزمائش کا دن آ پہنچا ہے۔ باوجود ہماری کوششوں کو شہر آمینز کو اب دشمن عنقریب ہی فتح کرلینگے۔ کونسل جنگ کی یہ رائے ہے کہ فرانس کی فوج شمال کو پسپا ہوجانا چاہیئے اور فوج نیشنل گارڈس ہتھیار ڈال دے۔ میں فی الحال تمہارے درمیان سے جاتا ہوں لیکن امید ہے کہ جلد واپس آجاؤنگا۔ خاموشی اور صبر کے ساتھ پھر بھروسہ رکھو امید ہے کہ ملک فرانس محفوظ رہیگا۔ فرانس ہمیشہ قایم رہے سلطنت جمہور ہمیشہ قایم رہے"

پرنس فریڈرک چارلس نے اب اپنی تمام فوج ایکجا جمع کرلی اور اب اس نے دل میں یہ ٹھان لی کہ فرانسیسیوں کو ایک قطعی شکست دینی چاہیئے۔ ۲۰۔ نومبر کو وہ شہر پتھیی ویرزا اور بیان رولنڈ کے درمیان مقیم ہوا اور شہر فانٹن بلیو کو اپنی پشت کی جانب رہنے دیا اور شہر بیان پر جنرل ڈی آریلیش نے جو حملہ کیا اس کا بڑی بہادری سے جواب دیا اور ڈی آریلیش کی فوج کو بہت سخت صدمہ پہنچایا جرمنی ہمیند فوج نے زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ۔ جو شہر ڈری سے فرانکلر پیرس اور آرلینز کی سڑک پر وہاں پر مقیم تھی فرانسیسی فوج لوائر پر جو زیر کمان جنرل چینزی تھی حملہ کردیا۔ اس جنرل نے جو ۲۴۔ نومبر کو شہر چٹی سے آیا تھا اس گرینڈ ڈیوک کے مقدمۃ الجیش لشکر کو جو زیر کمان جنرل ون ڈیٹن تھا واپس ہٹا دیا لیکن دوسرے دن یہ گرینڈ ڈیوک اپنی کل فوج لیکر آگے بڑھا اور فرانسیسی فوج کو شہر لوگنی اور پوپری کی جانب بھگا دیا اور یہاں آخری جگہ فرانسیسیوں کا لشکرگاہ بھی فتح کرلیا جو شہر آرٹینی کے نہایت قریب واقع ہے جرمنی فوج کے ہاتھ گیارہ توپیں آئیں اور کئی سو فرانسیسی گرفتار ہوئے پہلی دسمبر کا واقعہ صرف یہ ہے کہ پرنس فریڈرک چارلس جو شہر بیان میں مقیم تھا وہاں سے روانہ ہوا اور فرانسیسی فوج کو جو آرلینز کے جنگل میں تھی وہاں سے ہٹا دیا اور ان کی دو توپیں گرفتار کیں۔ بعد اس کے اور بہت سے فائدے جرمنی فوج کو لوائر کی اس فرانسیسی فوج کی زک سے ہوئے اور ۲، ۳ اور ۳۔ دسمبر کو میکلنبرگ کی فوج نے اور جنرل مین اسٹائین کی فوج نے فرانسیسی فوج کو پسپا ہونے پر مجبور کرکے شہر آرلینز کا مضافات شہر سینٹ جین اور اس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا ۲۰ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ فرانسیسی گرفتار ہوئے جرمنی فوج کا نقصان بھی بہت ہوا جرمنی فوج کے جنرل رنگل کے ڈویژن کے بہت آدمی مارے گئے۔ ۴۔ دسمبر کی شام کو ایک سخت لڑائی کے بعد جس میں فرانسیسیوں کی توپیں اور فوج بہت ضایع ہوئی جرمنی فوج نے شہر آرلینز کو پھر فتح کرلیا اور فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور جرمنی فوج نے تھوڑی دور تک ان کا تعاقب کیا۔ ۳۔ دسمبر کو جرمنی فوج کی ۱۲۔ اور ۹۔ آرمی کور نے فرانسیسی فوج کو شہر چلی [illegible] ہوئے اور شہر ہیویلی کی راہ بجانب آرلینز بھگا دیا اور ۵۔ دسمبر کو جرمن کی اسی فوج نے حسب الہدایت پرنس فریڈرک چارلس شہر فابرگ سینٹ جین ڈی لا رہلی کی مضافات اور اس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا۔ اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کے ماتحت جو فوج تھی وہ اور مغربی جانب اس شہر کے نہایت قریب چلی گئی۔ بوجہ رات ہونے کے زیادہ تعاقب

نہیں کیا گیا۔ فرانسیسوں کی چالیس توپیں ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زاید فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

فرانسیسی گورنمنٹ مقیم ٹورس نے اس لڑائی کا حال جرمنیوں کے بیان سے بالکل مختلف بیان کیا۔ فرنچ گورنمنٹ نے ۶۔ دسمبر کو ان لڑائیوں کی رپورٹ شایع کی وہ اس طرح پر ہے کہ چند لڑائیوں کے بعد جو پہلی اور ۲۔ دسمبر کو ہوئی اور جس میں جرمنیوں کا بہت نقصان ہوا۔ لیکن ان لڑائیوں کی وجہ سے فرانسیسی فوج لوائر کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا ہے ۴۔ دسمبر کی رات کو جنرل آرلیبس نے ٹورس میں ایک تار بھیجا کہ اب آرلینز کو خالی کر دینا اور دریا کے بائیں کنارہ پسپا ہو جانا ضروری ہے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا ہو کہ اس کے اختیار میں اسوقت دو لاکھ فوج ہے اور پانسو سے زائد توپیں ہیں اور ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہے جسکی حفاظت پر بحری توپخانہ ہے۔ اور اس جگہ جنرل آرلیبس دشمن کے حملہ کی مدافعت کے لئے تیار ہیں۔ جنرل مذکور نے اپنے پسپا ہونے کے اوپر اس دلیل سے اصرار کیا ہے کہ جنگ گاہ میں موجود ہونیکی وجہ سے میں معاملات سے بہ نسبت دیگر غیر موجودین کے زیادہ آگاہ ہوں۔

فرانس کی گورنمنٹ نے جو کونسل مشورہ منعقد کی اس کی یہ رائے ہوئی ہے کہ آرلینز مع اس کے مورچوں اور دمدموں کی مدد سے پورے طور سے قبضہ رکھا جاوے اور یہ کہ جنرل آرلیبس پیرس سے بہت فاصلہ پر نہیں لیکن چونکہ جنرل کا یہ بیان ہے کہ پسپا ہونا ضروری ہے چونکہ پسپا ہونے سے فوج کا نقصان بہ نسبت خالی کر دینے آرلینز کے بہت کم ہوگا اسلئے اسکو پسپا ہونے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے فوج لوائر کے کمانڈر کو حکم مذکورہ بالا بذریعہ تار بھیج دیا اور ایم گمبیٹا نے اس میں یہ حکم اور زیادہ لکھا کہ مہینے سابق میں جو جو احکام دوبارہ جمع ہونے فوج کے آرلینز میں اور دشمن کی مدافعت جاری رکھنے کے لئے دیئے تھے وہ اب منسوخ کر دیئے جاتے ہیں۔ ایم گمبیٹا نے جنرل ڈی آرلیبس کو یہ اختیار دیا کہ اگر ضرورت ہو تو آرلینز کو خالی کر دیا جاوے اور شہر ٹورس میں جتنے جنرل فوج ہیں وہ تمہارے ماتحت کر دیئے گئے ہیں۔

آخر کار جنرل آرلیبس نے ٹورس میں ایک اور مراسلہ بھیجا اور اس کے ذریعہ سے گورنمنٹ فرانس کو مطلع کیا کہ میں نے اپنی تجویز جنگ تبدیل کر دی ہے اور ۱۶ اور ۱۷ کور کو بھیج دیا ہے اور ۱۸ اور ۲۰ کور کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور میں خود آرلینز میں مقیم ہو کر شہر کے بچاؤ کی تدبیر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے جنرل آرلیبس نے کامیابی کے ساتھ مدافعت کرنا ناممکن پایا اور شہر آرلینز کو خالی کر دیا اور ۵۔ دسمبر کی آدھی رات کو جرمنی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ ان لڑائیوں میں فرانسیسی فوج کا نقصان بمقتولین مجروحین اور قیدیوں میں سولہ ہزار فوج کا ہوا جرمنی والے فرانسیسی نقصان کو اور بھی زیادہ بتلاتے ہیں۔

جو کہ یہ مقامات شہر آرلینز کے شمال اور جنوب میں ہو رہے تھے پیرس کی فوج نے ایک اور کوشش دشمن کی فوج کو چیر کر
نکل جانے کی کی ۔ ۲۸-۲۹ نومبر کی رات کو قلعہ جات پیرس سے اور خاصکر اُن قلعوں نے جو جنوب کی جانب تھے بڑے
خوفناک طور سے گولہ باری شروع کر دی ۔ اور شہر سینٹ جرمین سے دریائے سین اور مارنی کے اتصال تک گولوں
اور گولیوں کی بوچھار برابر محاصرین کی لائن پر ہو رہی تھی ۔ اس گولہ باری کی آڑ میں جو خاصکر اس وجہ سے کی گئی تھی تاکہ
فوج فوراً شکر کو حملہ کر دینے کا حال معلوم ہو جبکا خیال کیا گیا تھا کہ وہ فوج بہت دور نہیں ہے قلعہ جات مانٹروگ بیسیٹری
اور آیوری سے بہت سی فوج نکل آئی اور بعد دریائے سین کی جنگی کشتیوں اور شہر ویلی جواف کے توپخانہ کی مدد اور
اپنی خاص توپوں کی مدد سے اس فرانسیسی فوج نے فوج جرمنی سے شہر ماؤ لا سے جیویلی اور چوزی لی روئی کے فتح کر
کی کوشش کی جو محاصرہ کے دائرہ کے قریب شہر آرلینز کی سڑک پر واقع تھے ۔ یہ بھی ارادہ کر لیا گیا تھا کہ مشرق اور جنوب
مشرق سے بھی فوج آکر اس مہم میں شریک ہو وے لیکن اس دن دریائے مارنی میں یکایک طغیانی ہو گئی ۔ اور
فرانسیسی فوج بغیر قطعی لڑائی کے قلعوں میں لوٹ آئی ۔ دوسری شب کو گولہ باری پھر شروع کی گئی ۔ اور ۳۰ نومبر کو علی الصبح
ایک لشکر عظیم زیر کمان جنرل ڈوکرٹ جنوب مشرقی اور مشرقی قلعوں سے اس جانب کی جرمنی فوج پر حملہ کرنے کے لئے
روانہ ہوا ۔ جنوب مشرق پر جنرل ڈینولی کا حملہ اور ایسا ہی شمال سے سینٹ ڈینس سے حملہ ہونا یہ کارروائی صرف جرمنی
فوج کو دھوکہ دینے کے لئے کی گئی تھی ورنہ یہ درحقیقت حملہ نہ تھا ۔ لیکن ڈوکرٹ نے جو حملہ کیا وہ بہت ہی سخت تھا سپاہ جرمنی
فوج کو سے کر جنگی کی مدد پر بہت سی بغیر فوج تھی ڈوکرٹ قلعہ ونسنس کے سامنے سے دریائے مارنی پر پلوں کا پل ڈال کر
دریا کو عبور کر لیا ۔ اور اپنی فوج کو شہر برونیلی میں اتار دیا جو اس قطعہ زمین پر آباد ہے جو دریائے سین اور دریائے مارنی
کے بیچ میں بطور جزیرہ نما آگئی ہے ۔ ڈوکرٹ نے اپنی تمام فوج کو چار دیہات نوئزی لا گرینڈ برائی ویلیئرز اور چمپگنی کے
سامنے لا کے ڈال دیا ۔ فرانسیسی فوج پوری ترتیب سے آگے بڑھی اور ایک مختصر مگر خونخوار لڑائی کے بعد اس نے ویلیئرز
چمپگنی اور برائی فتح کر لئے اور جرمنی فوج ان جگہوں سے بوجہ ہو جانے زائد فوج دشمن کے ہٹ گئی ۔ موضع لا گرینڈ پر
بھی فرانسیسی فوج نے حملہ کیا اور چند گھنٹہ تک فرانسیسی فوج میدان کارزار میں فائدہ میں رہی ۔ اور ان کی فوج اس قدر
زائد تھی کہ ان کی مدافعت دشوار تھی لیکن زمین سے ان کارندوں کی ایسی تھی کہ تمام فوج فرانس کو اپنی پوری گولہ
باری کرنے کا موقع نہ ملا ۔ آخر کار جرمنی فوج کو اور کمک آگئی اور بڑی خونخوار لڑائی کے بعد موضع ویلیئرز جرمنی والوں نے
پھر لے لیا ۔ لیکن دو مقامات برائی اور چمپگنی فرانسیسیوں ہی کے پاس رہے ۔ اس لڑائی کے مفصل حالات

حسب ذیل ہیں:

پیرس کے جنوب مشرق میں قلعہ ونسنس کے مقابل میں جو جنگل ہے اُس کے سامنے دریائے مارنی پر سخت لڑائی ہوئی
دریائے مارنی اپنے مقام اتصال دریائے سین سے یعنے شہر چارنٹن سے شہر نیلی تک مثل سانپ کے چکر کھاتا ہوا بہتا
ہے۔ اور ایک نشیبی ضلع کی زمین میں سے گذرتا ہے جو اُن قلعجات کی زد میں ہے کہ جو خاص پیرس کے بچاؤ کے
قلعے ہیں۔ جب کہ جرمنی فوج اوّل ہی اول حملہ کرتے ہوئے پیرس کے قریب وجوار میں پہنچی تو اس ضلع کے تمام بائیں کنارہ
پر قابض ہو گئی) دریا کے قریب اور فرانسیسی آگ کی زد میں جرمنی فوج نے صرف موضع برائی اور چیمپگنی پر تھوڑی تھوڑی
ڈال دی تھی۔ لیکن ان کے پیچھے مواضعات ویلیرز کوئیلی۔ نوئزی لی گرینڈ اور دیگر جگہوں میں اُنہوں نے اپنی فوج دمدموں
اور مورچوں اور توپخانہ سے نہایت مستحکم کر رکھی تھی۔ پیرس کے قلعجات اور جرمنی فوج کے درمیان گویا کہ ایک زمین آزاد
تھی جس پر کوئی قابض نہ تھا۔ اور اس آزاد زمین میں دریا تھا اور اس بائیں کنارہ پر دو تین میل اور زمین تھی۔ اس قطعہ
زمین پر فرنچ جنرل ڈوکرٹ نے اپنی فوج کو لا ڈالا اور ۲۹۔ نومبر کو اس پر قابض ہو گیا۔ اُس نے پیپوں کے پل کے ذریعہ
معہ اپنی تمام فوج کے دریا کو عبور کیا اُس کی فوج کی تعداد کوئی ۰۰۰۰ ۸ ہزار بتاتا تھا اور کوئی ۰۰۰۰ ۱۵ بیان کرتا تھا اور
مواضعات چیمپگنی اور برائی سے جرمنی فوج کو بھگا دیا۔ لیکن اپنے قلعوں کی زد سے باہر ہو کر اس نے جرمنی فوج پر موضع
ویلیرز پر حملہ کر دیا اور یہاں جرمنی فوج نے پورے طور سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور ڈوکرٹ کو اب اُنہیں مذکورہ صدر دو
دیہات میں لوٹ کے آنا پڑا۔ چار قلعوں کی توپوں کی زد میں ان دو دیہات پر قبضہ کر لینا صرف یہی کام تھا جو ۲۹۔ نومبر
کو اس عظیم الشان فرانسیسی فوج نے کیا۔ اور ۲۵۔ نومبر کو نہایت مبالغہ کے ساتھ اس کی بابت دنیا کے تمام حصوں میں
خبر بذریعہ تار بھیجی گئی۔ ۲۹ تاریخ کو لڑائی اس وجہ سے بند کر دیگئی تاکہ مقتولین کو دفن کر دیا جاوے۔ جرمنی والوں کا
بیان ہے کہ فرانسیسیوں کی درخواست پر ایسا کیا گیا اور فرانسیسی کہتے تھے کہ جرمنی والوں کی درخواست پر لڑائی ملتوی کیگئی
۳۰۔ نومبر کو لڑائی پھر شروع ہوئی۔ جرمنی فوج نے اپنے دشمنوں کو مواضعات برائی اور چیمپگنی سے ہٹا دینے کی کوشش
کی اور علی الصباح اُن کا یہ مقصد تھوڑا سا یا کل حاصل ہو ہی گیا تھا کہ اس عرصہ میں فرانسیسی کل فوج لڑتی ہوئی آگے بڑھی
چلی آئی اور نہایت سخت اور خونخوار لڑائی واقع ہوئی جس کے آخر میں فوج جرمنی نے فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا دیا۔ گو دریائے
مارنی کے پار تو نہیں بھگا سکے لیکن دریا کے قریب چراگاہوں اور جنگلوں میں ہٹا دیا۔ اس لڑائی کی حالت گویا ۲۹ نومبر
کی شام کو وہی تھی جو اس سے ۲۴ گھنٹے پیشتر تھی۔ فرانسیسی فوج ابھی تک دریائے مورنی کے بائیں کنارہ پر کسی جگہ بعض
تھی اور یہ سب جگہ فرانسیسی قلعجات کی زد میں تھیں اور جرمنی فوج کی لائن بالکل نہیں ٹوٹی۔ اس کے بعد جنرل ڈوکرٹ
اپنی فوجیں دریا کی دوسری جانب لے گیا اور اپنی فوج کے نام مفصلہ ذیل ایڈریس جاری کیا:۔

مقام ونسس - ۴ - دسمبر

"اے سپاہیان - دو دن کی شاندار لڑائیوں کے بعد میں نے تم کو دریا کے اس کنارے پھر ڈالا ہے کیونکہ مجھے یہ یقین ہوگیا تھا کہ دشمن نے اس جانب اپنی ساری فوج ایک جا جمع کرلی تھی اور لڑائی کی تیاریوں میں تھا اور اس جگہ ہماری کوششیں بے فائدہ ہوتیں - اگر میں وہاں پڑا رہتا تو ہزار ہا بہادروں کی جانیں بے فائدہ ضایع ہوتیں - سمجھ لو کہ لڑائی تھوڑے عرصے کے لئے موقوف ہوئی ہے - بہادری سے لڑنے کے لئے تم پھر تیار ہو جاؤ - جلدی سے اپنا سامان جنگ تیار کرلو اور رسد جمع کرلو - تم جانتے ہو کہ ہم ملک کے بچانے کے ایسے پاک کام میں مصروف ہیں کہ بوقت ضرورت ہمکو اپنی جانوں سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے "

اپنی بڑی کوششیں کرنے سے پہلے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ نے دو اعلان شایع کئے جن سے بڑا جوش پھیلا جنرل ٹروچو نے اس خون کی ذمہ داری جو عنقریب بہنے والا ہے اُن اشخاص پر ڈالی جنکی قابل نفرین خواہشیں زمانہ حال کی تہذیب اور انصاف کو پامال کئے جاتی ہیں - جنرل ڈوکرٹ نے اپنے اعلان میں یہ شایع کیا کہ میں تمام قوم کے آگے قسم کھاتا ہوں کہ اب کے پیرس میں یا تو فتحمند داخل ہوں گا یا مردہ ہوکر داخل ہونگا - شہر ٹورس میں اس خبر نے کہ پیرس سے فوج نکلکر دشمن سے لڑے سخت جوش پھیلا دیا - اس بارے میں گورنمنٹ کو بڑے مبالغہ آمیز حالات پہنچے اور نہایت پرجوش طریقہ سے اُن کو بیان کیا گیا - ۲ - نومبر کے حکم میں جنرل آرلیئیس ڈی لیڈائن نے فوج کو یہ لکھا " کہ پیرس کی فوج نے پرشیا کی فوج کی لائن کو توڑ ڈالا ہے - جنرل ڈوکروٹ معہ اپنی فوج کے ہماری جانب آرہے ہیں اب ہم کو بھی اُن سے ملنے کے لئے اُسی ہمدردی سے کوچ کرنا چاہئے کہ جسکی نظیر فوج پیرس نے ایک نظیر قایم کردی ہے " فرانسیسیوں کے اور بیانات اس قسم کے تھے کہ " پرشیا کی فوج دریائے سین کے بائیں کنارے کیجانب پسپا ہوگئی ہے " اور ڈوکرٹ ایک لاکھ سے زاید فوج کیساتھ فوج اداسس کے شریک ہونیکو آرہا ہے "

پیرس سے ایک غبارہ چلا اور ۳۰ - نومبر کو قصبہ بیلین ضلع سو رہین میں آترا اور ٹورس میں اُس کے ذریعہ سے یہ خبریں تحریری آئیں - دوبارہ پیرس سے فوج کا نکلکر دشمن پر حملہ کرنے کے حال میں یہ تحریر کیا تھا کہ جنرل ٹروچو جس نے فوج کی تعریف اپنی رپورٹ میں کی ہے اُس رپورٹ میں اپنی خدمات کا بیان کرنا بھول گیا تھا - یعنے جب پیدل فوج لڑتے لڑتے پیچھے رہ جاتی تو وہ اُن کو ہمت دلا کر آگے بڑھاتا تھا - اس لڑائی میں پیرس کی چاروں جانب کے قلعوں سے گولہ باری ہوتی رہی - جنرل رینالٹ جسکی زیر کمان فوج ۲ - کور تھی زخمی ہوا اور جنرل لیچارڈ بھی زخمی ہوا - جنرل ٹروچو نے کہا کہ تمام ملک کو جنرل ڈوکرٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے - جرمنی والوں کا بیان ہے کہ بیشک فرانسیسی فوج کا

بہت مضبوط تھا اور اُس سے برابر گولہ باری ہوتی رہی لیکن اُس سے جرمنی فوج کا بالکل بھی نقصان نہیں ہوا۔ شہر لوٹس میں عوام کا ایک جم غفیر حاکم شہر کے مکان پر جمع ہوا اور ایم گیمبیٹا کو پکارا۔ اس وزیر نے چھت کے اوپر سے اپنے تئیں عوام کو دکھایا اور عوام کو ایک ایڈریس دیا لیکن بوجہ جوش کے اکثر اُس کی آواز نہیں نکلتی تھی اور وہ ٹھہر کر آواز درست کرتا جاتا تھا۔ اس نے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ کی ہمت بہادری استقلال اور تمام فوج کی بہادری کی تعریف کی۔ اُس نے بیان کیا کہ تمام بچاؤ کے ذریعوں سے کام لیا گیا تھا اور پیرس سے جب فوج نے نکل کر دشمن پر حملہ کیا تھا اُس کی مدد پر قلعجات پیرس، جنگی کشتیاں اور چکڑ، ریلوے آہن پوش گاڑیاں تھیں۔ تمام فوج اور فوج موبائل اور فوج نیشنل گارڈس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ ایم گیمبیٹا نے آخر ایڈریس میں یہ کہا کہ مجھے امید ہے کہ اب ہماری فوج فتحیاب ہو گی۔ فتح ہمارے ہتھیاروں سے پھر ملاقات کرے گی۔ اور فرانس کے لوگوں کی بہادری گو کچھ عرصہ سے روپوش ہے لیکن اب وہ جلد فتح کی صورت حاصل کر کے جلوہ افروز ہونے والی ہے۔ پرشیا کی فوج ہماری فوج کی نئی ہمت اور بہادری دیکھ کر اب ہر جانب بے دل ہو گئی ہے اور اب وہ پسپا ہونے والی ہے۔ پرشیا کی فوج کو شہر اٹری بگینی پر شکست دی گئی ہے اور پیرس کی فوج کی فتح کی خبر سن کر فوج جرمنی نے شہر اسینز کو خالی کر دیا ہے۔ ہماری فوج لوائر پیرس کی فوج میں شریک ہونے کے لئے استقلال سے کوچ کر رہی ہے۔ اب نتیجہ پر کون شبہ کر سکتا ہے؟ اب ہم ایک مطلق العنان بادشاہ ہیں جو اپنے لالچ اور خواہش نفسانی کے لئے لڑتا ہے اور ایک قوم میں جو انصاف اور حق اور اپنی عزت کے لئے لڑتی ہے تمیز و فرق کر سکتی ہیں۔ یہ فتح صرف سلطنتِ جمہوری کی ہوئی ہے چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نے تمام سامان مکمل کر لیا ہے۔ فرانس کو سب نے یکہ و تنہا چھوڑ دیا تھا لیکن فرانس نے اپنے تئیں مضبوط اور طاقتور بنا لیا ہے یہی کام ہے جو ایک آزاد قوم کر سکتی ہے۔"

ایم گیمبیٹا کو اپنے ایڈریس میں اس آواز سے اکثر توقف کرنا پڑتا تھا جو سب لوگ یکساں پکارتے تھے کہ پیرس ہمیشہ قائم رہے! جمہوری سلطنت ہمیشہ قائم رہے۔

فصل دوازدہم (ب)

دریائے لوائر پر چند دنوں تک لڑائی رہنا۔ شہر بوجنسی کی فتح۔ پیرس سے دوبارہ فوج کا نکل کر دشمن پر حملہ کرنا۔ جنگ نُنٹ نولیس

فرانسیسی فوج نے پیرس کے محاصرہ توڑنے کی جتنی کوششیں کیں وہ سب بالکل فضول گئیں۔ اور جنرل ٹروچو کو

الزام دینے کی خواہش کئے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس بات کے حصول کے لئے اس سے بہتر موقع اُس کو کبھی
نہیں ملا۔ اور یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اگر ذرا ہشیاری اور بہادری اور ہمّت کی جاتی تو فرانسیسوں کا یہ مقصد
بر آتا۔ اس محصور شہر کے باہر وہ بربادی بخش واقعات جو فرانسیسی فوج لوائر کے سر پر منڈلا رہی تھی اب جمع ہونی
شروع ہو گئی۔ لیکن تاہم فرانس کے مطلع تاریک پر ایک روشن دھبہ نظر آتا تھا جبکہ فوج جرمنی نے آرلینز پر دوبارہ
قبضہ کر لیا تو فرانسیسی فوج لوائر علیحدہ علیحدہ ہو گئی۔ فوج میمنہ اور قلب تو دریا کے پار بھاگ گئی اور فوج میسرہ دریا کے
شمال کے کنارہ کیطرف شہر وجنسی میں مقیم ہو گئی۔ پرنس فریڈرک چارلس پچاس ہزار سپاہ کے ہمراہ فوج میمنہ کے
تعاقب میں گیا۔ جو بغیر زائد نقصان ہونے کے شہر بورجس کی جانب چلی گئی اور یہاں یکایک ایک ایسا واقعہ پیش آیا
کہ جسکی وجہ سے پرنس مذکور شہر ویرزن سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اسی اثنا میں ون ڈر ٹین اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ
چالیس ہزار فوج کے ساتھ فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے لیکن فرانسیسی فوج نے اُن کے حملہ کی مدافعت
اس طور سے کی کہ جسکی وجہ سے اس جنگ میں پیچ در پیچ دلچسپ واقعات نمودار ہوتے گئے۔ فرانسیسی فوج میسرہ
میں دو کور تھیں جنکی تعداد پچاس ہزار سپاہ کی تھی اور مصیبتوں کے پڑنے کی وجہ سے یہ فوج بے دل سی ہو گئی لیکن
یہ فوج ایک ایسے جنرل کے زیر کمان تھی کہ جسنے اپنی تعجب انگیز غیر معمولی جنگی لیاقتوں کا پورا پورا ثبوت دیا۔ شہر بوجنسی اور
شہر مارچن آر کے درمیان آرلینز کے جنگلوں میں ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہو کے جنرل جینزی نے ایک خونخوار لڑائیوں
کا سلسلہ شروع کر کے فاتح فوج جرمنی نے جسقدر حملے کئے سب کو رد کر کے فوج جرمنی کو پسپا کیا اور ایک دفعہ سے زیادہ
فوج جرمنی پر خود حملہ کیا۔ بعد ازاں پرنس فریڈرک چارلس نے کمک کے لئے ایک اور فوج بھیجی اور اس وجہ سے
جینزی پیچھے ہٹ آیا لیکن اس کا یہ پسپا ہونا نہایت باقاعدہ اور مستقلال کے ساتھ تھا۔ شہر لی مانس کی مضبوط
جگہ سے اس فوج کو بہت فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اور اگر جینزی اسجگہ پہنچ جاتا تو وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کے شریک ہو جاتا
اور پھر اُس کو بہت کمک پہنچ جاتی۔ اس لئے اُس نے لی مانس کی جانب کوچ کرنا شروع کر دیا اور کئی جگہ
اور خاصکر دریائے لوائر کے مضبوط دمدموں اور مورچوں کو اس نے فوج سے خوب مستحکم کیا اور
بعض اوقات اپنے تعاقب کنندگان پر اوسٹ کے حملہ کر کے اُن کو بہت نقصان پہنچاتا تھا۔
اور آخر کار ۱۹ دسمبر کو اس نے شہر لی مانس لے ہی لیا اور اپنی فوج کو نقصان سے بچائے رکھا
اور اپنی کمک سے جا ملا۔

دریائے لوائر پر چند دن تک لڑائی رہنا

پہلی دسمبر سے ۵۔ دسمبر تک فرانسیسی فوج لوائر سے ایک بڑا خونریز سلسلۂ جنگ جاری رہا اور یہ لڑائیاں پیرس اور آرلینز کی سڑک پر شہر آرجرس سے شہر آرٹینی تک ہوتی ہوئی شہر چاوڑس تک جاری رہیں۔ جو آرلینز سے شمال کی جانب کئی میل پر ہے۔ جرمنی فوج میمنہ زیر کمان گرینڈ ڈیوک میکلنبرگ تھی اور جبکہ جرمنی فوج قلب اور میسرہ فرانسیسی فوج کو ان کے مورچوں اور دمدموں سے دریائے لوائر کی جانب واپس بھگا رہی تھی جرمنی کی فوج میمنہ مغربی جانب کوچ کر رہی تھی اور اس سے یہ خوف تھا کہ کہیں جنرل بلیٹرز اور جنرل آریلیئس کو شہر ٹورس سے علیحدہ نہ کر دے۔

یکم دسمبر کو سہ پہر دو افواج معاندین بمفصلۂ ذیل جگہوں پر مقیم تھیں:۔

شہر آرجرس کی داہنی جانب بوئیڑ کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ ۱۷۔ ڈویژن فوج قلب اور پچھلی فوج مقرر کی گئی تھی اور ۲۲۔ ڈویژن شہر آرلینز کی سڑک پر بڑھ کر آدھی رات کو درمیان شہر جین ویلی اور آرٹینی کے مقیم تھی اور میسرہ پر جو تھی ڈویژن سواران تھی۔ پرنس فریڈرک چارلس کا ہیڈکوارٹر شہر پتھیوی ویئرز میں تھا اور تیسری آرمی کور شہر بیونے چرلیس گیٹر نیڈ سے شہر چیلین تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور فرانسیسی فوج جو زیر کمان جنرل چینزی تھی وہ شہر آرٹینی میں دمدمے اور مورچے بنا کے خوب مستحکم جگہ مقیم تھی اور اس فوج کی جناح۔ بوئیڑ کی فوج کے سامنے سوا مضافات پوپری سٹیلینین اور چیالن ویلی تک پھیلی ہوئی تھی۔ جرمنی کی ۳۔ کور کے مقابلہ میں فرانسیسی فوج پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ درحقیقت اگر وہاں کوئی فوج ہوتی تو وہ غیر محفوظ ہوتی چونکہ اس کے پیچھے بیس میل تک گھر جنگل تھا اور یہ جنگل دریائے لوائر کے شمال میں اور شہر آرلینز اور شاٹو نیف کے بیچ میں واقع تھا۔

پہلی دسمبر کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب لڑائی شروع ہوئی لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے جس میں ۵۶ پلٹنیں تھیں فوج بوئیڑیا کے مقابلہ پر بڑھنا شروع کر دیا جس میں بوریا کی ۳۔ بریگیڈ فوج تھی اور فرانسیسی فوج نے بوئیڑیا کی فوج کو آرجرس پر واپس بھگا دیا۔ اور ان کی دو توپیں فرانسیسی فوج کے ہاتھ لگیں۔۔

۲۔ دسمبر کو علی الصباح لڑائی پھر شروع ہوئی۔ آرلینز کے شمال اور شمال مغرب میں جو قطعہ ملک ہے وہ ۲۰ میل تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک وسیع میدان چلا گیا۔ اس میدان میں بے شمار دیہات ہیں۔ دہاقین کے مکانات

مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور ان پر چھپر پڑے ہوتے ہیں ۔ آج فرانسیسی فوج نے بویریا کی فوج پر حملہ کیا جسکو چار دفعہ شکست دیکر پیچھے ہٹایا ۔ اور یہ بویریا کی فوج اب زیادہ تاب مقابلہ نہ لا سکی ۔ اسلئے یہ ہٹ گئی اور اس کی جگہ ۱۷۔ ڈویژن کی ۷۶ رجمنٹ آزاد شہروں کی لائی گئی (جرمنی میں تین شہر اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد ہیں ان کا نام ہمبرگ بریمن اور لیوبک ہے اور یہ شمالی جرمنی میں واقع ہیں ۔ از مترجم) اور فرانسیسی فوج نے اس رجمنٹ سے دوپہر کو قریب ۱۱ بجے کی لڑائی شروع کردی ۔ یہ لڑائی مشرقی جانب بڑھتی جاتی تھی اور دو بجے کے قریب شہر آرٹینی سے بویریا کی فوج کی لائن تک ایک مسلسل بوچھاڑ گولے اور گولیوں کی ہو رہی تھی ۔ فرانسیسی اپنی جگہ پر نہایت بہادری سے قایم رہے ۔ جرمنی کی فوج نے جو بہت درماندہ ہوئی تھی اور لمبے لمبے کوچوں سے تھک گئی تھی اس نے بہت ہی سخت کوشش کی تاکہ فرانسیسی فوج کو پسپا کردے جو جرمنی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی اور توپوں اور مٹرلیوز سے مسلح و مستحکم تھی ۔ علاوہ ازیں تمام ۱۷۔ ڈویژن فوج بڑے معرکہ میں بالکل نئی آئی تھی ۔ میدان کارزار کی لائن میں تمام مکانات دیہات کے اڑنے والے گولوں کی وجہ سے جل رہے تھے اور جب رات ہوئی تو ایک طرف تو چاند چمک رہا تھا اور دوسری جانب مکانات اور دیہات کے جلنے سے زمین سے آسمان تک روشنی ہو رہی تھی اس میدان کارزار کی زمین حملۂ سواران کے لئے بہت مناسب تھی اور شہر آرٹینی کے مقابل میدان کارزار میں ۴۔ ڈویژن رسالہ بہت اچھی طرح لڑ رہا تھا ۔ مگر فرانسیسی فوج نے اپنی مٹرلیوز توپوں سے آگ برسا کر اس ڈویژن کی ایک رجمنٹ کو بالکل نیست و نابود کردیا ۔ اور سینکڑوں گھوڑے بلا سوار جنکے سوار قتل ہوگئے تھے اور بعض گھوڑے زخمی بھی ہوگئے تھے ۔ چاروں جانب سے بڑے خوف سے ہنہناتے ہوئے بھاگ رہے تھے ۔ آج کی لڑائی بھی مثل ان تین خونریز لڑائیوں کے تھی جو ماہ اگست میں شہر مٹز کے آگے ہوئی تھیں اور مثل ان لڑائیوں کے اس لڑائی سے بھی ظاہر کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔

میدان کارزار میں ہر جانب مقتولوں اور مجروحوں کی بے شمار تعداد پڑی ہوئی تھی اور کسی جانب یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ کونسا فریق فائدہ میں رہا ہے جو نقصانات ہوئے تھے اُن کا تخمینہ صحیح طور سے نہیں ہو سکتا تھا ۔ لفٹنٹ جنرل ون ایفن کمانڈر اول ڈویژن فوج بویریا اور ۷۶ رجمنٹ کا کرنل نیپلیس اور ۷۵ ۔ رجمنٹ کا میجر ون برچ فیلڈ ۔ یہ تینوں نہایت سخت مجروح ہوئے ۔ جرمنی فوج نے ۱۸۰۰ اٹھارہ سو قیدی گرفتار کئے جن میں ایک جنرل بھی تھا ۔ رات کو بڈھے آدمی اور عورتیں اور بچے اپنے جلتے ہوئے مکانوں سے نکلکر اِدھر اُدھر چھپ رہے تھے اور افسوس اُن کی کوئی پناہ کی جگہ نہیں رہی تھی ۔ فوجوں نے بھی تمام رات کھلے میدان

میں گذاری۔

۳۔دسمبر کو گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی فوج سے اور فرانسیسی باقیماندہ فوج لوایر سے جسمیں شہر ٹورس سے اور کمکی فوج آکر شریک ہوگئی تھی۔ شہر بوجنسی کے پاس ایک جم کر لڑائی ہوئی اور اس میں افواج جرمنی کو کامیابی ہوئی اور شہر بوجنسی کی فتح ہوجانے کا فرانسیسیوں کو اندیشہ ہوگیا جرمنی کی فوج نے پندرہ سو قیدی گرفتار کئے اور چھ توپیں اُنکے ہاتھ لگیں۔ ۲۰۔دسمبر کی لڑائی کے بعد ۱۷۔اور ۲۲۔ڈویژن فوج جرمنی نے معہ اوّل کور فوج بویریا کی بوجنسی کیجانب کوچ کردیا۔ فرانسیسی فوج شہر مارچن آر کے جنگل اور بوجنسی کے درمیان مقیم تھی۔ علاوہ اُس فوج کے جو اول دن کی لڑائی میں شریک تھی۔ فرانسیسی فوج لوایر کی دو کور جو شہر آرلینز سے بھگا دی گئی تھیں اُنہوں نے بھی اس جرمنی فوج کا کوچ روکنا چاہا۔ مگر جرمنی فوج مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھی گئی اور دیہات کراونٹ۔ ہیو۔ سونٹ سیاس پر قبضہ کرلیا اور آخرکار شہر بوجنسی بھی لے لیا۔ چھ توپیں اور ایک ہزار سے زائد قیدی فوج جرمنی نے گرفتار کئے۔ ۲۔ ۳۔دسمبر کو موضعات رونو بلیٹ۔ ویلرسا اور سرلی بھی فرانسیسی فوج سے چھین لئے۔ اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ شہر وینڈون کی ریلوے پر بھی جرمنی فوج نے قبضہ کرلیا۔ ۴۔دسمبر کو گرینڈ ڈیوک کی تمام فوج نے فرانسیسیوں پر پھر حملہ کردیا اور اور اُن کی تمام مضبوط جگہوں پر قبضہ کرکے فرانسیسی فوج کو مارچن آر کے جنگل میں بھگا دیا اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

اس لڑائی کی بابت بھی فرانسیسی بیان جرمنی بیان سے قدر مختلف ہے۔ جنرل چینزی کا بیان ہے کہ اگرچہ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی تمام فوج نے حملہ کردیا تھا مگر فرانسیسی فوج ان تمام معرکوں میں اپنی جگہ پر قایم رہی۔ ۵۔دسمبر کو ۹۔جرمن کور کے ایک دستہ نے جو شہر بلوئس کی جانب بڑھ رہا تھا ایک فرانسیسی ڈویژن فوج کو جو اُن کے مقابلہ کے لئے آئی تھی بلوئس کے قریب موضع مونٹ الوالڈ پر شکست دیکر اس کو پسپا کردیا۔ اُس کور نے اور دیگر دستوں نے دیگر فرانسیسی فوج کو شہر چیمبورڈ کی جانب بھگا دیا اور آخرکار دریائے لوایر کے کنارہ بلوئس کے مضافات پر قبضہ کرلیا۔ ریاست ہیسی کی پلٹنوں نے ۵۔توپیں فرانسیسی فوج سے چھین لیں۔ ۸۔دسمبر کو ۳۔آرمی کور نے ایک فرانسیسی فوج کا تعاقب کرکے اس کو بوایر کے آگے موضع نیووائی تک پیچھے ہٹا دیا۔ جو فرانسیسی فوج گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی فوج کا مقابلہ کرنے کو بڑھی ہوئی تھی وہ پسپا ہوگئی اور بہت دور تک اُن کا تعاقب کیا گیا۔

شروع دسمبر میں شاہ پرشیا نے جرمنی فوج کے نام مفصلۂ ذیل اعلان شایع کیا۔

"اے جرمنی متحدہ کے لشکر کی سپاہ۔"

"ہم اب اسوقت جنگ کے قطعی نتیجے پر پہنچنے والے ہیں جب کہ میں نے تم کو گذشتہ ایڈریس دیا تھا اسوقت دشمن کی آخری فوج جو شروع جنگ پر ہمارے مقابلہ میں تھی وہ بوجہ سپردگی میٹز کے گویا بالکل برباد کر دی گئی تھی مگر دشمن نے اب غیر معمولی کوششوں سے ہمارے مقابلہ کے لئے نئی فوج تیار کر لی ہے۔ اور باشندگان فرانس کے ایک بہت بڑے حصہ نے اپنے آرام کا پیشہ چھوڑ کر اور جنکو پیشہ سے ہم نے نہیں روکا تھا ہتھیار سنبھال لئے ہیں۔ اگرچہ دشمن بعض اوقات فوج جرمنی کی تعداد سے زیادہ تھا لیکن ہم نے اُن کو شکست دی ہے اسلئے کہ بہادری اور قواعد دانی اور امر راست کا بھروسہ کرنے کی قوت شماری تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔ دشمن کے پیرس کے محاصرہ توڑ دینے کے تمام ارادے پسپا کر دیئے گئے اور اکثر خونریزی کے ساتھ بھی دشمن کو پسپا کیا گیا جیسا کہ چیمپگنی اور لابورگٹ کی لڑائی کے موقع پر ہوا ہے۔ لیکن یہ سب امور بوجہ تم لوگوں کی بہادری کے ہوئے ہیں دشمن کی تمام فوجیں جو ہر چہار جانب سے پیرس کی خلاصی کے لئے آ رہی تھیں۔ اُنکو شکستیں دی گئی ہیں۔ ہماری فوجیں جنہیں سے بعض چند ہفتے ہوئے کہ میٹز اور اسٹراسبرگ کے آگے مقیم تھیں۔ اب شہر روئن آرلینز اور ڈیجون تک پہنچ گئی ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے معرکوں میں دو لڑائیاں بڑی مفید ہوئیں۔ ایک تو شہر امینز کی لڑائی اور دوسری وہ لڑائی جو چند دنوں تک شہر آرلینز میں ہوئی۔ ان لڑائیوں کی فتح سے ہماری سابقہ فہرست فتوحات میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ ہم نے دشمن کے کئی قلعجات فتح کر لئے ہیں اور بہت سامان جنگ ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ اسلئے ہم کو بہت بڑی خوشی ہے اور ہم اپنی خوشی کا تم سے اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہم تم سب لوگوں کا سپاہی سے لیکر جنرل تک کا شکریہ ادا کرتے ہیں اگر دشمن اب بھی جنگ کو جاری رکھے تو ہمیں یقین ہے کہ تم اپنی اُسی قسم کی قوت اور ہمت اُسکو دکھاؤ گے جس کی وجہ سے تم کو اب تک فتح حاصل ہوتی رہی۔ تاوقتیکہ دشمن ایک باعزت صلح نہ کرے۔ کیونکہ اس جنگ میں ہمارا بہت خون اور فوج ضایع ہوئی ہے"

دستخط۔ ولیم"

ہیڈ کوارٹرز وارسیلینز ۲۰۔ دسمبر ۱۸۷۰ء

۲۱ دسمبر کو ۶۔ انگریزی جہازوں کو جو شہر ڈکلیئر کے پاس دریائے سین میں خالی کھڑے ہوئے تھے پرشیا کی فوج نے گرفتار کر کے اُن کو دریا میں ڈبو دیا۔ کیونکہ فرانسیسوں کے دریائے سین میں کئی جنگی کشتیاں تھیں اور اُنہوں نے فوج پرشیا کو شہر روئن کی جانب کوچ کرتی ہوئی بہت حیران کیا تھا۔ ۲۱ دسمبر کو ایک جنگی کشتی شہر ڈکلیئر کے قریب تک چلی گئی جہاں کہ دریا کے داہنے کنارے پر کچھ پرشیا کی فوج مقیم تھی۔ ڈکلیئر ایک چھوٹا سا بندر ہے

جو درمیان شہر کیٹو بلوحت اور شہر روئن کے واقع ہے اور فوج پرشیا کو جب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ فرانسیسی جنگی کشتیوں
کا بیڑا ادھر آرہا ہے تو اُنہوں نے دریا کا یہ راستہ مسدود کر دیا تھا۔ خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے پانچ انگریزی
کوئلہ بھرنے کے جہاز اور ایک دیگر جہاز وہاں سے قریب ہی تھے اور دریائی راستہ روکنے کے لئے ان جہازوں
کا ڈبو دینا ضروری تھا۔ اسلئے پرشیا والوں نے ان کو ڈبو دیا۔ اس سے مالکان جہاز کا کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ
پرشیا والوں نے اُن کے تاوان کا ایک تمسک لکھ کے دیدیا۔ ۲۱۔ دسمبر کو پیرس سے ایک فوج نے نکلکر فوج
محاصرین پر شمالی جانب حملہ کیا تا کہ جنرل فیڈہرب کی فوج کے شریک ہو جاویں جو بیرونی جانب شمال میں لڑائی کر رہا
تھا۔ فرانسیسی فوج نے مواضعات نیلی سور مارنی۔ ویلی اور ارڈا اور سوئین بلینشی پر قبضہ کر لیا اور اُنہوں نے یہ
دعویٰ کیا کہ ہم نے اس جانب جرمنی آگ چاروں طرف سے خاموش کر دی۔ توپخانہ کی ایک سخت لڑائی کے بعد
امیر البحر لارون سیر نے معہ فوج قلعہ سینٹ ڈینس کے قصبہ لابورگٹ پر حملہ کر دیا لیکن وہ اپنے تئیں وہاں
قایم نہ رکھ سکا اور واپس چلا آیا۔ جرمنی فوج نے ایک سو فرانسیسی قید کئے۔ جنرل ڈوکرٹ نے مواضعات پونٹ ایلان
اور بلینک میزل پر جرمنی کے توپخانہ پر سخت حملہ کر دیا۔ اور مغرب کی جانب جنرل نوئل نے مواضعات مانٹری ٹاوٹ
اور بزن وال پر فوج لا ڈالی اور فوج گارڈس موبائل نے اس لڑائی میں پورا حصہ لیا۔ شب کو جنرل ڈوکرٹ نے
مواضعات گروسلی اور گرینڈ ڈرینسی کے میدانوں پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکہ جات میں امیر البحر لارون سیر کی فوج بہت
ماری گئی اور فوجوں کا نقصان کم ہوا۔ جرمنی فوج کا نقصان کم ہوا۔ معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں نے یہ غلط خیال قایم
کر لیا تھا کہ فوج شمالی ہمارے قریب آگئی ہے اور اسی لئے اُنہوں نے پیرس سے نکلکر حملہ کیا تھا اور جرمنی کی فوج
نے اس فوج کو پسپا کر دیا اور جرمنی کی دو کور اور فوج گارڈس کی فیوزیلیر پلٹنوں نے شہر اسٹنیر پر قبضہ کر لیا۔
جنرل ٹروچو بھی اس شب میدان کارزار میں رہا۔ شہر لابورگٹ پر توپخانوں سے سخت گولہ باری ہوئی۔ آخر کار فوج
جرمنی نے الیزبیتھ رجمنٹ کی ایک پلٹن اور آگسٹا رجمنٹ کی دو پلٹنوں سے اس شہر کو فتح کر لیا۔ جرمنی فوج نے
کئی سو قیدی گرفتار کئے اور جرمنی فوج کا نقصان بہت کم ہوا۔ فرانسیسی فوج نے شہر نوگینی سے نکلکر موضع سیونن
پر سیکسنی کی فوج پر حملہ کیا اور دریائے مارن پر جو قلعہ جات روزنی اور نوئیلی ہیں وہاں سے موضع چلیس میں جرمنی فوج
پر حملہ ہوا لیکن حملہ آور نہایت سخت نقصان اُٹھا کے پسپا ہوئے۔ ایک ہزار سے زیادہ فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ اس
حملہ کے دوران میں جرمنی فوج کے مورچوں پر پھٹنے والے گولے مسلسل پھینکے گئے۔ جرمنی کی طرف ۱۰۵ ہی گولوں
پر اس قسم کے تین سو پچاس گولے گرے اور اس فوج کا نقصان یہ ہوا کہ صرف ایک سپاہی مجروح ہوا۔ ۲۲۔ دسمبر کو

فرانسیسوں نے اُسی جانب مواضعات سیبورن اور جبلیس پر بظاہر اکم تعداد فوج سے حملہ کیا جرمنی فوج نے حملہ رد کر کے
فرانسیسی فوج کو نہایت آسانی سے پسپا کر دیا۔

جنگ پونٹ نوبلیس

یہ لڑائی ۲۳ دسمبر کو واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج کی تعداد ۴۰۰۰۰ سپاہی کی تھی جو زیر کمان جنرل مانٹ اُفل
تھی اور فرانسیسی فوج کی تعداد ۶۰۰۰۰ تھی اور یہ زیر کمان جنرل فیڈہربہ تھی اس لڑائی سے دو روز پیشتر فرانسیسی فوج
اپنی چھاؤنی شہر کوربائی میں مقیم تھی اور مواضعات بیوکورٹ۔ سونگنی۔ پیچن کورٹ۔ ڈروٹیکس۔ پونٹ نوبلیس۔ بیچی
دیکوئی۔ مونٹ اور ڈوارس پر قابض تھی۔ لیکن جرمنی فوج نے ۲۳ دسمبر کو فرانسیسی فوج پر حملہ کر کے اُس کو ان مواضعات
سے بھگا دیا تھا اور باوجود فرانسیسی فوج کے سخت حملہ کے فوج پرشیا ان پر قابض ہو گئی یہاں تک کہ بوجہ رات ہو جانے
کے یہ لڑائی ختم ہوئی۔ فرانسیسوں کے پاس اس جنگ میں اس قدر توپخانہ تھا کہ اگر یہ توپخانہ کی لڑائی کہی جاوے
تو زیادہ مناسب ہے۔ اور یہ لڑائی ختم اس طرح ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے کل میدان کارزار میں سنگین سے حملہ کرنا
شروع کر دیا (سنگین اُس خنجر کو کہتے ہیں جو بندوق کے منہ پر لگایا جاتا ہے۔ از مترجم) جبکہ جرمنی کی فوج نے ان دیہات
کو لے لیا تو فرانسیسی فوج سخت نقصان کے ساتھ وادی ہلو کی جانب بھگا دی گئی۔ اور بوجہ رات ہو جانے کے تعاقب
نہ ہو سکا۔ جرمنیوں نے تو اس لڑائی کا یہی حال بیان کیا ہے جو ابھی بیان ہوا ہے لیکن اس لڑائی کی بابت فرانسیسوں
کا جو بیان ہے وہ اس بیان سے بہت مختلف ہے۔ فرانسیسوں کا بیان ہے کہ لڑائی کے دو روز پیشتر فرانسیسی
فوج اپنی چھاؤنی شہر کوربائی میں مقیم تھی اور دریائے لاہلو کے بائیں کنارے کے دیہات پر قابض تھی۔ لاہلو
ایک چھوٹی سی ندی ہے جو مقام ڈوارس پر دریائے سوم میں مل جاتی ہے فرانسیسی فوج نے میدان کارزار کیلئے
اس دریا کے بائیں کنارے پر جو بلند زمین ہے وہ پسند کی تھی اور وادی کے عبور کرنے کا کام پرشیا کی فوج پر چھوڑ
دیا تھا جو شہر امینز سے آتی تھی اور جو دریا کے داہنے کنارے سے ہو کر وادی میں پہنچتی تھی۔ جنرل فیڈہربہ نے اپنی فوج کو
یہ حکم دیا تھا کہ ان دیہات میں فوج جرمنی کا خفیف مقابلہ کرنا اور فوراً پیچھے ہٹ کر بلند جگہ پر آ جانا۔ اس حکم کی پورے
طور سے تعمیل کی گئی اور ۲۳ دسمبر کو ۱ بجے کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے۔ دونوں
لشکروں کے درمیان صرف ایک تنگ مگر دلدل دار وادی رہ گئی اور اب دیہات کے مکانات پر گولہ باری
شروع کر دی گئی جانبین کی طرف سے اس لڑائی میں ستر ستر یا اسی اسی توپیں گولہ باری کر رہی تھیں جرمنی توپ لے

گاؤں میں داخل ہوتے ہی فرانسیسیوں نے بھی گولہ باری شروع کر دی۔ ۲ بجے کے قریب دونوں جانب کے توپخانوں سے گولہ باری کم ہوئی اور فرانسیسی فوج پیدل کو حکم دیا گیا کہ وہ ذرا تیز قدمی کے ساتھ جرمنی فوج پر حملہ کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاوے اور ان تمام دیہات سے جرمنی فوج کو نکالدے۔ یہ حکم نہایت مستعدی اور بہادری سے عمل میں لاکر پورا کیا گیا جنرل سولاک کے ڈویژن فوج نے دیہات ڈوارس اور وانیکو سونٹ پر پھر قبضہ کر لیا۔ جبیل کے ڈویژن فوج نے مواضعات پونٹ نویلس اور کوار یکس لے لئے۔ شمالی فوج کے ایک ڈویژن نے جو زیر کمان روبن تھی موضع سیبے ہن کورٹ پھر لے لیا۔ اور داہنی جانب ڈروجا کے ڈویژن فوج نے بولین کورٹ اور پریہن کورٹ پر قبضہ کر کے دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ شام کے پانچ بجے ہر چہار جانب ہماری کامیابی نظر آتی تھی اب رات آگئی اور دوست اور دشمن میں کچھ تمیز نہیں ہو سکتی تھی۔ فوج پرشیا نے ان واقعات سے فائدہ اُٹھایا کیونکہ اس لڑائی کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا اسلئے وہ بغیر لڑائی جاری رکھی مواضعات ڈوارس۔ کوریکس اور سیبے ہن کورٹ کی جانب پیچھے لوٹ گئی فرانسیسی فوج نے فوج جرمنی سے اب وہ سب جگہیں لیکر کہ جن پر وہ لڑائی سے پہلی شب کو قابض تھی۔ رات میدان کارزار ہی میں بسر کی اور دوسرے دن دوپہر کے دو بجے تک وہیں مقیم رہی اور اس بات کا انتظار کرتی رہی کہ فوج پرشیا اب پھر لڑائی شروع کرتی ہے یا نہیں مگر فوج پرشیا نے لڑائی دوبارہ شروع نہیں کی صرف چند گولیاں اور وہ بھی فاصلہ سے دونوں فوجوں نے چلائیں۔ یہ فتح پاکر فرانسیسی فوج اپنی چھاونی میں واپس آئی جو شہر کوربائی اور البرٹ کے بیچ میں ہے۔ فرانسیسی فوج میں جو نوجوان سپاہی تھے اُس کو موسم کی سختی کی وجہ سے اور بھوکے رہنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور یہ بھوکا رہ جانا ایسی بڑی لڑائیوں میں اکثر ہو جاتا ہے۔ میدان کارزار میں سپاہیوں کے لئے جو روٹی بھیجی گئی وہ منجمد ہو گئی اور کھانے کے قابل نہیں رہی۔ فرانسیسی نقصان کا تخمینہ یہ لگایا گیا ہے کہ دو سو سپاہی فوج کے قتل ہوئے اور ایک ہزار سے دو ہزار تک سپاہی زخمی ہوئے مگر یہ سب خفیف زخم تھے۔ پرشیا کی فوج کا بہت نقصان ہوا اور خاصکر فرانسیسی توپخانہ سے اُس کو سخت نقصان ضرور پہونچا ہوگا اس دن کے ختم ہوتے پر کچھ جرمنی زخمی اور کچھ جرمنی فوج گرفتار کی گئی۔

باوجود فرانسیسی شاندار بیان کے جو دربارہ جنگ پونٹ نویلس فرانسیسوں نے بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں کو اسقدر فخر کرنے کا کوئی موقع ملا ہی نہیں کیونکہ بعد کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل بیان میں فوج کی تعداد بہت بتلائی تھی۔ جو آخری صحیح بیان سے بہت کم ثابت ہوئی۔ آخری بیان کے مطابق پرشیا کی فوج کی تعداد

چوبیس ہزار تھی اور چالیس توپیں تھیں۔ اور فرانسیسی فوج کی تعداد ستر ہزار تھی اور اسمیں ساٹھ یا ستر توپیں تھیں۔ گویا جنرل فیڈھرب کے پاس جنگ نولیس میں جرمنی فوج سے تین گنا فوج زیادہ تھی۔ اس حالت میں جنرل مانٹ الفیل صرف حملہ کی مدافعت ہی کر سکتا تھا اور یہ مدافعت اس نے نہایت لیاقت سے کی اور جب کبھی اسکو موقع ملتا تھا بہت سی فرانسیسی فوج کو مار ڈالتا تھا۔ ۲۴۔ دسمبر کو تمام دن جنرل فیڈھرب نے اپنی فرانسیسی فوج کو بالکل بیجا کار رکھا۔ ۲۵۔ دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فوج یہ معلوم کرکے بڑی متعجب ہوئی کہ وہ مضبوط فرانسیسی فوج جس نے پونٹ نولیس پر ایسی فائدہ مندی کے ساتھ قبضہ کر رکھا تھا۔ پونٹ نولیس کو خالی کرکے یکایک روانہ ہوگئی اور شہر آراس کی جانب واپس چلی گئی ہے۔ پرشیا کی فوج کا رسالہ سواران فوراً تعاقب کرنے کے لئے تیار کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ جنرل فیڈھرب کی فرانسیسی فوج کے تعاقب میں مصروف ہوا۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ اس پسپا شدہ فوج کے آخری حصہ کو حیران کریں اور جو سپاہی فوج سے علیحدہ ہو جاوے اُس کو قتل کریں یا گرفتار کرلیں۔ سواران فوج جرمنی نے شہر البرٹ تک اس فوج کا تعاقب کیا اور جب یہ تعاقب کنندگان وہاں پہنچے تو اُن کو معلوم ہوا کہ جنرل رائن اس پسپا شدہ فوج کے آخری دستہ کے ساتھ ابھی یہاں سے روانہ ہوا ہے۔ اس پر تعاقب کنندوں نے تعاقب موقوف کر دیا میدان کارزار کے گرداگرد بہت دور تک کشتوں اور مقتولوں کی نعشیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔

فصل سیزدہم

باورسکہ قریب لڑائی ہونا۔ فرانسیسی قلعجات پر گولہ باری۔ باپام کے نزدیک لڑائی ہونا۔ مختلف واقعات جنگ۔

سنہ ۷۰ء کے گذشتہ پانچ ماہ اب ختم ہونے کو ہیں اور ان مہینوں میں اُس قوم کو جو یورپ میں اب تک اوّل درجہ کی جنگی قوم سمجھی جاتی تھی بہت ہی بڑے بڑے واقعات پیش آئے۔ سنہ ۷۰ء کے اختتام پر اب ملک فرانس کی یہ حالت ہے کہ اُس کا شہنشاہ ملک جرمنی میں قید ہے۔ شہنشاہ بیگم اور ولیعہد فرانس انگلستان کو بھاگ گئے ہیں فرانس کی زرخیز زمین فاتح فوج کی لوہے کی ایڑیوں کے نیچے پامال ہو رہی ہے اور ملک کی کل آبادی فاتح فوج کی حقارت اور وصولی خراج کے باعث ماری ماری پھر رہی ہے اور کل ملک میں یہ فاتح فوج پھیلی ہوئی ہے ملک کے تمام تجارتی اور زراعتی پیشے کہیں کُلی اور کہیں جزئی بند ہو گئے پڑے ہیں۔ فرانس کا خوبصورت دارالسلطنت پیرس

تمام فرانسیسی قوم کو فخر ہے اور جس شخص نے کہ اس کا خوش منظر سواد دیکھا ہے اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہا ہے وہ ایک بہت بڑا جیلخانہ ہو رہا ہے جسمیں لکھوکھا سروبان و سزا رعان مقید ہو کر وہ وہ صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں جو عموماً محصور شہر پر نازل ہوا کرتے ہیں سچ ہے۔ جنگ تمام برائیوں سے بڑھ کر برائی ہے۔

۲۰ - دسمبر کو فوج نادرن کے ایک حصہ فوج نے پرشیا کی فوج پر قصبۂ پولیک کے نزدیک پہلا حملہ کیا یہ قصبہ شہر امین کے قریب واقع ہے۔ اُس دن کرنیل ڈی ہیوموںٹ نے فرانسیسی فوج کا ہیڈ کوارٹر قصبہ میلاڈیر میں مقرر کیا تھا۔ یہ مشہور ہو رہا تھا کہ پرشیا کی فوج کی ایک کور جس نے اپنی ساٹھ گاڑیاں فوج پیدل کے استعمال کے لئے روانہ کر دی ہیں۔ اُس میدان کی جانب بڑھی جا رہی ہے جو شہر نوئین لاٹ اور پولیک کے درمیان واقع ہے ۲۳ - دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فوج کے مقدمۃ الجیش نے پولیک کے قریب قصبہ رونچر بلیں پر جو فرانسیسی فوج تھوڑی سی پڑی ہوئی تھی اُس کو آسانی بھگا دیا۔ آٹھ بجے کے قریب لڑائی شروع ہو گئی۔ فرانسیسی فوج نادرن کے آٹھ سو سپاہی تھے اور انہوں نے جرمنی فوج کا تخمینہ تین ہزار سپاہ کا کیا تھا مگر جرمنی فوج درحقیقت اس کی نصف تھی۔ فرانسیسی فوج ایک بلند کھیت پر جسکا نام لاجولی تھا پیچھے ہٹ گئی اور فرانسیسی فوج کی دو توپوں نے پرشیا کی فوج کی ایک توپ کو بیکار کر دیا اور فرانسیسی گولہ باری سے جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ اسی میدان میں فرانسیسی فوج قلب بھی تھی اور فوج میمنہ بھی آکے شریک ہو گئی اور اس فوج نے دشمن پر اب بندوقوں سے خوب گولیاں برسائیں۔ فرانسیسی فوج میمنہ بہت بہادری سے لڑی اور ایم سوچنر فرانسیسی فوج کا کمانڈر مع بارہ توپوں کے اور ایک ہزار فوج اور آ پہنچا۔ فرانسیسی فوج اب جرمنی فوج کا ایک بہادرانہ تعاقب کرنے ہی کو تھی کہ یکایک ایک نامعلوم خوف کیوجہ سے اُن کی فتح فوج کے پسپا ہونے میں متبدل ہو گئی۔ کرنیل ڈی ہیوموںٹ جو اس فوج کا کمانڈر تھا اُس کو یکایک یہ خیال ہوا کہ پرشیا کی دس ہزار فوج اُس کی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کو ہے۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ یہ مجنونانہ خیال اُس کے دماغ میں کہاں سے آ گیا۔ شہر سینٹ رومین میں جو کونسل جنگ منعقد ہوئی اُس میں کرنیل مذکور نے بیان کیا کہ دس ہزار جرمنی فوج کے ہونے کا مجھے یقین تھا اور میں شہر نادرن پر لوٹنے ہی میں مصلحت اور حفاظت فوج سمجھی۔ دیگر افسران فوج اپنے اس سردار کی غلطی میں مداخلت نہیں کر سکے اور فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیدیا گیا۔ شب کے آٹھ بجے ایک طولانی کوچ کے بعد ہزار فرانسیسی فوج جو ۲ ہزار فوج پرشیا کے مقابلہ پر بھیجی گئی تھی اُن مورچوں اور دمدموں کے پیچھے آکر مقیم ہو گئی کہ جو شہر نادرن کی حفاظت کے لئے بنے ہوئے ہیں اور اس فوج نے اپنے گرداگرد خندقیں کھودلیں۔ ایم ریکل حاکم شہر نادرن جو میدان کارزار میں گیا تھا اور جس نے فرانسیسی فوج کو بھاگتے ہوئے

دیکھا تھا اُس سنے رات کا کچھ حصہ فوج فرانس کو اِدھر اُدھر دشمن کی تلاش میں بھیجکر صرف کیا اور دشمن کی موجودگی کی تحقیقات کی۔ اُس مفروضہ دس ہزار جرمنی کی فوج کا کہیں پتہ بھی نہ تھا۔ پھر حاکم مذکور شہر کو واپس لوٹ آیا اور فرانس کی فوج کے پسپا ہونے پر اسکو نہایت غصہ تھا۔ فوج خود اپنے افسر کی نالائقی سے شرمندہ معلوم ہوتی تھی اور جرمنی کی فوج پر حملہ کرنیکو تیار رہتی تھی۔ کرنیل ڈی بیومونٹ کیجگہ کرنیل پوسٹ افسر مقرر ہوا۔

۲۷۔ دسمبر کو پیرس کے شمال مشرق کی جانب قلعہ ہونٹ اورن پر گولہ باری شروع کی گئی اور پرشیا کے توپخانہ نے اس قلعہ کو گرا دیا۔ صرف ایک روز تک فرانسیسی فوج نے لڑائی جاری رکھی اور پھر فرانسیسی فوج اس قلعہ کو چھوڑکر بھاگ گئی اور فوج پرشیا ۲۹۔ دسمبر کو اس قلعہ میں داخل ہوئی۔ بعد ازاں جو فرانسیسی فوج کہ پیرس کے باہر پڑی ہوئی تھی وہ پیرس کیجانب پسپا ہو گئی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج کا بہت کم نقصان ہوا۔ اس قلعہ میں فرانسیسی ۱۷۔ افسر مقتول پڑے ہوئے ملے اور بہت سا گولہ بارود اور بندوقیں پائی گئیں۔ یہ قلعہ ذرا کچھ بلند زمین پر واقع ہے۔ ۲۷۔ دسمبر کو پورے سولہ بجے قصبہ مونٹ فرمیل کے مقابلہ میں توپوں کا چلنا شروع ہوا اور ہوا میں اُن کی آواز شل رعد صاف معلوم ہوتی تھی تھوڑی دیر توپوں کی شلک سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ دن میں برف بھی برسنے لگ گیا۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے برف کے گرتے تھے اور تمام میدان سفید نظر آتا اور پانچ میل سے آگے سوائے برف کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے ایک دن پہلے جرمنی گولندازوں نے اس قلعہ کی شست باندھ لی تھی کیونکہ ان کا گولہ ہمیشہ صحیح نشانہ پر پڑتا تھا۔ ۲۷۔ دسمبر کو تمام دن گولہ باری جاری رہی لیکن موسم کی سختی کی وجہ سے کسی شخص کو نتیجہ کی بابت کچھ یقین نہ تھا۔ شام کے ۴ بجے تک جرمنی توپخانہ کی ہر ایک توپ نے پچاس پچاس بار گولہ باری کی۔ فرانسیسی گولہ باری سے صرف بیس جرمنی گولنداز مارے گئے۔ ۲۸۔ دسمبر کو اس بات کا شبہ سا ہوا کہ فرانسیسی فوج اس قلعہ کو خالی کر کے چلی گئی ہے۔ لیکن اس پر مشکل یقین ہوتا تھا۔ دوسرے دن تمام شکوک رفع ہو گئے اور فوج پرشیا نے اس خالی قلعہ میں جا کر اپنا قبضہ کر لیا۔

اس قلعہ کے فتح کر لینے کے بعد اور ۳۱۔ دسمبر کو فوج جرمنی نے قلعہ ہائے روزنی۔ نوزی اور نوخنٹ پر گولہ باری جاری رکھی۔ باوجودیکہ موسم میں نہایت سختی تھی اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور برف اتنا گر رہا تھا کہ جرمنی گولندازوں کو سو گز سے زیادہ فاصلہ کی کوئی چیز نہیں دکھتی تھی۔ لیکن جرمنی کے توپخانوں نے کم جنوری کی شام سے پہلے پہلے ان سہ قلعجات کی گولہ باری کو خاموش کر دیا اور فرانسیسی فوج ان شمال مشرقی قلعوں کو خالی کر کے چلی گئی۔ ان قلعجات کے لے لینے سے پرشیا کی فوج نے گردا گرد جو قلعوں کا سلسلہ پڑا ہوا تھا اُسمیں گویا رخنہ ڈال دیا۔ لیکن باشندگان پیرس کی دلیری بہت

رہی جیسی کہ تھی اور قلعہ مونٹ اورن کا حال وہ اس طرح سے بیان کرتی تھی کہ اس قلعہ پر فوج جرمنی نے جو حملہ کیا وہ پسپا کر دی گئی، اور جرمنی کی فوج کی آٹھ ہزار یا سات ہزار سپاہ ماری گئی اور دوبارہ خلیے قلعہ مونٹ اورن پیرس والے یہ بیان کرتے تھے کہ چونکہ اس میں کوئی ہرج نہیں تھا اس لئے حسب الہدایت جنرل ٹروچو قلعہ خالی کر دیا گیا ہے۔

۳۱ دسمبر کو جرمنی فوج اول ڈویژن کی پانچ پلٹنوں نے جو زیر کمان جنرل مانٹ الفل تھیں اپنے سے زیادہ تعداد کی فرانسیسی فوج پر دریائے سین کے بائیں کنارے شہر روئن کے نزدیک حملہ کر دیا۔ یہ فرانسیسی فوج ضلع بریان سے آ رہی تھی اور قصبات سٹ لینکس اور گرینڈ کورون کی جانب جا رہی تھی۔ فرانسیسی فوج کچھ تو منتشر ہو گئی اور کچھ قلعہ روبرٹ لی ڈائبل میں بھاگ گئی جو ایک مضبوط قلعہ تھا۔ جرمنی فوج نے اس قلعہ پر بھی حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج کی بہت سی توپیں دشمن کے ہاتھ آئیں اور ایک سو سے زیادہ فرانسیسی قید ہوئے جس میں فوج فرینکس ٹیریر کا کمانڈر بھی تھا۔

یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو نئے سال کی خوش آمدید کے موقع پر شاہ پرشیا نے محل وارسلیز میں جو دعوت دی اُس میں اپنے مہمانوں کو حسب ذیل اسپیچ دی:-

"بڑے بڑے واقعات گذر گئے ہیں کہ ہم اور آپ آج کے دن اس جگہ ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں۔ ہمارا اس جگہ موجود ہونا تمہاری صرف بہادری اور استقلال کی وجہ سے ہے اور نیز ہماری فوج کی بہادری کی وجہ سے ہے کہ ہم کو اس قدر فتوحات حاصل ہوئی ہیں بیشتر اسکے کہ ہم ایک باعزت اور دائمی صلح پر پہنچیں ہم کو بہت بڑے بڑے کام کرنے باقی ہیں۔ ایسی دائمی صلح کا ہو جانا یقینی امر ہے بشرطیکہ آپ اسی طور سے کارروائی کئے جاویں کہ جس کارروائی کی وجہ سے ہم اور آپ آج یہاں مقیم ہیں۔ آئندہ کیلئے ہم کو خداوند تعالے پر بھروسہ کر کے اسباب کا منتظر رہنا چاہئے جو کچھ کہ اسکی رحیمانہ مشیت نے ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہے۔"

دعوت کے آخر میں شاہ پرشیا نے حسب ذیل تقریر پھر ادا کی:

"میں نئے سال کے خوش مقدم کیلئے اب اپنا جام اٹھا کے پیتا ہوں۔ گذشتہ سال کا شکریہ ادا کر کے نئے سال سے ہر طرح کی امید رکھنا چاہئے۔ ہماری فوج شکریہ کی مستحق ہے کہ جو فتح پر فتح پاتی چلی آئی ہے۔ مگر میں اُن شہزادگان جرمنی کا خاص مشکور ہوں کہ جو قبل جنگ فوج سے تعلق رکھتے تھے اور نیز ان شہزادگان کا بھی کہ جو بعد میں فوج میں شریک ہو گئے ہیں ہم نے جو عمارت بنائی ہے اب اُس کی چوٹی کی جانب ہماری امیدیں لگی ہوئی ہیں یعنے ایسی صلح کی جانب جو باعزت ہو۔"

جنگ باپام

۲- جنوری کو ایک سخت لڑائی درمیان فرانسیسی اور جرمنی فوج کے واقع ہوئی۔ جرمنی فوج زیر کمان منٹیفل تھی اور فرانسیسی فوج زیر کمان جنرل فیڈھربا تھی۔ یہ لڑائی شہر باپام کے نزدیک ہوئی اور متخاصمین میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ تھا کہ ہماری فتح ہوئی۔ ۲- جنوری کو دوپہر کو ایک فرانسیسی فوج عظیم نے قصبہ ساپگنس کے قریب لڑائی شروع کر دی جرمنی کی فوج شام تک یہ حملہ روکتی رہی۔ جس میں اس کا نقصان کم ہوا اور فرانسیسیوں کا نقصان زیادہ ہوا۔ دو سو پچاس ۲۵۰ سپاہی جرمنی فوج کے فرانسیسیوں نے گرفتار کئے۔

۳- جنوری کو جنرل ون گوبن نے جو ۱۵ ڈویژن جرمنی فوج کا افسر تھا اور ایک دیگر دستہ فوج نے جو زیر کمان پرنس البرٹ کے بیٹے کے تھا باپام کے نزدیک شمالی فوج فرانسیسی کے مقابلہ میں اپنی جگہ قایم رکھی اور دو سو ساٹھ فرانسیسی گرفتار کئے۔ فرانسیسی فوج کا غیر معمولی سخت نقصان ہوا اور شام کے قریب یہ فوج پسپا ہو گئی اور جرمن رسالے نے اُس کا تعاقب کیا جرمنی فوج نے اپنی چند سابقہ جگہوں پر قبضہ کر لیا۔ جرمنی فوج کی اوّل آرمی کے جنرل ون بین تھیم نے ۳- جنوری کو علی الصباح دریائے سین کے بائیں کنارہ پر فرانسیسی فوج کو جو زیر کمان جنرل رولف تھی یکایک جا گھیرا اور تین جھنڈے اور دو توپیں اُن سے چھین لیں اور چار سو یا پانسو فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

فرانسیسی فوج شمالی ۲- جنوری کو قصبہ باریان سے جو شہر اراس کے قریب ہے روانہ ہوئی۔ اور اسی دن فوج جرمنی سے لڑائی شروع کر دی جس نے اپنی لائن فوج شہر کورسلیٹر ارویلرز اور بار کے مقابل ڈال رکھی تھی۔ یہ لڑائی بڑی خونریز تھی صبح کے نو بجے سے شروع ہوئی اور تمام دن ہوتی رہی۔ اس لڑائی کا نتیجہ فرانسیسی فوج میمنہ کے لئے بہت اچھا رہا لیکن فوج قلب اور میسرہ کا نتیجہ قطعی نہیں نکلا۔ ۳- جنوری کو ۷ بجے صبح کے لڑائی پھر جاری ہوئی اور نہایت سختی کے ساتھ تمام دن جاری رہی۔ جرمنی فوج کو شکست فاحش ہوئی اور وہ شہر باپام کی جانب بھگا دی گئی۔ فرانسیسی فوج نے کئی دیہات سنگین سے حملہ کرکے فتح کر لئے۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ فرانس کی فوج موبائل نہایت بہادری سے لڑی اور فرانسیسی فوج نے سخت سردی بہادری سے برداشت کی۔

جنرل فیڈھربا نے حسب ذیل حکم اپنی فوج کے نام شایع کیا۔

پونٹ نوئلس کی جنگ میں تم فتحمندی سے اپنی جگہ قایم رہے اور جنگ باپام میں تم نے دشمن کو اس کی سب جگہوں سے نکال باہر کیا اب دشمن بھی تمہاری فتح سے انکار نہیں کر سکتا۔ میدان کارزار میں جس بہادری سے تم لڑے

ہوا در جس سخت موسم کی تم نے برداشت کی ہے۔ اس سے تمام ملک کو تمہارا مشکور ہونا چاہیئے۔ تمہارے کمانڈر تمہاری بہادری کی بابت اپنی رپورٹ میں انعام ملنے کے لئے تمہارے نام پیش کرینگے۔ سامان جنگ اور غلہ وغیرہ تم اب پھر جمع کر سکتے ہو تاکہ لڑائی جاری رکھو۔

جنگ بایام کی بابت اور دیگر حالات بھی موصول ہوئے۔ یہ بات سب سے زیادہ عقلمندی کی ہے کہ لڑائی کے مفصل احوال پر اس وقت تک تشریح نہیں کرنی چاہیئے جب تک کہ اُن جنرلوں کی سرکاری طور پر رپورٹ موصول نہ ہو جائے جو ہر دو افواج متخاصمین پر افسر ہوتے ہیں۔ جنگ بایام کے متعلق جس قدر خبریں جرمنی ذریعہ سے معلوم ہوئیں وہ یا تو وہ خبریں ہوتی تھیں جو شاہ پرشیا کے ہیڈکوارٹر یعنی وارسیلیز سے آتی تھیں یا وہ تھیں جو شہر امینز سے جنرل مانٹ ایفل کے اسٹاف کے ذریعہ سے آتی تھیں۔ لڑائی کی جگہ جو افسر تھا وہ جنرل دن گوبین تھا اور اس وجہ سے اُس کی بابت خبریں دوسرے شخصوں کی معرفت موصول ہوتی تھیں۔ لیکن فرانسیسی ذریعہ سے جو خبریں موصول ہوتی تھیں وہ وہ ہوتی تھیں جو جنرل فیڈہرب نے تمام معرکوں کی بابت جو بایام کے نزدیک ہوئی اپنی فوج کو حکم میں لکھ کے دیں اور منیز حاکم اراس کے نام جو مراسلہ لکھا اس میں اُن کی اطلاع دی۔ درحقیقت جنرل فیڈہرب ایک عمدہ سپاہی اور لایق جنرل ہے اور جس طرح سے کہ وہ بہادر ہے اسی طرح اُس کے الفاظ بھی غلط تصور نہیں کئے جا سکتے۔ تاہم ہر شخص اُسکے بیان کی سچائی کی بابت تو نہیں بلکہ اُس نتیجہ کی بابت جو اُس نے نکالا ہے چند سوالات پیدا کر سکتا ہے۔ شہر امینز کے قریب پونٹ نوئیلس یا کنور ہکیس کی لڑائی کی مشتبہ فتح کے بعد جنرل فیڈہرب اراس کے آگے شمالی قلعجات کے پیچھے واپس چلا گیا۔ اور یہاں اپنی شمالی فوج پھر جمع کی جس کی بابت یہ بیان کیا تھا کہ وہ بہادری سے اپنی جگہ پر قایم رہی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میدان کارزار میں قایم نہ رہ سکی۔ وہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو اراس سے ایک بار پھر روانہ ہوا اور پرشیا کی فوج کے مقابلہ کے لئے بڑھا جو بایام میں مقیم تھی۔ بایام شہر اراس سے جنوب مغرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جسمیں قلعہ بھی ہے اور سڑک ہائے اعظم جو اراس سے شہر کیمبری۔ پیرون اور امینز کو جاتی ہیں اُن کے اتصال پر آباد ہے۔ ۲ جنوری کو فرانسیسی فوج جرمنی فوج کی مقدمۃ الجیش چوکیوں میں گھس آئی اور فوج جرمنی کو اپنی داہنی جانب اکیٹ لاگرینڈ کی جانب بھگا دیا۔ لیکن اپنی بائیں جانب موضع بی ہگینز پر وہ اسی طرح کامیاب نہ ہو سکے لیکن چونکہ فوج جرمنی موضع بی ہگینز سے ساتوں رات پسپا ہو گئی اسلئے دوسرے دن علی الصباح ہر یہ فرانسیسی جنرل اس امر سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھا اور صرف قصبہ ہائے سپگنس۔ اور ویلیرز۔ فاوریل بیفہ ویلرز اور نیس لابایام اور بایام کے شمال میں تمام مقامات پر حملہ ہی نہیں کر دیا بلکہ مغرب کی جانب قصبہ گریویلیرز اور جنوب میں قصبہ لگنی۔ تلوئی پر بھی حملہ کر دیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل فیڈھرب کی فتح امر یقینی ہے وہ میدان کارزار کا مالک تھا اور اب اُس نے پرشیا کی تمام فوج کو باپام پر گھیر لیا تھا اور اب پرشیا کی فوج پر اُس کو صرف حملہ کرنے کا کام باقی تھا۔ مگر جنرل فیڈھرب نے حملہ نہیں کیا۔ اُس کا مقولہ تھا کہ اگر حملہ کر دیا جاوے گا تو شہر باپام تباہ ہو جائیگا اور شہر کو برباد کر کے وہ فتح کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے باپام کے نزدیک جو فرانسیسی فوج کہ پرشیا والوں سے لڑنے گئی تھی اس فوج کو بھی اُس نے واپس بلا لیا چونکہ باپام کے اردگرد کے تمام دیہات بالکل برباد اور ویران ہو گئے تھے اسلئے فیڈھرب اپنی فوج کو باپام اور اراس کے درمیان جو دو فوجی چھاونیاں اڈنفر اور بوئیلیس کی ہیں وہاں واپس لے آیا۔ اس فرانسیسی جنرل نے اپنی فوج کو جب یہ مبارکباد دی کہ اُنھوں نے باپام کے نزدیک کی تمام جگہیں جرمنی فوج سے فتح کرلیں ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ باپام کا حال بھول گیا تھا اور جرمنی والوں نے جو بیان کیا ہے کہ اُنھوں نے اپنی سابقہ جگہیں پھر لے لیں اس سے بھی اُس نے انکار نہیں کیا چونکہ باپام اور بوئیلیس کے درمیان اُس نے تمام قطعہ زمین فوج جرمنی کے لئے چھوڑ دیا تھا یعنے خود واپس چلا آیا تھا۔ اگر فیڈھرب نمود جنگ ہی کے لئے یا اپنی نوجوان سپاہ کی بہادری آزمانے کیلئے لڑائی کرتا تو وہ یہ فخر کر سکتا تھا کہ گو فرانسیسی فوج کا بھی بہت نقصان ہوا مگر جرمنی فوج کو بہت ہی سخت نقصان پہونچا۔ اگر اسکی یہی خواہش تھی کہ وہ پیرس کی جانب بڑھے اور انصاف اسبات کا مقتضی ہے کہ یہی خیال کرنا چاہئے کہ اُس کا یہی ارادہ تھا۔ اور اس وجہ سے اُس نے جرمنی فوج کو باپام سے ہٹانا چاہا اور اُس کی راہ میں جو یہ روک تھی اسکو صاف کرنا تھا تو یہ بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ فرانس کی شمالی فوج کی یہ فتح بالکل غیر مفید ثابت ہوئی۔ پیرس کو جو سڑک جاتی ہے اُس سڑک کی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کئے بغیر جنرل فیڈھرب تیسری دفعہ شہر اراس اور ڈوئی کی جانب واپس لوٹ آیا۔

۵۔ جنوری کو صبح کے ۱/۲ ۸ بجے پیرس کے جنوب میں فرانسیسی قلعجات پر گولہ باری شروع کی گئی اوّل اوّل تو بخارات زمین سے آسمان کو چڑھ رہے تھے لیکن جوں جوں دن چڑھتا جاتا تھا دھوپ بھی نکلتی آتی تھی اور ہوا اس قدر تیزی سے چل رہی تھی کہ جو دھوئیں کے اُڑا لیجانے کو کافی تھی چونکہ ہوا بہت تیز چل رہی تھی اسلئے توپوں کی شلک کی آواز وارسلیز میں اتنی نہیں آتی تھی کہ جتنی ہوا کے نہ ہونے کی حالت میں آتی۔ اور عموماً باشندگان وارسلیز کو اسبات کی بھی خبر نہ تھی کہ بیرون شہر کیا ہو رہا ہے۔ قصبہ سیڈون کے قریب چوراہا میں برابر گرج کی سی آواز آرہی تھی جس سے معلوم ہوا کہ جرمنی فوج گولہ باری کر رہی ہے۔ سیڈون کے پیچھے جو میدان ہے اور قصبہ پیٹی ٹے کے مغرب میں جو پہاڑی ہے وہاں بڑا شور ہوتا تھا کیونکہ جو گولے وہاں آ کے گر کے چھوٹتے تھے اُن کی بڑی آواز ہوتی تھی اور توپوں کی شلک

کی آواز الگ آرہی تھی۔ اب فوج جرمنی نے قلعجات پر آگ برسانا شروع کر دی اور اُن کی توپوں کے اوپر سفید دھواں اٹھتا
نظر آتا تھا۔ فرانسیسی قلعجات سے بھی گولہ باری ہو رہی تھی اور اُن کے گولے اب پہاڑ کی چوٹی پر آکے گرتے تھے اور
بڑا شور ہوتا تھا سخت زمین پر جو گولے گر کر پھوٹتے تھے تو وہاں سے سیروں خاک اُڑ جاتی تھی اور قریب کے درختوں
اور جھاڑیوں پر سے کہرا جو پڑا ہوتا تھا اس کی کئی بوندیں ٹپک پڑتی تھیں۔ بیشتر اس کے کہ اس گولے کی جھنجھناہٹ
ختم ہوتی کہ دوسرا گولہ ہوا میں غل مچاتا ہوا آپڑتا تھا جرمنی گولے کی آواز فرانسیسی گولے سے بڑی تیز ہوتی تھی۔ تمام دن
یہ لڑائی جاری رہی گو اس کا نتیجہ کوئی ظاہر نظر نہ آتا تھا مگر اس بات کا چرچا ہوتا رہا کہ قلعجات روزنی اور نوجنٹ کا بہت
نقصان ہوا ہے۔ دوسرے دن یعنے ۶ جنوری کو جرمنی توپخانہ سے قصبہ پونٹ ابجون سے قلعجات سینٹ ڈینس ردیپی
پر برابر آگ برستی رہی۔ کبھی کبھی ان قلعجات سے بھی ایک آدھ گولہ اس کے جواب میں آجاتا تھا اور اس کے جنوب
میں قلعجات روزنی اور نوجنٹ پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ ان قلعوں سے بھی گولہ باری بہت آہستہ آہستہ ہو رہی تھی۔ ۵ تاریخ
کو جرمنی فوج نے جو پیرس کے جنوبی قلعوں پر گولہ باری کی تھی اس گولہ باری کے نتیجے سے جرمنی فوج نہایت خوش تھی۔

۷ جنوری کو قلعجات پیرس پر بڑی سرگرمی سے گولہ باری جاری رہی اور آج قلعہ کے اندر جس قدر گولے پڑے وہ تعداد
میں اُن لوگوں سے زیادہ تھے جو ۶ تاریخ کو قلعوں میں گرے تھے۔ جنوب کے فرانسیسی قلعوں سے بھی سرگرمی سے گولہ باری
ہو رہی تھی اور یہ عام رائے تھی کہ فرانسیسی گولہ باری جرمنی گولہ باری سے بہت جلد اور تیز ہوتی ہے۔ قلعجات اسی۔ ڈینوس
اور مانٹروگ سے تمام رات گولہ باری ہوتی رہی۔ اس سے جرمنی کی فوج میں ۸ جنوری کو ایک سپاہی مارا گیا اور کئی زخمی
ہوئے۔ اور دریائے سین کے بائیں کنارہ پر بہت دور سے خاندان اپنے گھروں سے نکلتے نظر آرہے تھے جنکے مکانات
گولوں سے ٹوٹ گئے تھے۔ عام باشندگان خاموش نظر آتے تھے۔

۸ جنوری کی صبح کو فوج جرمنی نے قصبہ کوربیو پر آگ برسانی پھر شروع کر دی جس سے تین آدمی زخمی ہوئے اور ایک
بحری فوج کا سپاہی مارا گیا۔ ۸ کو قلعجات اسی۔ وینوس اور مانٹروگ پر مسلسل گولہ باری ہوتی رہی جو بعض اوقات
بہت سخت ہو جاتی تھی۔ مگر اس گولہ باری سے ان قلعوں کو بہت کم نقصان پہنچا لیکن ان میں چار آدمی مارے گئے اور بہت سے
زخمی ہوئے۔ آج جرمنی فوج کی گولہ باری ایسی اچھی ثابت نہیں ہوئی جیسی کہ سات تاریخ کو قلعجات کان فلٹ۔ بروڈس اور
مولن سیڈیٹ پر ہوئی تھی۔ زخمیوں کی شمار میں فوج انجینیر کا کپتان انگوئین بھی تھا۔ ۸ تاریخ کو نوئزی کے قلعہ سے جرمنی توپخانہ
کی تمام باڑیوں پر تین بار جیسی گولوں کی چلائی گئیں اور اس کا بڑا خوفناک نتیجہ ہوا جرمنی فوج کے سپاہی کثرت سے
مقتول اور مجروح ہوئے۔ فرانسیسی گولے جرمنی فوج کے مورچوں اور دمدموں پر گر کے ٹوٹے اور اس سے

بہت نقصان ہوا۔

۹۔ جنوری کو پیرس کے جنوبی قلعوں سے گولہ باری نہیں ہوئی۔ موسم خراب تھا اور برف پڑ رہا تھا اور نشانہ کا
شست لگانا بہت مشکل تھا۔ ظاہرا جرمنی گولنداز بہ نسبت فرانسیسی گولندازوں کے ذرا زیادہ صحیح نشانے لگاتے تھے
کیونکہ گولہ باری کے دوران میں انہوں نے کئی دفعہ فرانسیسی قلعوں کی گولندازی کو خاموش کر دیا۔ ۹ تاریخ کو قلعہ
اسّی گو بالکل بیکار تو نہیں ہوا۔ لیکن اس کی بابت یہ خبر مشہور تھی کہ اس قلعہ کو نقصان بہت پہنچا ہے۔

۱۰۔ جنوری کو پیرس کے شمالی جانب ایک آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ۹ تاریخ کو برف بہت پڑا تھا
اسلئے گولہ باری آج برائے نام کچھ یونہی سی ہوئی۔ تمام زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔

۱۰۔ جنوری کو قصبہ پیرون نے اپنے تئیں جرمنی کی فوج کو سپرد کر دیا۔ اس قصبہ میں   ایک اوّل درجہ کا قلعہ ہے اور
قصبہ کی آبادی ۴۷۰۰ ہم سو باشندوں کی ہے۔ یہاں جو دمدمے اور مورچے تھے وہ مختلف زمانہ کے تھے اور بعض بد
وضع بھی تھے۔ ۲۷۔ دسمبر کو کرنیل کیمیکی نے توپخانہ کی میدانی ۹ باڑیوں سے پیرون پر گولہ باری شروع کر دی۔ چونکہ کوئی
بھاری توپ یا محاصرہ کی توپ سر دست جرمنی فوج میں موجود نہ تھی اور تمام شہر پیرون میں آگ لگ گئی۔ ۲۷۔ اور ۲۸
اور ۲۹ تاریخوں کی راتوں کو برابر گولہ باری جاری رہی اور بعض اوقات فرانسیسی فوج بھی اس کے جواب میں بڑی بہادری
سے گولہ باری کرتی رہی۔ تب کچھ بھاری توپیں قلعہ امینز سے منگائی گئیں لیکن جب وہ آئیں تو معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناکارہ ہیں
اس اثناء میں جنرل فیڈھرب نے اپنی فوج کو آرام دے لیا اور اب بیکایک اس کو یہ خیال ہوا کہ پیرون پر گولہ باری ہو رہی ہے
اب اس قصبہ کو بچانا چاہیئے۔ چنانچہ ۲۔ جنوری کو اسکی فوج کا مقدمۃ الجیش قصبہ سی بگنیز میں پہنچا۔ جو شہر باپام کی دہنی جانب
اور اکیبٹ کی بائیں جانب واقع ہے۔ اس فوج نے وہاں پرشیا کی تھوڑی سی فوج سے لڑائی جاری کر دی اور دو گھنٹے
تک دونوں فوجوں میں گولیاں برستی رہیں۔ دوسری صبح یعنے ۳۔ جنوری کو جبکہ قصبہ پیرون پر گولہ باری ہونے کی آواز
اس کے کانوں میں آ رہی تھی جنرل فیڈھرب نے باپام میں جنگ کرنا شروع کر دیا جسمیں چار ہزار تین سو فرانسیسی اور ایک ہزار
جرمنی کی فوج ضایع ہوئی۔ اس جنگ میں جرمنی کی فوج کے ۱۵ ڈویژن کے ۱۶ بریگیڈ نے کل فوج فرانسیسی کا مقابلہ کیا۔
بعد اس کے کہ فرانسیسی جنرل نے مواضعات گریویلرز اور بیف ویلرز اور اوٹینس لی باپام پر قبضہ کر لیا فرانسیسی فوج
آگے بڑھکر شہر باپام کی ایک مضافات فابرگ ڈی اراس میں مقیم ہو گئی لیکن کسی سبب سے فرانسیسی فوج نے آگ برسانا
یکایک موقوف کر دیا۔ اور اس سے پرشیا کی فوج کو ایک جا جمع ہونے کا موقع مل گیا جنہوں نے اب تازہ دم ہو کر بڑی
جرأت سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور اس کو سب جگہوں سے بھگا کر اسپگینیز کیجانب اراس کی سڑک پر پسپا ہونے

کیلئے مجبور کردیا۔ پرشیا کی فوج کا کرنیل اب ایک خطرہ کی حالت سے رہا ہو کر آزاد ہو گیا۔ اب اُس نے اپنی تمام توجہ پیرون کے فتح کرنے پر صرف کی اور ۱۰ جنوری کو پیرون نے اپنے تئیں فوج جرمنی کو سپرد کر دیا۔ گولہ باری سے اس قصبہ کو بہت نقصان پہنچا اُس کے کئی حصے بالکل ویران ہو گئے تھے۔ فوج پرشیا نے تین ہزار فرانسیسی گرفتار کئے۔ دو جھنڈے ۔ ۷۰ توپیں اور اسباب بہت بڑی مقدار گولہ بارود وغیرہ وغیرہ کی فوج جرمنی کے ہاتھ لگی۔

فصل چہاردہم

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں ۔ اور مختلف واقعات جنگ ۔

شروع ۱۸۷۱ء میں جرمنی اور فرانس کے خونخوار جنگ کے ختم ہونے کے آثار پائے جاتے تھے۔ باوجودیکہ فرانسیسی قوم نے اپنی حب الوطنی سے ہمت اور غیر زائل استقلال قایم رکھا لیکن یہ بات آشکارا تھی کہ اب تھوڑے ہی عرصہ میں فرانسیسی اپنے تئیں سپرد کر کے بہادر حملہ آوران کی درخواستیں اور مطالب سب قبول کرینگے۔ سیڈان کی بربادی بخش لڑائی کے بعد سے اہالیان فرانس نے جو جو کوششیں جرمنی فوج کو اپنے ملک سے باہر بھگا دینے کے لئے کیں وہ کوششیں ہر ایک تعریف کی مستحق ہیں جو اُن کی کیجاوے۔ لیکن جنگ کے شروع ہو جانے کے بعد ہی جو جو مصیبتیں کہ ان کوششوں کے بعد وقوع ہوئیں اُن مصیبتوں نے فاتح جرمنی فوج کے فرانس سے باہر بھگا دینے کے کام کو بالکل ناممکن کر دیا۔ اگرچہ ہر معرکہ اور ہر لڑائی میں جس میں کہ فرانسیسی فوج شامل ہوئی اُس کی کوششوں میں اُس کو ہمیشہ ناکامیابی ہی ہوئی تاہم اُن کا جوش اور اُن کی ہمت کبھی پست نہیں ہوئی اور فرنچ لوگوں کے اخلاق میں یہی ایک ایسی خوشنما شے ہے کہ فرانسیسی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہر فرد بشر اُن کی تعریف کرے۔

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں ہونا

۱۰ جنوری کی شام کو یہ خونریز معرکے شروع ہوئے شہر آرڈینی کی جانب فرانسیسی فوج اور جرمنی فوج کے درمیان ایک خفیف سی گولہ باری ہوئی لیکن یہ صرف اُس عظیم جنگ کی تمہید ثابت ہوئی جو جنگ کہ ۱۱ تاریخ کو واقع ہوئی۔

۱۱ جنوری کی صبح کو برف زمین پر آٹھ انچ گہرا پڑا ہوا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں یہ برف کی سپیدی مقتولین کے خون سے رنگی جا کر سرخ ہو گئی۔ فوجوں کی تعداد جو اس لڑائی میں شریک تھیں اس قدر تھی کہ جس کی وجہ سے یہ جنگ ہمیشہ یادگار زمانہ رہے گا۔ اس جنگ میں پرشیا کی فوج کی تعداد مع فوج محفوظ کے ڈیڑھ لاکھ سپاہ سے کم نہ تھی اور یہ فوجیں

چار یا پانچ مختلف کورز کی تھیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے جنرل جینزی فرانس کی فوج کے تین کور ڈالا یا جنہیں سے ہر ایک کور میں برائے نام پچاس ہزار فوج تھی۔ لیکن اغلباً اس فوج کا ایک پانچواں حصہ کم ہو گیا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ کچھ فوج تو اس معرکے میں ضایع ہوئی جو اس لڑائی سے پہلے ہوا تھا اور کچھ اس وجہ سے ضایع ہوئی کہ فرانسیسی نئی بھرتی شدہ فوج بوجہ جوش حب الوطنی کے دشمن کے دباؤ بغیر آگے بڑھ بڑھکر دشمن سے لڑتی تھیں۔ جنرل جینزی کی تین کورز فوج کے مفصلہ ذیل تھیں یعنے ایکسا نو ۱۶۔ کور تھی جو امیر جنرل جوریگبری کے زیر کمان تھی اور ۱۷۔ کور جنرل کولمب کے ماتحت تھی اور ۲۱۔ کور امیر البحر جنرل جوری کے ماتحت تھی۔ اس لئے یہ دونوں لشکر گویا برابر ہی کی جوڑ تھے۔ لیکن فرانسیسی فوج بڑی مضبوط اور مستحکم جگہ پر مقیم تھی۔ جنرل جینزی۔ فوج فرانس کو لڑائی پر باترتیب بھیجنے کے انتظام میں بذاتہ خود مصروف تھا۔

میدان کارزار شہر لی مانس سے قریب پانچ میل کے دور تھا اور وسیع سڑک اعظم کے دونوں جانب ایک قطار در قطار میں فرانسیسی باربرداری کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور جن میں روئی۔ شراب۔ گھانس۔ سبز گھانس اور بعد سے خوب اچھی طرح بھرا ہوا تھا اور مویشیوں کا بہت بڑا گلہ سا تعداد تھا اور یہ سب اس انتظار میں کھڑی تھیں کہ اگر فرانسیسی فتحمند ہو کر آگے بڑھی تو اس کے پیچھے پیچھے جاویں اور بر تقدیر اگر آج بھی فرانسیسیوں کو شکست ہو تو فوج فرانسیسی کے آگے آگے پسپا ہو جاوے۔

۱۱۔ جنوری کو صبح کے دس بجے پرشیا کے ایک مضبوط توپخانہ نے فرانسیسی فوج میسرہ پر آگ برسا کے لڑائی شروع کر دی۔ بوجہ دھوئیں کے بادلوں کے جو صاف مطلع میں اوپر ہوا میں بلند ہو رہی تھی کچھ نظر نہ آتا تھا لیکن توپوں کی شلک اور بندوقوں کے جلدی جلدی چلنے کی آواز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شہر چارٹس اور پیرس کو جو ریلوے لائن جاتی ہے ادھر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

شہر لی مانس کے مشرقی جانب ایک پہاڑی دور تک میدان چلا گیا ہے۔ فرانسیسی لائن فوج کی انتہائی داہنی جانب موضع بیٹی تھا اور اس موضع کے جنوب اور مشرقی جانب میں ایک بڑا وسیع جنگل دور تک چلا گیا ہے۔ اس جگہ ۱۶۔ فرانسیسی کور مقیم تھی اور یہاں پر سخت خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ موضع بیٹی کے پاس جو جنگل ہے اس پر قبضہ کر لیا جاوے چونکہ یہ موقع ایسا محفوظ اور مضبوط تھا کہ جانبین میں سے ہر ایک کی خواہش اسپر قبضہ کرنے کی تھی۔ فرانسیسی فوج کا دستہ اس کے میدان سے آگے بڑھا جو قریب نصف میل کے چوڑا تھا۔ تاکہ اس جرمنی فوج پر حملہ کرے جو جنگل میں مقیم تھی۔ اس معرکہ میں ۲۰۰۰ ہزار فوج سے کم نہ تھی اور فرانسیسی فوج بڑی تیزی سے ڈبل قدم جا رہی تھی اور فرانسیسی

توپخانہ سے بڑی زبردست گولہ باری ہو رہی تھی جسکا اثر بتدریج معلوم ہو رہا تھا گو اس سے پرشیا کا توپخانہ بالکل ہی خاموش نہوا۔ فرانسیسی فوج نے یہ حملہ بڑی بہادری سے کیا لیکن فوج پرشیا نے بھی اس کی مدافعت بڑی ہی بہادری سے کی حملہ آور جو سیاہ وردی پہنے ہوئے تھے بار بار پرشیا کی لائن فوج پر بڑھتے تھے اور جرمنی توپوں کے چلنے کی چمک جنگل کی کالی زمین میں صاف نظر آتی تھی بوجہ اس جنگل کے پرشیا کی فوج بڑی مضبوط جگہ پر تھی۔ مگر فرانسیسوں نے پرشیا کی فوج کی مدافعت کا کچھ خیال نہیں کیا اور بڑھتی چلی گئی اور جنرل جوریگبری نے ایک سخت لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر پرشیا کی فوج کو اس جائے مقصود سے نکال باہر کیا۔

پرشیا کی فوج نے اب نیچے جاکر وادی میں سے گولہ باری شروع کر دی۔ گولے ہر چہار جانب گرتے تھے مگر اسجگہ پیدل فوج سے کوئی حملہ نہیں کرایا گیا۔ صرف توپخانہ ہی سے لڑائی ہوتی رہی۔ ۴ بجے اسنٹ گنڈ نے پر پرشیا کی فوج کا ایک بڑا دستہ معہ بہت سارے توپخانوں کے موضع شاٹودی ایچ کے مقابل آیا معلوم ہوتا ہے کہ قلب فوج فرانسیسی کا کل حال تعداد وغیرہ کا اور نیز فرانسیسی زبردست توپخانہ کا اثر یہ سب پرشیا کی فوج کو معلوم تھا۔ جنرل چینزی نے یہ حکم دیا کہ توپخانہ کی باڑیوں سے اب گولہ باری کیجائے اور فوراً فرانسیسی میدانی توپوں سے آگ برسنا شروع ہو گیا اور ان توپوں کو فوج بحری کے گولنداز چلا رہے تھے۔ پرشیا کے توپخانوں نے بھی اس کا جواب دیا لیکن پہلی بار کے چلانے کے بعد انکے توپخانہ سے بلندی پر فوج پیدل اور فرانسیسی توپخانہ پر کچھ اچھا اثر نہوا۔ جبکہ جرمنی کی فوج نزدیک پہنچی فرانسیسی فوج پیدل کو پہاڑی کی چوٹی پر بڑھنے کا حکم دیا گیا اور پہاڑی کی سڑک پر سے ایکدم پچاس شیر بلیوزوں سے فوج پرشیا پر آگ برسانی شروع کی گئی۔ گولے اور گولیوں اور مگر اب کی ایک بوچھاڑ چاروں جانب برسنی شروع ہو گئی۔ پرشیا کی فوج نے بھی اپنی بندوقوں سے بڑی تیزی کے ساتھ آگ برسانی شروع کر دی۔

قصبہ جینگنی کی انتہائی چپ کیجانب فوج جرمنی ایک تنگ اور عمیق وادی میں ہو گزری جو دریائے ہوزنی اور جنگل کے درمیان واقع تھی اور ادھر سے فرانسیسی فوج قریب دو میل کے پیچھے ہٹ گئی۔ جب سوا پانچ بجے سات ہو گئی تو لڑائی ایک دفعہ ہی اسطرح موقوف کر دی گئی کہ جیسے مشترک رضامندی سے موقوف ہوئی ہو۔ تاہم فرانسیسی اب تک بلندی پر قابض تھے اور جرمنی کی فوج نیچے میدان اور جنگل میں پڑی ہوئی تھی۔

اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا نقصان زیادہ نہیں ہوا۔ لیکن چونکہ پرشیا کی فوج نیچے وادی میں فرانسیسی توپخانہ کی عین زد میں تھی اسلئے پرشیا کی فوج کا نسبتاً بہت زیادہ نقصان ہوا۔ جرمنی فوج دو ہزار یا تین ہزار ماری گئی آج کی تاریخ جرمنی فوج کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ یہ لڑائی شہر لیمانس پر قبضہ کرنے کے لئے کیگئی تھی مگر لیمانس

لڑائی کے اختتام پر فرانسیسیوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ اور فرانسیسیوں کی فوج کی لائن دریائے ہوزنی کے بائیں کنارے سے پراس ریلوے لائن کے متوازی پڑی ہوئی تھی جو ہیل کہ پیرس کو جاتی ہے اور فوج کا رخ جنوب مشرق کی طرف تھا۔

آخر کار جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج کو گھیر کر جو زیر کمان جنرل چینزی تھی اس کو بالکل منتشر کر دیا اور شہر لیمانس میں بھی بہت سی فرانسیسی فوج نہ تھی۔ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ شہر چارٹرس سے براہ نوجنٹ لی روٹرن شہر لی مانس کی جانب روانہ ہوا اور پرنس فریڈرک چارلس براہ شاٹوڈی لوائر۔ لاچارٹری اور سینٹ کلائس کے لیمانس کی جانب آیا۔ جرمنی کے یہ دونوں کمانڈر شہر لی مانس کی جانب آتے ہوئے اس فرانسیسی فوج کو بھگاتے آئے جس کو جنرل چینزی نے ان دونوں کمانڈروں کو روکنے کیلئے مقرر کیا تھا اور ۱۲ جنوری کو جرمنی فوج نے لیمانس پر قبضہ کر لیا۔

۱۲۔ تاریخ کی لڑائی میں جرمنی کے یہ دونوں کمانڈر شریک تھے اور جرمنی کے ایک مراسلہ میں یہ تحریر تھا کہ "جرمنی کی فتح اور فرانسیسیوں نے اپنی شکست کا اقرار گویا پہلے پہل اپنے فرانسیسی سرکاری مراسلوں میں بھی قبول کر لیا ہے"۔

جنرل چینزی نے درحقیقت ایک مراسلہ وزیر جنگ کے نام بھیجا تھا جو شہر بورڈو میں مقیم تھا اور اس میں یہ تحریر تھا کہ "۱۱ جنوری کی رات کو فرانسیسی فوج اپنی جگہوں پر اچھی طرح قائم تھی سوائے لاٹولری کے مورچے کے جہاں کہ شہر برٹینی کی فوج موبائل نے اپنے آپ کو منتشر کر دیا۔ اور دریائے ہوزنی کے دائیں کنارے پر جس قدر فرانسیسی مضبوط جگہیں تھیں وہ سب خالی چھوڑ دیں۔ امیر البحر جوریگیری اور دیگر جنرلوں کی یہی رائے ہوئی کہ ایسا ہو جانا ضروری ہے اور میں بھی بڑی بددلی کے ساتھ اس بات پر راضی ہو گیا جرمنی فوج بھی گرفتار کی گئی ہے مگر ابھی اُن کی تعداد معلوم نہیں ہوئی جو فوج جرمنی کی ہمارے مقابلہ پر ہے اس کی تعداد کا تخمینہ بہ اتفاق جرمنی قیدیوں کے بیان کی ایک لاکھ تیس ہزار فوج کا ہے اور انہیں قیدیوں کا بیان ہے کہ یہ سب فوج زیر کمان پرنس فریڈرک چارلس ہے۔ اور یہ پرنس مشرقی فرانس کی جانب نہیں گیا ہے۔ فرانسیسی فوج کا نقصان بہت ہوا اور اگلے دن امید ہے کہ پرشیا کی فوج ہماری فوج پر پھر حملہ کرے گی"۔

۱۳۔ جنوری کو فرانسیسیوں نے شہر لیمانس بالکل خالی کر دیا اور جرمنی فوج نے اس پر فوراً قبضہ کر لیا جرمنی فوج نے بہت سے قیدی گرفتار کئے اور یہ قیدی فرانسیسیوں کی بدچلنی اور بداخلاقی کی تصدیق کرتے تھے۔ جرمن پرنس فریڈرک چارلس کی فوج نے اٹھارہ ہزار فرانسیسی گرفتار کئے۔ اس لڑائی کے شروع میں انجم گیمبیٹا بھی موجود تھا۔ شہر لیمانس کے بازاروں میں بڑا دنگہ فساد ہوا جرمنی فوج نے ریلوے پر بھی بہت سی گاڑیاں گرفتار کیں جنہیں فرانسیسیوں کا بھاگنا

جنگ اور رضا کا ایک بڑا ذخیرہ بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی فوج تین مختلف اطراف کی جانب پسپا ہو گئی اور جنرل چینزی کا لشکر
بالکل تتر بتر ہو گیا۔

۱۱ جنوری کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور شام تک اندھیرا ہونے تک ہوتی رہی۔ ۱۲ تاریخ کو تمام لائن فوج میں
لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ جنرل چینزی کی فوج میں سے جس پر جرمنی فوج برابر دباؤ ڈالے رہی دو ہزار فرانسیسی اور قید
ہوئے اور اس جنگ کے فرانسیسی قیدیوں کی کل تعداد بائیس ہزار ہو گئی۔ ان چھ روز کی لڑائیوں میں جرمنی فوج کا جو نقصان
ہوا وہ حسب ذیل تھا۔ جرمنی فوج کے ۱۷۷ افسر مقتول اور مجروح ہوئے اور تین ہزار دو سو تین سپاہی مقتول اور
مجروح ہوئے۔ ۱۱ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں جس گھوڑے پر ہیر جیسپر جو بگیمبری سوار تھا وہ گھوڑا گولی لگ کے
مر گیا اور ایک دوسرا افسر فوج جو ہیر الیمبر کے پہلو میں کھڑا تھا مارا گیا۔

جنرل چینزی نے اس روز اپنی فوج پر بے ہمتی اور بزدلی کا الزام مفصلہ ذیل حکم میں لگایا جو حکم کہ اُس نے فوج
کے نام بھیجا۔

"دریائے سوزنی اور دریائے لوائر سے شہر وندوم تک جو لڑائی ہوئی اور اس کا خراب نتیجہ فرانسیسی فوج
کے حق میں ہوا اس کے بعد بعد اس کے کہ دشمن کے حملہ کی کامیابی سے مدافعت کی گئی ۱۱ جنوری کو شہر لیمانس
کے آگے جب دشمن کی فوج نے حملہ کیا جو زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ اور پرنس فریڈرک چارلس کے تھی۔
اُس وقت کچھ حصہ ہماری فوج پر ایسی نامردی اور بزدلی چھائی کہ خوف سے اُس نے تمام مضبوط مقامات خالی کر دیئے
کہ جنکے قبضہ میں رہنے سے کل فوج کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ یہ بات بڑی شرم اور غیرت کرنے کی ہے اور
کوئی بہادرانہ کوشش نہیں کی گئی باوجودیکہ اس بات کا فوراً حکم دیدیا گیا تھا اور اسی وجہ سے شہر لیمانس کو خالی
کر دینا ضروری ہو گیا۔ تمام ملک فرانس کی آنکھیں اب دوسرے لشکر پر ہیں۔ اب توقف کرنے کی اجازت نہیں
دیجاتی۔ موسم سخت ہے اور تھکن اور فاقہ کو لشکر میں رہا ہے لیکن تمام ملک بڑی تکلیفیں برداشت کر رہا ہے اور جبکہ
ایک بڑی کوشش سے ملک بچ سکتا ہے تو اب ہرگز توقف اور دیر نہیں کرنی چاہئے۔ تم سب لوگ یہ جو
جان لو حفاظت خوب جنگی حملہ کرنے میں ہے نہ پسپا ہو جانے میں۔ اپنے افسران کے گرد جمع ہو جاؤ اور
یہ بات ثابت کر دو کہ اضلاع کولمیرز۔ ڈیلیپوٹر۔ جورنس اور وندوم کے سپاہی ایسے بہادر ہیں"

۱۰ جنوری کو علی الصباح فرانسیسی فوج نے اُس توپخانہ کی باڑھی پر حملہ کر دیا جو شہر فورٹی ڈیم ڈی کمارٹ پر
قائم کی گئی تھی اور یہ شہر جرمنی والوں نے فرانسیسیوں سے چند روز پیشتر ہی فتح کیا تھا۔ فرانسیسی حملہ کرتے ہوئے

توپوں کے قریب چلے گئے اور وہاں پہنچکر فرانسیسی فوج نے سنگین سے حملہ کرنا شروع کر دیا لیکن ۔ بویریا کی فوج نے فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔ ایک افسر فوج بویریا سنگین سے قتل ہوا۔

۱۰ جنوری کی دوپہر کو قلعہ سینٹ ڈینس سے تھوڑی سی فرانسیسی فوج نے خاص جنرل ٹروچو کی ہدایت کے بموجب نکلکر جرمنی فوج کو چھیڑ کر باہر نکالنا چاہا۔ مگر فرانسیسی فوج آسانی سے پسپا کر دی گئی اور فوج جرمنی کا بہت کم نقصان ہوا۔

۱۱ جنوری کی صبح کو قلعہ ڈینوس سے جو درمیان شہر ہائی کلامرٹ اور چٹیلن کے واقع ہے ایک بڑی فرانسیسی فوج نے اسی غرض سے برابر ہو کر فوج پرشیا پر حملہ کر دیا۔ بہت سخت لڑائی کے بعد آخرکار فرانسیسی فوج قلعہ کی فصیل کے نیچے تک پسپا کر دیگئی۔

۱۱ جنوری کو پیرس کے جنوب مغرب میں سے پرشیا کے توپخانہ کی کل باٹریوں نے غیر معمولی اور جلد جلد آگ برسانا شروع کر دیا۔ اس کے جواب میں فرانسیسی قلعجات سے بھی جلدی جلدی گولے برسائے جاتے تھے ان قلعوں کے درمیان جو میدان تھا اسپر سے بھی فرانسیسی فوج نے گولہ باری جاری رکھی اور پیرس کے خاص قلعہ بھی سے گولہ باری ہوتی رہی۔ بعض حصوں میں قلعہ سینٹ ویلیرین سے بڑے بڑے گولے قصبات بوجیوال اور [illegible] پر خاصکر بڑی سختی سے موضع [illegible] ڈی [illegible] اور [illegible] پر برسائے گئے۔ ۱۱ جنوری کی سہ پہر کو پیرس میں بڑے زور وشور کی آگ لگی۔ محلہ مانٹ مارٹر کی مغربی جانب جاتے ہوئے دھوئیں کے بادل نظر آتے تھے لیکن بوجہ دھوئیں کی کثرت کے شام تک آگ کے شعلے نظر نہیں آئے صرف دھوئیں کے اوپر شعلہ کی ذرا سی لو دہکتی کبھی کبھی صاف نظر آجاتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیرس میں بہت بڑی آگ لگ رہی ہے۔

فصل پانزدہم

جنگ بافورٹ ۔ اور دیگر مختلف واقعات جنگ

شاہ پرشیا نے محل ورسائیلز میں یکم جنوری سنہ ۱۸۷۱ء کو گذشتہ سال کی خیر مقدم کی دعوت میں اپنے مہمانوں سے یہ کہا تھا کہ "اب ہماری امیدیں اس عمارت کی چوٹی کی طرف لگی ہوئی ہیں جو ہم نے بنائی ہے یعنی ایسی صلح کی جانب جو باعزت صلح ہو"

تمام فرانس اور جرمنی اور نیز تمام مہذب دنیا میں شاہ کے اس مقولے کی بازگشت کی۔ وہ جلسہ جو ورسائیلز میں جو دیگر شاہی محلات ہیں ان کے اندر نئے سال کی خیر مقدم کے موقع پر ہمیشہ بہ قاعدہ اسباب [illegible]

شہنشاہ نپولین یورپ کے معاملات پر اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے تھے اور ان معاملات کی بابت جو اُن کی حکمت عملی ہوتی تھی اُس کا اظہار کیا کرتے تھے اور اُن کے خیالات اور اظہارات کے سننے کیلئے فرانس کی کل قومیں بڑی دلچسپی سے اپنے کان لگائے رہتی تھیں۔ لیکن اب زمانہ کا تغیر دیکھئے کہ ۱۸۷۱ء کی پہلی تاریخ کو محل وارسلیز ایک دیگر مطلق العنان بادشاہ کے قبضہ میں ہے اور یہ اس وجہ سے قابض نہیں ہے کہ شہنشاہ فرانس فوت ہو چکا ہے بلکہ یہ امر اس وجہ سے ہوا ہے کہ شہنشاہ فرانس اُس شخص کے پاس ایک قیدی ہے کہ جو آج کے دن فرانسیسی محل وارسلیز پر قابض ہے۔ لیکن شہنشاہ فرانس کا کوئی اظہار یا مقولہ جو نئے سال کی خیر مقدم کے موقع پر دیا جاتا تھا ایسی پہلی آواز بازگشت کے ساتھ کبھی نہیں سنا گیا۔ جیسا کہ شاہ پرشیا کا یہ مقولہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو سنا گیا۔

جنگ بلفورٹ

۱۵۔ جنوری کو فرانسیسی جنرل بوربکی نے جو اپنی بے شمار فوج اور توپخانوں اور سٹریلیوزوں کی وجہ سے فتح پانے کا پورا بھروسہ کئے ہوئے تھا جنرل ون ورڈر کی فوج پر جو عمدہ اور مستحکم جگہ پر مقیم تھی حملہ کر دیا۔ جرمنی کی فوج قلب موضع ہیری کورٹ کے سامنے مقیم تھی اور فوج میمنہ زیر کمان جنرل گرف ون ڈجرفیلڈ قصبہ پر پیئر پر مقیم تھی اور فوج میسرہ زیر کمان جنرل ون گلومر قصبہ مونٹ بلیارڈ پر مقیم تھی۔ جنوبی لائن فوج زیر کمان جنرل ون ڈیبس چر قصبہ مونٹ بلیارڈ سے قصبہ ڈیلی تک پھیلی ہوئی تھی۔ فرانسیسی فوج میں چار کور تھیں اور ہر ایک کور میں تیس تیس ہزار سپاہ تھی۔ اگر ہم ان مقتولین کو اس فوج میں سے منہا کر دیں جو ۱۵ تاریخ کو راستہ میں مارے گئے تھے تب بھی یہ فرانسیسی فوج ایک لاکھ سپاہ سے کچھ زائد تھی۔ جنرل کریمر کے ماتحت ایک کور تھی اور ۲۴ و ۲۰۔ کور تھی۔ دیگر کورز ۲۵ و ۲۰ اور ۱۸ اور ۱۵ تھیں جنکے کمانڈروں کے نام بالتحقیق معلوم نہ ہو سکے اور یہ آخری تین کور فوج لوائر کا ایک حصہ تھیں۔ ۲۴۔ اور ۲۵۔ دونوں کورز تھیں جو شہر لائینز میں بھرتی کی گئی تھیں جو اس جنگ کا فرانسیسی صدر مقام ہے ان کورز میں سے ایک کورز ۱۶ جنوری کی شام تک یعنے لڑائی کے دوسرے دن تک میدان کارزار میں نہ پہنچ سکی۔ اور اس کورز کے آجانے سے فرانسیسی فوج کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار (۱۲۵۰۰۰) یا ایک لاکھ تیس ہزار (۱۳۰۰۰۰) سپاہ کی ہو گئی۔ جنرل ون ورڈر کے ماتحت جس قدر جرمنی فوج تھی وہ چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سے زائد نہ تھی۔ اس فوج میں چار ہزار سے زیادہ سوار تھے۔ گویا جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج سے وہ تھی جو ایک کو چار سے ہے۔ یعنے جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج

چار گنی تھی علاوہ ازیں جرمنی توپخانہ کی نسبت فرانسیسی توپخانہ بھی زیادہ تھا اور ماسوا اس کے مٹرلیوز کی تین بائریاں الگ تھیں اور ہر بائری میں چھ چھ مٹرلیوز تھیں۔

۱۵ جنوری کو آٹھ بجے صبح کے توپخانہ سے گولہ باری کرکے حملہ کر دیا گیا اور شام ہونے تک توپخانہ نے مسلسل آگ برسائی۔ اس کے دو گھنٹے کے بعد بندوقوں سے لڑائی شروع کی گئی جو تمام دن جاری رہی اور چار بجے کے قریب تمام ہتھیاروں کی آواز سننے میں نہایت خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی اس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹی اور چونکہ رات ہونے کی وجہ سے لڑائی موقوف ہو گئی انہوں نے تمام رات کھلے میدان میں یعنے میدان کارزار میں اسی جگہ بسر کی جس جگہ کہ صبح کو انپر حملہ کیا گیا تھا اور جاڑا بھی شدت سے پڑتا تھا۔ دوسرے دن ۱۶ جنوری کی صبح کو جنرل بوربکی کی کمک کو کیونکہ ایک کور فوج اور آگئی تھی اس نے پھر حملہ کر دیا اس نے یہ حملہ خاصکر جرمنی فوج میمنہ پر کیا اور بوربکی اپنی بے شمار فوج کو آگے بڑھا کر بے فائدہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنے دشمن کی لائن فوج کو تتر بتر کر دے۔ اگر یہ لائن فوج جرمنی کی ایک بار بھی شکست ہو جاتی تو بلفورٹ کے محاصرہ کے لئے جسقدر سامان جنگ جمع تھا وہ سب فرانسیسیوں کے ہاتھ لگتا اور دیگر نئی فوج قلعہ میں داخل ہو جاتی اور شہر میں سامان غلہ وغیرہ پھر جمع کر لیا جاتا۔ اور جنرل وان وِرڈر کی فوج کو اگر شکست نہ ہوتی تو وہ بیشک پسپا ضرور ہو جاتی اور یہ فوج دریائے رائن کے پار بھگا دی جاتی اور فرانسیسی فوج اس دریا کو عبور کرکے ریاست بیڈن میں یعنے ملک جرمنی میں جنگ کرتی اور فرانسیسی فتح کا نتیجہ ہوتا۔ دوسرے روز بھی تمام میدان کارزار میں جرمنی کی فوج اپنی جگہ مقیم رہی۔ اور حملہ آور فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور جرمنی فوج کا نقصان جتنا اول دن ہوا تھا دوسرے دن اس سے زیادہ ہوا۔ پہلے دن تو جرمنی فوج کے دو یا تین سو سپاہی مارے گئے لیکن دوسرے دن قریبا ایک ہزار کے جرمنی فوج ماری گئی۔ مقتولوں مجروحوں اور قیدیوں میں فرانسیسی دس ہزار فوج کا نقصان ہوا اور سامان جنگ کی بربادی کا ناظرین اسبات سے خیال کر لیں کہ صرف ایک ایکڑ زمین میں جہاں ایک بھی سپاہی نہ تھا ایک ہزار سے زاید گولے فرانسیسی فوج نے پھینکے تھے۔ دوسرے دن بھی جرمنی فوج نے میدان کارزار میں اسی جگہ اُن کھلے میدان میں بسر کی کہ جسپر وہ صبح سے قابض تھے۔ تیسرے دن ۱۷ جنوری کو فرانسیسی فوج نے حملہ بہت سستی اور کمزوری سے کیا اور دوپہر کے بعد سے تمام فرانسیسی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا اور جرمنی توپخانہ نے ان کا تعاقب کیا۔ چوتھے دن ۱۸ جنوری کو جنرل ڈبس چینرنی نے اس پسپا شدہ فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کو سخت نقصان پہنچایا اور شہر بلامونٹ تک ان کا تعاقب کیا۔ اسجگہ سے اس جنرل کو شہر بلفورٹ

کا محاصرہ کرنے کو واپس بلا لیا۔ ۱۵۔۱۶ اور ۱۷ جنوری کو یہ پسپا شدہ فرانسیسی فوج شہر بسنکان کی جانب چلی جا رہی تھی کہ سوائے
جرمنی کے توپخانہ کے دیگر جرمنی فوج نے اس فرانسیسی فوج کو حیران نہیں کیا اور یہ فوج جرمنی کی تھک گئی تھی اور آرام
کرنے کی بڑی ضرورت تھی جو کہ پوچ سے گئی۔ کیونکہ اس فوج نے تین راتیں سخت ٹھنڈ میں کھلے آسمان کے نیچے
بسر کی تھیں اور چوتھی رات گویا برف میں میدان کارزار میں بسر کی تھی اور ایسی سخت کوششیں کی تھیں کہ شہرت
جنگ میں ایسا کوئی بانکا ہو تو نہ نکلیگا کہ جنہیں فوج نے اتنی سخت برداشت تکالیف کی ہو اور ایسی کوشش کی ہو جیسے
کہ اس فوج جرمنی نے کیں۔ اور اس جنگ سے بڑھ کر تو کیا اس جنگ کی نظیر بھی شاید مشکل ہی سے ملے گی۔ جبکہ
یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دشمنوں کے دو قلعوں کے بیچ میں اس جرمنی فوج نے دشمن کے حملہ کی مدافعت کی یعنی
قلعہ بلفورٹ شمال میں تھا جو میدان جنگ سے چار میل سے زیادہ دور نہ تھا اور جنوب مغرب میں قلعہ بسنکان تھا
جو دو یا تین دن کے کوچ کے فاصلہ پر تھا اور پھر اس فوج نے دشمن کی فوج کے اس حملہ کی مدافعت کی کہ جنہیں دشمن
کی فوج چوگنا زیادہ تھی باوجود ان باتوں کے دشمن اس جرمنی فوج کو ایک دفعہ بھی پیچھے نہ ہٹا سکا۔ تو یہ جیکدارانہ
باشوکت مدافعت اور فوج کی بہادری گویا یہ اس جنگ کے اعلیٰ ترین کام ہیں جو ہمیشہ یادگار رہینگے۔
اس بے شمار یعنی ایک لاکھ تیس ہزار فرانسیسی فوج کی شکست کے سبب۔ کہ جنہیں اعلیٰ درجہ کا توپخانہ تھا
اور ہلاک ہتھیار سٹریلیوز کی کئی باٹریاں تھیں معلوم کر لینا آسان امر ہے۔ اس فوج کے گھوڑوں کو تو چار دن سے
دانہ گھاس بالکل نہیں ملا تھا اور تین دن سے فوج کو بھی خوراک تقسیم نہیں کی گئی تھی۔ بہت سے فرانسیسی قیدی جب
گرفتار ہو گئے تو بیان کرتے تھے کہ دو دن سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ تمام رستہ
میں قبور۔ ٹوٹی ہوئی توپیں۔ بندوقیں۔ ٹوپیاں۔ پکانے کے برتن۔ شکستہ تلواریں اور جیبوں قسم کی چیزیں جن کا
بیان دوسری ہے بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ جرمنی گولہ باری کا نشانہ ایسا ٹھیک لگتا تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی
اس عمدگی سے لگا ہو۔ قصبہ لیبورل کے نزدیک ایک فرانسیسی فوج نے جنہیں چھ سو سپاہ تھی جرمنی کی لینڈ ہیر
پلٹن پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسیوں کو ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر آنے دیا گیا۔ اور جب وہ اس فاصلہ پر آ گئے تو جرمنی فوج
نے آگ برسائی جس سے یہ چھ سو کے چھ سو فرانسیسی یا تو مر گئے یا زخمی ہو گئے سوائے چالیس سپاہیوں کے کہ جنہیں
بے انتہا خوف چھا گیا تھا اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

جنرل بوربکی کا قلعہ بسنکان سے خفیہ طور سے غائب ہو جانا اور فرانس کی دارالحکومت گورنمنٹ کا اس کی درخواست
وزیر اول پر شبہ کرنا اور پھر اس پر اعتبار کر لینا اور اس کا اس عجیب جسم پروانہ ہونا کہ جس کو وہ تعاقب سے بیان

ثابت کر دیا کہ اگر وہ معہ اپنے لشکر کے پیرس کے نزدیک رہتا تو زیادہ مناسب ہوتا یہ سب ایسے مشہور
واقعات ہیں کہ جو اس قابل ہیں کہ ان کا تواریخ میں ذکر کیا جائے۔ جنرل بوربکی نے جلدی بہت کی اور یہ جلدی بھی
ہی کرنی چاہئے تھی کہ جب یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ صرف آخری ہی لڑائی ہے لیکن فرانس کے مشرق میں اس نے
یہ موقع دیکھا تھا کہ اگر فتحیاب ہو جاؤں گا تو اس سے یہ یہ فائدہ ہونگے۔ مگر اس موقع پر اس کی مصیبتیں شکست کے
بعد اور دگنی خطرناک ہو گئیں۔ جنرل بوربکی کو جنرل ورڈر پر حملہ کر کے جو ناکامیابی ہوئی۔ اس سے بلکہ فرانس کی
قسمت کے سنبھلنے کی امید کا آخری موقع بھی جاتا رہا۔

۱۹ جنوری کو فرانسیسیوں نے ایک دلیرانہ کوشش کی کہ فوج محاصرین کی لائن پر حملہ کر کے اور اس کو چیر کر نکل
جاویں۔ پیرس سے بھی اسی ارادہ سے فوج نکل کر شمال کی جانب گئی اور ایک اور فرانسیسی فوج نے اس جرمنی
فوج پر حملہ کر دیا کہ جو قلعہ مونٹ ویلیرین کے سامنے پڑی ہوئی تھی اور اس سرگرمی اور شدت سے آگ برسائی کہ تمام
وارسلیز کے باشندگان خوف سے گھبرا گئے۔ شہر وارسلیز کے تمام بازاروں اور محلوں میں خوف چھا گیا اور شہر میں انتظام
کے لئے سواروں کا رسالہ گشت کرتا پھرا۔ مقام سیلیس ڈی آرمیز پر توپخانہ کی باڑیاں تقسیم کر دی گئیں اور گاڑیاں
جو شفاخانہ ہوتا ہے وہ میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گیا اور محفوظ سامان جنگ کی گاڑیاں آہستہ آہستہ
سڑک پر لا کے کھڑی کر دی گئیں۔ شہنشاہ جرمنی بھی تھوڑی سی فوج اردلی میں لے کر وارسلیز سے شہر سینٹ جرمین کیجانب
روانہ ہوئے۔ اور ولیعہد پرشیا بھی اسی راستہ سے مشرق کیجانب اپنی فوج کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ شہر صبح ہی سے
بندوقوں اور توپوں کی آواز صاف صاف سنائی دیتی تھی۔ قلعہ مونٹ ویلیرین اور بوجیول کے درمیان توپیں اور
بندوقیں آگ برسا رہی تھیں اور ان قلعجات اور جنگلوں کے لا سیلی سینٹ کلاؤڈ کے درمیان جو میدان
ہے اور دریائے سین کیجانب۔ سب جگہ بڑی تیزی سے آگ برس رہی تھی قصبہ گارچیز کے مشرق میں جو پہاڑ
ہے اس پر قریب اٹھارہ ہزار یا بیس ہزار کے فرانسیسی فوج قلعہ مونٹ ویلیرین سے نکل کر مقیم تھی تاکہ جرمنی فوج کے
۱۰۔ ڈویژن اور لینڈ وہیر گارڈ فوج پر حملہ کرے جس نے ان کا آگے بڑھنا روک رکھا تھا۔ دوسری اور فرانسیسی فوج
قصبہ سینٹ ٹری مانوٹ کی جانب بڑھ گئی اور بہت سا نقصان اٹھانے کے بعد اسپر قابض ہو گئی۔ یہ فرانسیسی فوج
اور آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ جرمنی کی فوج جا کر جو ذرا پیچھے ہٹ گئی تھی اب سنبھلکر بڑی بہادری سے لڑ رہی تھی اسنے
یہاں اور جرمنی فوج آ گئی اور فرانسیسی فوج سے یہ جگہ جرمنی فوج نے چھین لی۔ یہ لڑائی غروب آفتاب تک جاری
رہی اور اس طور سے ختم ہوئی کہ تمام جگہوں سے فرانسیسی فوج سخت نقصان اٹھا کے پسپا ہوئی۔ مقام ویلیرین تک

جس فوج نے نکلکر حملہ کیا وہ پھر پسپا ہو کے قلعہ میں آگئی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی فوجیں اُسی جگہ پر قایم رہیں کہ جسجگہ وہ بالترتیب لڑائی سے پہلے مقیم تھیں۔

۱۰ جنوری کی صبح کو جرمنی توپخانہ کی باٹریوں نے اُن قلعجات پر آگ برسانا شروع کیا کہ جو شہر سینٹ ڈینس کے گرداگرد بنے ہوئے ہیں۔ اس باٹری میں محاصرہ کرنے کی توپیں تھیں کہ جیسے اوّل اوّل قلعہ منزیرس کو گرایا گیا تھا اور اب یہ محاصرہ کرنے کی توپیں میدان میں دمدمے پر لاکے رکھدی گئی تھیں کہ جو خفیہ خفیہ اس کام کے لئے ایک ہفتہ پہلے تیار کر لیا گیا تھا سینٹ ڈینس پر گولہ باری کرنے کے لئے ۱۰ باٹریاں مقرر کی گئی تھیں کہ جنمیں ۲۰ توپیں تھیں اور وہ وہ توپیں تھیں کہ جسکے ذریعہ سے ایسا گولہ پھینکا جاتا تھا کہ جو نشانہ پر گرکے ٹوٹتا ہے۔ فرانسیسی فوج کو اس میدان میں دمدمے بنانے کی خبر تک نتھی اور اوّل تو وہ اُن کو دیکھکر بڑی متعجب ہوئی اور پھر اپنے قلعوں سے اُنہوں نے بھی گولہ باری شروع کردی۔ دوپہر تک دونوں جانب سے بڑی سخت گولہ باری ہو رہی تھی۔

فصل شانزدہم

فرانس کی شمالی فوج کی شکست جنگ ڈیجون و دیگر احوال جنگ۔

یہ جنگ ۱۸۷۰-۱۸۷۱ء جس طریقہ سے کیگئی یہ اُس طریقہ سے بہت مختلف تھا کہ جس طریقہ سے زمانہ سابق میں جنگ کیے جاتے تھے۔ اُن لڑائیوں میں جو اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے آغاز میں ہوئیں جبکہ اوّل نیپولین بوناپارٹ اپنی فوجیں لئے پھرتا تھا اور یورپ کا بہت زیادہ حصہ اُسنے فتح کر لیا تھا۔ یہ طریقہ تھا کہ ایک جنگ سے دوسرے جنگ ہونے تک جو وقفہ صرف ہوتا تو وہ عرصہ ہفتے یا مہینے ہوا کرتے تھے۔ لیکن جنگ حال میں لڑائیاں اُدھر کے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ جلد جلد ہوتے گئے اور ایک جنگ سے دوسرے جنگ کے درمیان کا عرصہ مشکل سے چند دن ہی ہوتے تھے۔

فرانس کی شمالی فوج کی شکست

جنرل فیڈہربا کی فوج کو شہر سینٹ کوئنٹن میں شکست فاحش ملنے سے فرانس کی جنگی قوت کو شمال میں بہت بڑا صدمہ پہنچا اور یہ بدقسمت شہر اب کے تیسری بار جرمنی فوج کے قبضہ میں آیا۔ جنرل فیڈہربا نے اس شہر پر قابض ہو جانے سے یا تو یہ سوچا ہوگا کہ جنوب کی طرف جانے کے لئے راستہ ہو جاوے گا اور اگر یہی اُسکا

خیال تھا تو شاید اُس نے شہر پیرون کی فتح ہو جانے کا اور جنرل وان گوئبین نے جو اپنی فوج جگہ جگہ ڈالدی تھی اس کا بھی خیال نہ کیا ہوگا۔ لیکن تمام واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قطعی جنگ فوراً کرنے کے لئے اُس کا ارادہ نہ تھا اور دوسرے یہ امر کہ جنرل وان گوئبین کی کمک کے لئے جس قدر پرشیا کی فوج پہنچ گئی تھی اُس کی تعداد اسکو معلوم نہ ہو سکی۔ اور اسلئے اس فوج کے ٹھیک تخمینہ لگانے میں اس نے دھوکا کھایا ہے۔ فیڈہرب کا پسپا ہونا شکست کی حد تک نہ پہنچا۔ لیکن اس کی پسپائی سے جرمنی فوج کو جو فائدے پہنچے اس کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس پسپائی کا بھی وہی نتیجہ ہوا جو شکست کا ہوتا۔ اس فرانسیسی لشکر عظیم میں سے ایک تہائی لشکر بوجہ قید ہو جانے کے یا غائب ہو جانے کے گویا بالکل ضایع ہو گیا۔ اور جو فوج کہ بھاگ کر غائب ہو گئی اُس کا پتہ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں چلی گئی۔ اور جو سپاہ کہ قتل و مجروح ہوئی، وہ اس کے علاوہ ہے۔ باقی فوج شہر کیمبرائی سے تھوڑی دور آگے جا کر قلعجات۔ اتاس اور ڈوئی میں مقیم ہو گئی۔ لیکن اسمیں سے بھی بہت سی فوج شہر لیلی اور سینٹ اومر کو از سر نو مرتب کرنے کے لئے بھیجی گئی۔ اس طرح سے وہ لشکر عظیم جو چند ایام پہلے شمالی فرانس میں موجود تھا اور جسکو اپنی فتحمندی کا پورا یقین تھا اب ایک بے ترتیبی سے فرانس کے شمالی شہروں میں منتشر ہوا پڑا ہے۔ اس شمالی لشکر نے بجائے اس کے کہ پیرس کی مدد کو جاوے اپنی حفاظت فراری ہی میں پائی اور یہ لشکر عظیم اب فراریوں کا ایک منتشر شدہ جتھا ہو گیا۔ اس لڑائی کے مفصل حالات حسب ذیل ہیں:۔

۱۸ جنوری کی صبح کو یہ شمالی فوج اپنی چھاؤنیوں سے شہر اروبلرز اور بیری پرس سرا وزی کیجانب روانہ ہوئی۔

۲۲ کور کا دوسرا بریگیڈ فوج شہر روپی میں اس سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا اور یہاں پرشیا کی فوج کا مقدمۃ الجیش لشکر ملا۔ یہ مقدمۃ الجیش سڑک پر رک گیا تاکہ پرشیا کی باقی فوج بھی آ جاوے۔ اس وقت فورسٹر کے بریگیڈ فوج جو شہر اکس میں پہنچ گیا تھا پرشیا کی فوج نے توپخانہ کی ایک بیٹری سے جس میں ۱۲ توپیں تھیں حملہ کر دیا۔ کیونکہ سینٹ کوئنٹن میں کوئی فرانسیسی رسالہ سواران نہ تھا اسلئے اس بریگیڈ کو جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی اُس کی خبر نہ پہنچ سکی اور جرمنی کی فوج نے بے خبری میں اُس پر حملہ کر دیا تھا۔ باوجود اس بات کے اس فوج نے جس پر دس بجے صبح کے حملہ کیا گیا تھا۔ دوپہر کے ۱۲ بجے تک نہایت بہادری سے اس حملہ کی مدافعت کی فرانسیسی فوج کی ۶۴ رجمنٹ نے کچھ عرصہ تک یہ حملہ جھیل کر برداشت کیا اور ذرا پیچھے نہ ہٹی اور لیجانازان ۲۰ پلٹن پیدل اُس کی مدد کے لئے آ گئی۔ ایسی بہادرانہ مدافعت بغیر نقصان نہیں ہو سکتی اور اسلئے اس رجمنٹ کے پانچ افسر اور ۱۰۰ سو آدمی ضایع ہو گئے۔ فوج موبایل گارڈس پر جرمنی کے رسالہ سواران نے حملہ کیا اور یہ حملہ کی مدافعت نہیں کر سکے لیکن دریائے سیوں اور مارنی کی فوج موبایل نے بڑی بہادری سے

اس حملہ کو منسوخ کیا اور رسالہ سوار ان کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ باوجودیکہ حملہ اس قدر سخت اور بیکایک ہوا تھا لیکن پہلے بریگیڈ
کو اسکو دوسرے بریگیڈ کی کمک تک نہ پہنچ سکے تھے اور جو کہ اس وقت شہر روزی کی سڑک پر بیکار پڑا ہوا تھا اپنا کوچ برابر
جاری رکھا اور شہر سینٹ پرس نہر دیسے اور سری لیس سینٹ پرس میں پہنچ گیا۔ اسلئے پرشیا کی فوج اُس فرنچ فوج کا کوچ کٹنے جانا نہ روک
سکی کہ جو زیر کمان جنرل ڈبسول تھی۔ ۲۳۔ کور فوج نے کوچ میں بھی اپنی توپیں تیار رکھیں کیونکہ ان کو یقین ہوا کہ حملہ عنقریب
ہی ہونے والا ہے تاہم وہ شہر واکس کی راہ سے شہر سرن کورٹ میں پہلے بریگیڈ کے پہنچنے کے بعد پہنچے۔ اسطرح
اُس فوج کا جو مدد کے لئے بھیجی گئی تھی سخت نقصان ہوا اور اُس نے اپنی باربرداری کی بھی کئی گاڑیاں پیچھے چھوڑ دیں
یہ پہلے دن کی لڑائی اُس جنگ عظیم کی جو ۱۹ جنوری کو ہوئی گویا پیش خیمہ تھی۔ فرانسیسی فوج ۲۳۔ کور شہر سینٹ
کوئنٹن کے نزدیک مقیم کی گئی۔ اور پہلا ڈویژن فوج شہر سیولی اور گاچی کے گرداگرد چھاونیوں میں اور دوسرا ڈویژن شہر
گروجیس اور ہکارٹس میں مقیم کیا گیا۔ فوج پرشیا نے اول کاشٹس پر حملہ کیا جسکو جیلین کے بریگیڈ نے نہایت بہادری سے
بچایا باوجودیکہ فوج پرشیا ایسی عمدہ بلند جگہ پر مقیم تھی کہ جہاں سے یہ گاؤں بالکل ان کی زد میں تھا تھوڑی سی دیر کے بعد
گروجیس پر بھی حملہ کر دیا گیا اور قصبہ ساوی کی جانب بھی آگ برسائی جا رہی تھی اور وہاں کل ۲۳۔ کور فوج بڑی جلدی سے
کوچ کر گئی اور اپنی فوج میسرہ کو جو نہر پر مقیم تھی مدد دی۔ ڈرویا کے ڈویژن فوج دگو اُس پر ابھی تک حملہ نہیں کیا گیا تھا اُس نے
بلندیوں کی جانب کوچ کیا جہاں ایک پن چکی کا کارخانہ موسومہ ٹاؤٹ ونٹ بنا ہوا ہے اور نیز ریلیہ پہاڑی کی چوٹیوں پر بھی
چلی گئی اور اس کی فوج میمنہ بھی نہر کی جانب جا رہی تھی میدان جنگ کی لائن مواضعات ہلمونٹ۔ ساوی۔ گروجیس کے
ٹاؤٹ ونٹ کی چکی۔ موضع ریلیہ لانیول سے شہر منزل سینٹ لازنٹ تک پھیلی ہوئی تھی۔ بدقسمتی سے ۲۲ کورز اور ۲۳ کورز
درمیان نہر کروزات حائل ہو گئی اور اُس کے کنارے ایسے بنے ہوئے تھے کہ آپس سے پار جانے کا راستہ
ناممکن ہو گیا تھا بس جب تک کہ سینٹ کوئنٹن کا ایک طویل چکر نہ کھایا جاوے ان ہر دو افواج کا آپس میں شریک
ہونا ناممکن تھا۔ دس بجے کے قریب جنرل جیلین کو یہ احکام روانہ کئے گئے کہ موضع کاشٹس کو چھوڑ کے بلندیوں پر
قبضہ کر لو۔ اور اُسی وقت جنرل ڈرویا کی فوج پر حملہ کر دیا گیا۔ اس حملہ کرنے میں توپخانہ بھی شریک تھا۔ پرشیا کی فوج
پہاڑی کی چوٹیوں سے فرانسیسی فوج پر اسقدر تیزی سے حملہ کرتی ہوئی دوڑ کے فرانسیسی فوج کے قریب آگئی کہ فرانسیسی
فوج نے اُن کو دشمن کی فوج نہ جانا اور جب یہ پرشیا کی فوج دو سو گز کے فاصلہ پر رہ گئی تب اُن کو معلوم ہوا۔ پھر تو فرانسیسی
فوج نے وہ آگ کی بوچھاڑ برسائی کہ جرمنی فوج کا آگے بڑھنا ایک دم سے رک گیا اور اب جرمنی فوج اُس قدر
تیزی سے بھاگی کہ حملہ کرتی ہوئی بھی اسقدر تیزی سے نہیں اتری تھی۔ مگر اس پرشیا کی فوج کا بہت نقصان ہوا اور شہر کر

تمام جرمنی کشتگان کی نعشیں اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اس پر جرمنی کی سب سے شمالی پلٹنیں آگے بڑھیں اور
جنرل بسول نے ان کے روکنے کے لئے چار توپوں کی ایک باڑی آگے بڑھائی۔ لیکن یہ توپیں اس کام
کے لئے کافی نہ تھیں اور جرمنی توپخانہ کی باڑیوں نے فرانس کی اس باڑی کو بے کار کر دیا لیکن فرانسیسی فوج
نے فوراً ایک باڑی بارہ توپوں کی اس کی جگہ قایم کر دی اور جب نے اسے جرمنی باڑی کو خاموش کرنا شروع کر دیا
لیکن اب پرشیا والوں کی بھی ایک اور باڑی توپخانہ کی آگئی جس کی وجہ سے اب باڑیوں کی جگہ تبدیل کرنا پڑی اور جنرل
بسول جبکہ اندر بیٹھا ہدایتیں دے رہا تھا۔ تو گولے کے ایک ٹکڑے سے اس کے پیٹ میں ایک سخت زخم آیا۔
ڈروپا کے ڈویژن فوج کی بلند چوٹیوں پر مقیم تھی جہاں سے وہ جرمنی فوج کا آگے بڑھنا روکتی رہی بیسن ڈی ریلیو پر
آٹھ توپوں کی ایک باڑی مقیم تھی اور اس کی گولہ باری جرمنی باڑی کی گولہ باری سے بہت اچھی رہی۔ دو بجے کے
قریب پرشیا کی تمام فوج ۲۲۔ کورز کے سامنے سے پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن ۲۳۔ کورز فرانسیسی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا
جنرل فیڈہرب نے اس فوج کی مدد کو کئی پلٹنیں ۲۲۔ کورز کی بھیجیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ مدد وقت پر پہنچی یا نہیں
لیکن ۲۳۔ کورز پیچھے ہٹتی ہوئی صاف نظر آتی تھی اور اس کے بعد وہ جلد پسپا ہو گئی۔ اس وقت دو یا تین بجے
تھے۔ لیکن ۲۲۔ کورز فوج پرشیا کو ہٹا کر اس وقت بہت آگے بڑھ گئی تھی۔ چونکہ اس کی لائن فوج جو بطور محراب دائرہ
کے پڑی ہوئی تھی اب فوج کے آگے بڑھنے کے ساتھ وہ بھی بڑھتی گئی لیکن اب اس لائن کو خطرہ ہو گیا تھا کیونکہ جب
لائن کے بڑھنے کے یہ لائن فوج پتلی ہوتی جاتی تھی۔ اور خطرہ یوں اور زیادہ تھا کہ فرانسیسی فوج محفوظ اب بہت کم رہ گئی
تھی اور پرشیا کی تمام فوج اب ایک جا جمع ہو کر تین یا چار کالموں میں قریب قریب پڑی تھی اور جو اب ایک لمحہ میں فرانسیسی
پتلی لائن فوج کو بھگا سکتی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲½ بجے کے قریب فوج موبائل نے پیچھے ہٹنا شروع کیا لیکن موضع
کاچی کے مقابل شفاخانہ کی گاڑیوں کے پیچھے جا کر یہ فوج پھر جمع ہوئی اور محفوظ فوج زد اثر کے ہمراہ ٹھیرا گیا اسکو
یہ حکم دیا گیا کہ جب تک فوج پسپا نہ ہو جاوے یہ وہاں ٹھیری رہے۔ ڈروپا کے ڈویژن کے مقابلہ میں ایک مضبوط
جرمنی فوجی کالم نے فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن فرانسیسیوں کی ایک باڑی نے جس میں ۸ توپیں تھیں اور جو
ایم بونٹ پاوسے کے ماتحت تھی اس نے پرشیا کی فوج کا آگے بڑھنا روکا اور فوج پرشیا کو سخت نقصان پہنچایا
چار بجے کے قریب فرانسیسی فوج نے اپنی جگہ کوئی نہیں چھوڑی تھی اور بڑی بہادری سے بچائی ہوئی تھی لیکن
فرانسیسی فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیا گیا اور جب تک یہ حکم اس حصے کو دیا گیا کہ پاڑل ڈمی آلوی کے ڈویژن فوج
پر یہ اعتبار نہیں کیا گیا کہ وہ جرمنی سپاہ کے حملہ کی مدافعت کر سکے گی۔

۲۲- کور کی چند پلٹنیں لڑتی رہیں اور ان کی آڑ میں تمام فوج پسپا ہوتی رہی اور یہ پسپائی اول تو بڑی ہی باقاعدہ اور باترتیب تھی پلٹنیں جا چکیں تو ان کے بعد توپخانہ گیا لیکن اس کی تھوڑی ہی دیر کے بعد فوج پرشیا کا توپخانہ اُن بلندیوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا جہاں سے فرانسیسی فوج عین زد میں تھی اور اب انہوں نے وہاں سے آگ برسانا شروع کر دیا۔ فرانسیسی فوج اول تو تیز قدمی سے چلی تاکہ ان دشمنوں کی توپوں کی زد سے باہر نکل جاوے لیکن گولہ باری کا اثر اسقدر تیز تھا کہ فوج فرانس کو بھاگنا پڑا اور آگے بڑھ کر پھر باقاعدہ چلنے لگے لیکن فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ تمام فوج فرانسیسی پرشیا کی گولہ باری کے اندر سے شہر سینٹ کوئنٹن میں ہو کر گذری۔ فوج پرشیا نے اب اس شہر پر گولہ باری شروع کر دی جسکی وجہ سے مکانوں کی چھتیں پاش پاش ہو کر مکانوں میں آگ لگتی تھی۔ بوجہ رات ہو جانے کے فرانسیسی فوج کا تعاقب موقوف ہوا اور جنرل فیڈھرب بغیر زاید نقصان کے شہر کیمبرائی کیجانب پسپا ہوا۔

جنگ ڈیچون

۲۱- جنوری کی صبح کے دس بجے پرشیا کی ایک فوج اُن پہاڑیوں میں سے بعض پہاڑیوں پر مقیم ہوئی کہ جو شہر ڈیچون کے گرد اگرد ہیں اور فرانسیسی باڑیوں پر آگ برسانا شروع کیا لیکن فوج پرشیا کی آگ ایسی مضبوط نہ تھی کہ جیسے فرانسیسی آگ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ پرشیا کی فوج کے پاس توپخانہ بھی کم ہے۔ پرشیا کے اس فوج کے گولے بھی نشانہ پر نہیں پہنچتے تھے جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا تھا اور بہت سے گولے جاتے ہوئے ہوا ہی میں ٹوٹ جاتے تھے اور ان سے کچھ نقصان نہیں ہوتا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ کی باڑیاں جو موضع تالنٹ اور سینیر پر مقیم تھیں بڑی جلدی جلدی گولہ باری کر رہی تھیں اور دشمن کو نقصان بھی پہنچاتی تھیں۔

فرانس کی ایک باڑی نے بہت جلدی جلدی گولہ باری کی اور اس کو کچھ نقصان نہیں ہوا یہ تمام لڑائی توپخانوں ہی سے ہوئی سوائے ایک چھوٹے سے معرکے کے کہ جو پیدل فوج سے قصبہ فونتین اور ڈیجی اور ہائی ویلی پر ہوا کیونکہ ان قصبات پر پرشیا کی فوج حملہ کرنے ہی کو تھی۔ سہ پہر کو چار بجے دونوں جانب سے گولہ باری موقوف ہو گئی اور اگر جانبین میں سے کسی کو کچھ بھی فائدہ ہوا ہوگا تو وہ فوج مقیمہ ڈیچون کو ہوا۔ پرشیا کی فوج کی تعداد دس ہزار یا پندرہ ہزار تھی اور فرانسیسی فوج جو ڈیچون میں گریبالڈی کے ماتحت تھی اس کا تخمینہ بیس ہزار سے چالیس ہزار تک کیا گیا ہے اور فرانسیسی فوج میں تین توپیں بڑی تھیں اور چالیس چھوٹی تھیں اور اسی قدر کوہی

تو ہیں تھیں۔

۲۱۔ جنوری کی آدھی رات کے قریب پرشیا کی فوج نے قصبات ہائی ویلی، ڈیلیس اور فون ٹین لیس ڈیچون پر فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور چونکہ اُن کے مقابلہ کے لئے یہاں فرانسیسی فوج کم تھی اس لئے فوج پرشیا نے ان قصبات پر قبضہ کر لیا۔ شہر اسٹیٹ میجر میں بڑی کھلبلی پڑی ہوئی تھی فرانسیسی فوج بڑی عجلت کے ساتھ شہر میں کبھی اِدھر آتی کبھی اُدھر جاتی اور تمام آدمیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ شہر پر رات کو حملہ ہوگا۔ فوج کو یہ حکم دیا گیا کہ شہر کے جو بڑے بڑے دروازے ہیں اُن کے قریب مقیم رہے تاکہ اگر فوج پرشیا حملہ کرے تو اُسکی مدافعت کیجا وے۔ شہر کے حاکم اعلیٰ کے مکان کے سامنے گریبالڈی تمام رات اپنی گاڑی میں بیٹھا رہا جنرل بورڈون جو ایک بڑا ہشیار جنرل تھا تمام رات شہر میں معہ فوج پھرتا رہا جنرل پلیسیر اپنی جگہ رات بھر جاگتا رہا یہاں تک تیاری کر لی تھی کہ گاڑیوں میں روانگی کے لئے اسباب تک رکھدیا تھا۔ مگر دشمن نے رات کو اس شہر پر کوئی حملہ نہیں کیا اور علے الصباح فرانسیسی فوج شہر سے باہر نکلنا شروع ہوئی۔ ۲۲۔ کی صبح کو بہ نسبت روز گذشتہ کے بڑی تیز گولہ باری شروع کر دی گئی اور فرانسیسی فوج کی جتھیں کی جتھیں اُن مقاموں کی جانب بڑھی جاتی تھیں جو اُنسے دشمن نے چھین لئے تھے۔ فوج پرشیا کی زیادہ تر گولہ باری کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ رات کو پرشیا کی فوج میں اور کمک آ گئی تھی۔ فرانسیسی فوج کے حملہ کا رخ فون ٹین لیس ڈیچون کی جانب تھا اور قصبہ ٹالنٹ میں سے برابر گولے اور گولیاں آ رہی تھیں۔ دوپہر کے قریب لڑائی بہت تیز ہو گئی اور فرانسیسی فوج کامیابی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اسوقت فرانسیسی فوج موبائل کو حکم دیا گیا کہ اس پرشیا کی فوج پر جو فون ٹین میں مقیم ہے سنگین سے حملہ کر دے اسوقت فرانسیسی فوج زواۓز (قواعد دان) کے تین سپاہی ڈیچون میں موجود تھے جو اپنی رجمنٹ کو جاتے تھے انہوں نے بطور والنٹیر کے اپنے تئیں اس فوج موبائل کے آگے آگے رکھا اور اس فوج کے آگے آگے چلے۔ ان کی اس ہمت اور جرأت سے تمام فوج موبائل میں بہادری اور جرأت و ہمت زیادہ ہو گئی۔ اس فوج نے اب اُن کے پیچھے پیچھے جا کر اور جو نظیر انہوں نے قایم کی تھی اُس پر عمل کر کے بڑی بہادری سے آگے بڑھکر دشمن پر دلیرانہ حملہ کیا۔ ان کے سامنے سے پرشیا کی فوج پسپا ہو گئی اور تھوڑی دیر لڑائی کر کے موضع ڈیکس میں جو پہاڑی پر واقع تھا۔ جا کر پناہ لی۔ اسجگہ فوج موبائل نے زیر ہدایت اُن تین قواعد دان سپاہیوں کے۔ دشمن پر سنگینوں سے بڑا سخت حملہ کر دیا اور اس حملہ میں فوج موبائل پھر کامیاب ہوئی۔ یہاں پر فوج پرشیا نے اس حملہ کی مدافعت بہت جم کے کی اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں وہ اپنے مقتولین اور مجروحین کی نعش بھی اور

جسموں کے انبار میں پیروں سے گھٹنوں تک نظر آتے تھے۔ یہاں پر اس فرانسیسی فوج کو پھر کامیابی ہوئی اور یہ ہر جگہ ان تینوں والنٹیر سپاہیوں کے پیچھے چلی جا رہی تھی اور یہ سپاہی اپنا ہتھیلی پر دھرے ہوئے آگے آگے جا رہے تھے۔ اب اس فوج نے قصبہ ہاٹولی کی جانب رخ کیا اور اس آخری جگہ سے بھی پرشیا کی فوج کو سنگینوں سے حملہ کر کے بھگا دیا اور ان تین والنٹیر سپاہیوں کی بہادری کی وجہ سے فرانسیسی فوج نے اپنی سب جگہیں پرشیا سے لے لیں اور پرشیا کی فوج کو بڑی فاحش شکست دی اور پرشیا کی فوج اس قدر ماری گئی کہ یہ نقصان ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ لڑائی شام تک ہوتی رہی اور سب جگہ پرشیا کی فوج کو شکست ہوئی اور تھوڑے سے قیدی بھی فرانسیسی فوج نے گرفتار کئے۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا کی فوج کی وہ گاڑیاں جنہیں مجروحین کو میدان جنگ سے اٹھا کے لے جاتے ہیں گرفتار کر لیں جن کی تعداد تین سو تھی اور چھ یا سات گاڑیوں میں ڈاکٹری اور جراحی کی کل ادویات وا اوزار موجود تھے۔ فرانسیسی فوج بھی بہت ماری گئی اور اس کے غیر معمولی طور سے انکے افسر بہت ضائع ہوئے۔

۲۳ جنوری کو علی الصباح فرانسیسی فوج میں بہت گھبراہٹ پڑی ہوئی تھی چونکہ وہاں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ رات کو فوج پرشیا کی کمک پر اور فوج آگئی ہے۔ رات کو فوج پرشیا ایک بڑا چکر کاٹ کر پھر اسی جگہ مقیم ہوئی جہاں کہ اس نے ۲۲ کو فرانسیسی فوج پر حملہ کیا۔ تین بجے تک لڑائی صرف توپخانہ سے ہوتی رہی۔ پرشیا کی فوج کی گولہ باری ٹھیک نشانہ پر ہوتی تھی اور بہت جلد جلد بھی نہ ہوتی تھی۔ فرانسیسی توپخانہ نے جو قصبہ سینٹ مارٹن میں مقیم تھا ہر ایک گولے کا جواب بڑی جلدی جلدی دیا جا رہا تھا اور باوجودیکہ دشمن کے کئی گولے فرانسیسی گولندازوں کے درمیان میں جا گرے تاہم فرانسیسیوں کی ہمت کم نہیں ہوئی۔ فرانسیسی توپخانہ کی باٹری نے جو قصبہ فونٹین لیس ڈیجون پر مقیم تھی پرشیا کے توپخانہ کی باٹری پر جو قصبہ پوٹلی میں تھی خوب گولہ باری کی اور قصبہ بلندرینی پر ایک توپ پڑی ہوئی تھی وہاں سے بھی کبھی کبھی ایک آدھ گولہ آ پڑتا تھا۔ ساڑھے تین بجے پرشیا کی اپنی توپیں سڑک کی دونوں جانب تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے سے لگا دیں اور چھ توپیں ذرا پیچھے لیجا کر ایک بلند مقام پر لگا دی گئیں۔ اور اسوقت پرشیا کی فوج نے بڑے غصہ سے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ تمام فرانسیسی مقامات پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس وقت تمام مختلف دمدموں اور مورچوں پر ایسا کہر چھا رہا تھا کہ وہ نظر نہ آتے تھے ہاں جب توپ چلنے کا شعلہ اٹھتا تب دکھ جاتے تھے۔ گولوں کی ہوا میں ایسی آواز سنائی دیتی تھی کہ جیسے طوفان میں کوئی جہاز آ جاتا ہے اور ہوا اس کے بادبانوں اور رسیوں میں سے سنسناتی

سے نکلا کرتی ہے۔ پرشیا کی تمام پیدل فوج نے متواتر باڑھیں بندوقوں کی لگائیں اور اس سے فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ چار بجے کے قریب تمام فرانسیسی فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن پر سنگینوں سے حملہ کرے۔ آج کی لڑائی میں یہ بڑا پر شور اور موثر نظارہ تھا جب کہ کل فرانسیسی فوج نے جو سوا میل تک پھیلی ہوئی تھی نعرہ ہائے خوشی بار بار کر حملہ کرنے کے لئے آگے کوچ کیا۔ گریبالڈی کی فوج اور فرانسیسی فوج جو باہم شانہ بشانہ ملی ہوئی بڑھی چلی جاتی تھی اور پرشیا کی فوج کا توپخانہ ان کے مقابلہ پر تھا۔ پرشیا کی پیدل فوج جو فرانسیسی فوج کے مقابل ایک لائن میں کھڑی تھی فرانسیسی فوج کے برابر بڑھنے سے بڑی گھبراہٹ سے پسپا ہو گئی اور توپخانہ کی باڑی بھی پسپا ہو کے پیچھے ہٹ گئی۔ اس عرصہ میں فرانسیسی توپخانہ کی باڑیوں نے فوراً آگے بڑھ کے اس مورچہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے فوج پرشیا کے توپخانہ کی باڑی ابھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس وقت سے فوج پرشیا نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ تھوڑی سی فوج لڑتی رہی اور اس کی آڑ میں کل فوج پرشیا بڑی عمدہ اور باقاعدہ طور سے پسپا ہو گئی۔ گولہ باری بتدریج کم ہوتے ہوتے شام کے پانچ بجے بالکل موقوف ہوئی جبکہ پرشیا کی فوج کے تمام مورچوں اور دمدموں پر فرانسیسی فوج قابض ہو گئی۔ شہر ڈیجون پر فرانسیسوں نے بے شک بڑی فتح پائی۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا کی ایک رجمنٹ سے اس کا جھنڈا چھین لیا جس پر ریشم سے کام بنا ہوا تھا اور کچھ سپاہی فوج پرشیا کے گرفتار کئے۔ اس تین دن کی لڑائی میں مقتولین اور مجروحین میں فرنچ فوج کے ایک ہزار پانسو سپاہی ضائع ہوئے اور فوج پرشیا کا نقصان اس سے بھی بہت زیادہ ہوا۔ راک پولنڈ کے جنرل بوسک کے ایک مہلک زخم آیا۔ اس سے فرانسیسی فوج کو بہت افسوس ہوا۔

۲۲۔ جنوری کو شہر کیمبرائی پر گولہ باری شروع کی گئی۔ پرشیا کی فوج نے اپنا توپخانہ اس شہر کے جنوب مغرب کی طرف بجانب شہر مارکو آنگ اور سیرنزقایم کیا لیکن لکراس کا بحری توپخانہ اس شہر کی حفاظت پر تھا اور اس لئے پرشیا کے توپخانہ کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ جنرل دن گوئنٹن نے یہ دیکھ کر کہ یہ شہر جلدی سے فتح نہیں ہو سکے گا اور اس کو یہ بھی خوف ہوا کہ کہیں فرانسیسی فوج پیچھے سے آکر حملہ نہ کر دے اس لئے ۲۳۔ تاریخ کو اس نے محاصرہ اٹھا لیا۔

۲۴۔ جنوری کو باشندگان شہر جیبورسس نے ایک بہت بڑی فوج پرشیا کے حملہ کی مدافعت بڑی بہادری سے کی جن شخصوں کے پاس ہتھیار نہ تھے انہوں نے درانتی اور کھرپے سے لڑائی کی۔ انہوں نے گھوڑے اور گاڑیاں گرفتار کر لئے اور جرمنی فوج کے بارہ سپاہی مار ڈالے۔

۲۳ جنوری کو پرشیا کی فوج نے شہر لافلیچی کو خالی کر دیا۔ لیکن ۲۴ جنوری کو جبکہ ایک فرانسیسی فوج لافلیچی کیجانب بھیجی گئی تو وہاں اس نے کچھ جرمنی فوج کو کمین میں چھپا ہوا پایا۔ فرانسیسی رسالہ سواران مع پیدل فوج کے وہاں پہنچ گیا اور اس نے پچھتر جرمنی کے سپاہیوں کو منتشر کر دیا اور بہت سے سپاہی مار ڈالے۔ اور پرشیا کی فوج کو شہر سے بھگا کر فرانسیسی فوج شہر پر قابض ہو گئی بعد ازاں ایک مضبوط دستہ پرشیا کی فوج کا آگیا اور پھر فرانسیسی فوج شہر بوجس کیجانب پسپا ہو گئی۔ شہر لافلیچی کے بازار میں پرشیا کی بہت فوج ماری گئی۔ فرانس کی فوج موبائل نشنل: قواعد داں فوج کے لڑی۔

پیرس کے قلعجات پر ۲۳ جنوری کو گولہ باری شروع کی گئی اور شہر ڈینس کے قلعجات پر ۲۲ کی شام سے گولہ باری شروع کر دی گئی تھی جو ۲۳ کی سہ پہر کے چار بجے تک آہستہ آہستہ ہوتی رہی۔ فرانس نے ۲۲ تاریخ کی رات اور ۲۳ کی صبح تک شہر سینٹ ڈینس کے قلعوں کو جو کچھ نقصان پہنچا تھا اس کی مرمت کر لی۔ اور اس عرصہ میں ان قلعوں میں وہ بڑی بھاری بھاری توپیں لے آئے جیسی قبل اس قلعہ میں نہ تھی اور اپنے میدانی توپخانہ اور پیدل فوج کو ذرا آگے بڑھایا اور اسی طرح جنگی کشتیوں کو تا کہ قصبات اپینی اور آرسین کے لوگوں پر حملہ کا خوف ڈالدیں اور سہ پہر کو چار بجے جبکہ گہر موقوف ہوا فرانسیسی فوج نے بڑھ کر حملہ کر دیا۔ چھ بجے تک جانبین میں نہایت سخت لڑائی توپوں کی رہی۔ جرمنی توپخانہ کے دو افسر اور ایک کپتان ۲۲ جنوری کو مارے گئے۔ ۲۶ جنوری کو وارسیلز سے جرمنی توپخانہ کو یہ حکم موصول ہوا کہ اگر فرانسیسی آگ برسانا موقوف کر دیں تو جرمنی توپخانہ بھی رات کے بارہ بجے کے بعد سے گولہ باری موقوف کر دے اور جب تک کہ دیگر احکام دوبارہ نہ پہنچ جاویں گولہ باری پھر شروع نہ کرے۔ ہاں اس وقت ایسا کرنے کا اختیار ہے جب کہ اول فرانسیسی فوج خود ہی گولہ باری شروع کر دے۔

۲۴ جنوری کو شہر لانگوئی نے جس پر نو دن سے گولہ باری ہو رہی تھی اپنے تئیں فوج پرشیا کے سپرد کر دیا چار ہزار (۴۰۰۰) قیدی اور دو سو توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۴ جنوری کو فرینکس ٹیرر کے ایک دستہ نے پرشیا کی فوج کو قصبہ لاسورت سے بھگا دیا اور کئی سپاہی مار ڈالے

۲۴ جنوری کو پرشیا کی ایک فوج جسکی تعداد دو ہزار تھی شہر چین کو گئی اور وہاں فرینکس ٹیرر کے ایک دستہ فوج سے اسکی لڑائی ہوئی۔ مگر اس لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن پرشیا کی فوج نے یہ کہلا بھیجا کہ اگر فرینکس ٹیرر پھر ہم پر چھپ کے آگ برسائینگے تو ہم شہر کو جلا دینگے۔

جنگ بلفورٹ کے بعد اس بقیہ فرانسیسی فوج کا جو پسپا ہو گئی تھی جو زیر کمان جنرل بوربکی تھی جنرل مانٹیفل نے ایک بڑی تعداد فوج پرشیا کے ساتھ تعاقب کیا اور اس فوج کے پرشیا کی فوج کے ساتھ ۳۰ اور ۳۱ جنوری اور یکم فروری کو کئی معرکے ہوئے جن میں سے بعض معرکے سخت بھی ہوئے اور خاص کر وہ معرکہ بہت سخت تھا جو قصبہ لاکلوز کے پاس ہوا اور یہ قصبہ فرانس کے شہر پونٹ ارلیئر اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے بیچ واقع ہے اور یہاں پرشیا کی فوج نے حملہ کرکے فرانس کی تمام فوج کو سرحد کے پہاڑوں میں بھگا دیا اور آخر کار فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی۔ پرشیا کی فوج نے دو جھنڈے آٹھ توپیں اور ۱۹ مٹرلیوزیں۔ دو جنرل اور پندرہ ہزار سپاہی گرفتار کئے۔ اور علاوہ اس کے کئی سو چھکڑے اور رسد کی گاڑیاں اور بے شمار سامان جنگ فوج پرشیا کے ہاتھ لگا۔ جرمنی فوج مقتولوں میں اور مجروحین میں قریب چھ سو کے ضایع ہوئی۔ جنرل مانٹیفل نے فرانس کی فوج کو حدود سوئٹزرلینڈ کے پہاڑوں پر اس قدر دبایا اور گھیر لیا اور فرانس کی فوج کو دو باتوں پر مجبور کیا کہ یا تو وہ اپنے تئیں سپرد کر دے اور یا علاقہ سوئٹزرلینڈ میں چلی جاوے۔ فرانسیسی جنرلوں نے اس مخمصہ سے نکلنے کے لئے وار کونسل جمع کی اور خواہش ان کی یہ تھی کہ فرانسیسی علاقہ میں اس فوج کو رہنے دیا جاوے۔ مگر شاہ پرشیا نے یہ بات نہ مانی۔ اسپر یہ فرانسیسی فوج جسکی تعداد ۸۰۰۰۰ ہزار تھی سوئٹزرلینڈ کے علاقہ میں داخل ہو گئی اور اپنے تئیں دشمن کو سپرد کر دینے سے بچا لیا۔

جنرل گریبالڈی کو جنوری کے اختتام پر اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں پرشیا کی فوج اسکو یہاں گھیر نہ لے اسلئے وہ نہایت جلدی سے پسپا ہو گیا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کے بعد یکم فروری کو فوج پرشیا نے ڈیجون پر قبضہ کر لیا۔

فصل ہفدہم

پیرس کی سپردگی۔ صلح کے لئے مہلت جنگ

فرانسیسیوں نے جسقدر ان تھک اور باستقلال کوششیں اس بارہ میں کیں کہ فوج جرمنی کو ملک فرانس سے باہر نکال کر ان کے ملک میں ان کو واپس بھگا دیا جاوے یہ سب کوششیں بیکار گئیں۔ اور فرانس کی فوجی شہرت اور اسکا جنگی دبدبہ و اقتدار کچھ عرصہ کے لئے کم ہو گیا۔ تواریخ اسبات کی شاہد ہیں کہ فرانسیسی قوم زمانہ سابق میں بھی بڑے بڑے تغیر اور انقلابات برداشت کر چکی ہے لیکن اس زمانہ سے کہ جب

ایڈورڈ[1] بلیک پرنس نے فرانس کی بے شمار فوج کو شکست فاش دی تھی تب سے فرنسیسی قوم نے ایسا سخت
تغیر اور انقلاب برداشت نہیں کیا تھا جیسا کہ انیسویں صدی کے آخری نصف حصہ میں یعنی ۱۸۷۱ء کے
شروع میں اُس نے برداشت کیا میدان کارزار میں فرانس کے ہر ایک لشکر کو شکست ہو گئی ہے اور
ایسے حالات میں دارالخلافہ کے فتح ہو جانے میں ایک ایسی بات وابستہ ہے کہ جسکو معمولی شکست نہیں سمجھا
جا سکتا۔ اور اس خیال کو وسیع کرنے سے صاف اور صریح طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ بات یا حکمت
عملی عقل کے موافق ہے یا نہیں کہ فرانس کی عزت قایم رکھنے کے لئے یا اُس کے فائدے کیلئے آیا یہ جنگ
قایم اور جاری رکھی جاوے؟ ایسے حالات میں ایم گیمبیٹا کی مزاج کا آدمی چاہے کچھ ہی خیال کرے یا عمل
کرے لیکن ایم جولیئس فاور۔ جنرل ٹروچا اور دیگر اعتدال پسند ممبران عارضی گورنمنٹ فرانس کے رویہ سے
یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ وہ ایک ایسی تجویز کو منظور کرینگے جو ملک فرانس کو اب زیادہ عرصہ تک ایک
غیر مفید جنگ میں اور زیادہ مبتلا رکھے جسمیں فتحمندی کی بالکل اُمید نہ ہو۔ اسلئے پیرس کا فتح ہو جانا یا مطیع ہو جانے
کا زمانہ جنگ ہذا میں ایک ایسا زمانہ ہوا ہے جسمیں اس بات پر خوب بحث ہوئی تھی کہ آیا جنگ جاری رکھا جائے
یا صلح کر لیجاوے۔ اس سوال کا فیصلہ اب کُل ملک فرانس ہی کر سکتا تھا کیونکہ فرانس کی گورنمنٹ آف ڈیفنس
نے تو یہ قرار داد کر لیا تھا کہ جب تک حملہ آور زمین فرانس پر موجود ہے ہم صلح نہیں کرتے اور اس لئے اب
بجائے نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ کی نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کا منتخب کیا جانا ضروری ہوا اور نہ صلح ہونا
ناممکن تھی چونکہ پہلی حالت میں نہ تو حملہ آوروں کا فرانس سے نکلنا متصور ہو سکتا تھا اور اس لئے صلح کا ہونا خیال
نہیں کیا جا سکتا تھا اسلئے نیشنل اسمبلی کے انتخاب کی ضرورت ہوئی اور ملک فرانس سے اسی سوال کا جواب پوچھا
گیا کہ کیا اب جنگ کو ختم کر دیا جاوے؟ لیکن اب ظاہر سوال یہ بھی آ پڑا تھا کہ اب فرانس میں کونسی قسم کی گورنمنٹ
قایم کیجاوے۔ لیکن یہ بات تو صاف ظاہر ہو گئی تھی کہ فرانس میں اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ منتخب
ہو وہ اب ہر کارروائی قوم کی مرضی کے موافق کرے گی۔ اور چونکہ قوم فرنچ کو اب یہ ایسا موقع مل گیا تھا کہ سب
ملک فرانس کے خیالات ظاہر ہو گئے اسلئے جس قسم کی گورنمنٹ قایم ہوتی وہ ان خیالات ملک کی نقیض کا رد ہوتی

فٹ نوٹ سلہ[1]۔ ایڈورڈ بلیک پرنس شہزادہ انگلینڈ یعنی ایڈورڈ سوم کا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ باپ کے حین حیات
میں بر فوت ہو گیا۔ بڑا بہادر اور جستری تھا۔ کریسی کی لڑائی میں ۱۳۴۶ء میں فرانس کی بے شمار فوج کو بڑی بہادری سے
شکست دی۔ المترجم۔

ہرگز نہ کرتے - کیونکہ اب کسی قسم کی گورنمنٹ بغیر کل ملک فرانس کے منظوری سے لئے - ایک بڑا قطعہ ملک دے کر صلح نہیں کر سکتے تھے اسی طرح سے اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ ہوتی بغیر اس کی مرضی کے جنگ بھی جاری نہیں رکھ سکتی تھی - اس طرح سے باشندگان فرانس کو اب یہ موقع اس بات کے فیصلہ کرنے کا ملا تھا کہ اب وہ کس قسم کی گورنمنٹ کو ملک میں جاری کرنا پسند کرتے ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ اس مفید سوال کا اُن کو فیصلہ کرنا باقی تھا کہ آیا صلح کر لی جاوے یا جنگ کو جاری رہنے دیا جاوے -

قلعجات پیرس کی سپردگی کی بابت خاص خاص شرطیں حسب ذیل تھیں :-

صلح برائے مہلت جنگ پیرس میں فوراً عمل پذیر ہوگی - اور دیگر اضلاع میں تین دن کے بعد سے - اور ۱۹ فروری کی دوپہر کو یہ عارضی صلح ختم ہو جاوے گی -

حد بندی عارضی کا یہ فیصلہ ہوا کہ اضلاع سارتھی - انڈری - اوائر - لوئر - چیر - لور ریٹیولی اور ان کے علاوہ جتنے اضلاع شمال مغرب میں ہیں سوائے اضلاع پس ڈی کالشس اور نورڈ کے یہ سب جرمنی قبضہ میں رہینگے -

اس عارضی صلح کا فیصلہ دوبارہ اضلاع کوٹ ڈمی اور ڈوبس جورا - اور بلفورٹ محفوظ رکھا گیا تا وقتیکہ جب تک کہ فرانس کے اس حصے میں فوجی کارروائی جاری رہے گی اور جس کارروائی میں بلفورٹ کا محاصرہ بھی شامل ہے - فوج بحری بھی اس مہلت جنگ سے مستفید ہوگی - قیدیان رہا کئے جاوینگے اور مال غنیمت واپس دیا جاویگا -

تمام قلعجات پر جرمنی قبضہ کرا دیا جاوے گا اور تمام سامان جنگ جرمنی فوج کو دے دیا جاوے گا ان امور کے عملدرآمد کے لئے فوراً کارروائی شروع کی جاوے گی -

ریلوے جات آرلینز نیورس اور آرلینز اور النکاون - یہ سب ریلوے فرانسیسوں کے استعمال کے لئے کشادہ رہیں گے تا کہ پیرس میں غلہ اور سامان وغیرہ کا ذخیرہ کر لیا جاوے اور دریائے سین اور مارنی اور جنوب و مغرب کی سڑکیں بھی اسی غرض کے لئے فرانسیسوں کے لئے کشادہ رہینگی -

نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کے انتخاب کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے کی کارروائی شروع

کی جاوے گی کیونکہ نیشنل اسمبلی صلح کرنے یا جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کرے گی۔ شہر بورڈو مقرر کیا جاتا ہے وہاں نیشنل اسمبلی کا جلسہ منعقد ہوگا۔

پیرس کے تمام قلعجات جرمنی فوج کو فوراً سپرد کر دیئے جاویں گے۔ اور پیرس کے خاص قلعہ میں سے فوج اور ہتھیار سب نکال کر اسکو خالی کر دیا جاوے گا۔

تمام فوج بری اور بحری اور موبائل گارڈس موجودہ پیرس اسیران جنگ ہیں سوائے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) فوج کے جو عام انتظام کے لیئے قایم رکھی جاوے گی۔ یہ اسیران جنگ اس عارضی صلح کے دوران میں پیرس کی فصیل کے اندر ہی اندر رہینگے اور ان کے ہتھیار لے لئے جاویں گے۔ فوج نیشنل گارڈس اور فوج پولیس اپنے ہتھیار برائے انتظام اور حفاظت عامہ اپنے پاس رکھے گی اور فرنیکس ٹیریر کی تمام فوجیں توڑ دی جاویں گی جرمنی فوج کے جہاں تک اختیار میں ہوگا۔ فرانسیسی محکمہ کمسریٹ کو اس بارہ میں سہولت اور آسانی سے مدد دے گی کہ پیرس میں غلہ وغیرہ پھر جمع کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص پیرس سے جانا چاہے گا تو فرانسیسی حکام کی اجازت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہوگا کہ جرمنی افسران کی بھی اجازت حاصل کی جاوے۔ جرمنی فوج کے خرچ کے لئے شہر پیرس سے پندرہ دن کے اندر اندر بیس کروڑ فرانک چندہ کر کے جرمنی افسران کو دئے جاویں (فرانک ملک فرانس کا ایک سکہ چاندی کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے سکے سے اگر اس کی قیمت کا موازنہ کیا جاوے جو ہمیشہ بوجہ نرخ تبادلہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے تو آجکل ایک فرانک ہندوستان کے بارہ آنے کے برابر ہوتا ہے۔ از مترجم)

اس عارضی صلح کے دوران میں فرانس کی سرکاری جائداد کا انتقال نہ ہو سکے گا۔ جرمنی اسیران جنگ بعوض بے شمار فرانسیسی اسیران جنگ کے رہا ہونگے یعنی جانبین اسیران جنگ کو رہا کر دینگے اور اسی طرح سے ہر دو جانب کے جہازوں کے کپتان اور دیگر عام آدمی جو اسیر جنگ ہیں یہ سب چھوڑ دیئے جاوینگے۔

پیرس کی سپردگی کے شرائط پر ۲۸ جنوری کی سہ پہر کو فریقین کے دستخط ہو گئے اور جرمنی کی فوج نے ۲۹ جنوری کی صبح کو قلعجات پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ مونٹ ویلیرین پر جرمنی کی فوج نے ۲۹ جنوری کی شام ہی کو قبضہ کر لیا۔ ان قلعجات میں جرمنی فوج اپنی بھاری بھاری توپیں

تو ڈالے گئی چونکہ پیرس کا خاص قلعہ بڑا مستحکم تھا اور اس میں بڑی بڑی توپیں اور فوج عظیم تھی اور پیرس
کی جدت پسند اور متلون المزاج آبادی پران فاتحان کو کسی قسم کا بھروسہ نہیں ہو سکتا تھا تاوقتیکہ تمام شہر
پیرس کے ہتھیار لے لئے جاویں۔ جرمنی کی ایک بڑی مضبوط فوج پیدل اور توپخانہ پیرس کے نزدیک ٹھہرا دیا گیا
تاکہ بوقت ضرورت ان جرمنی جماعتوں کی مدد کرے جو باشندگان اور افواج پیرس کے ہتھیار لینے
پر مقرر ہوئی تھیں۔ اس فرانسیسی میدانی توپخانہ پر جو خاص قلعہ پیرس اور دیگر قلعجات کے درمیان
میدان میں مقیم تھا ۲۹ جنوری کی صبح کو جرمنی فوج نے قبضہ کر لیا۔ اسی صبح کو قلعجات آیوری اور
بسٹری پر سیلیشین فوج قابض ہو گئی قلعجات روسن ویلی۔ نوزی۔ روزنی اور نوجینٹ پر ۱۲ سیکسی
کور نے قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ چارنٹن میں فوج اول بویریا کور مقیم ہو گئی اور ۲ بویریا کور قلعجات مونٹروگ اور
وانویس میں مقیم ہو گئی۔

پیرس میں جسقدر فوج اسیر جنگ ہوئی اس کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار (۱۸۰۰۰۰) تھی اور قلعہ کی پندرہ سو (۱۵۰۰)
توپیں جرمنی فوج نے گرفتار کیں اور چار سو میدانی توپیں اور [illegible] ان کے ہاتھ آئیں۔ دریائے سین
میں جس قدر جنگی کشتیاں اور انجن وغیرہ تھے ان سب کو فاتحان فرانس یعنی جرمنی فوج نے اپنے استعمال
کے لئے مقرر کر لئے۔

۲۹ جنوری کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب ۴۷ جرمنی رجمنٹ نے قلعہ مونٹ ویلیرین
پر قبضہ کر لیا۔ اور فرانسیسی فوج نے دوپہر سے پہلے پہلے اس قلعہ کو خالی کر دیا تھا۔

ماہ فروری میں ملک فرانس کے ہر قصبہ اور شہر میں نیشنل اسمبلی کے انتخاب کے لئے جلسے
ہونے شروع ہو گئے کیونکہ جنگ کے جاری رکھنے یا صلح کر لینے کا فیصلہ نیشنل اسمبلی پر منحصر رکھا
گیا تھا۔ اس بارہ میں سرکاری طور سے بھی جلسے ہونے لگے اور تمام مختلف لوگوں نے اپنے اپنے خیالات
کے موافق نرم و گرم زبان کا استعمال کیا۔

۱۲ فروری کو فرانس کی گورنمنٹ آف ڈیفنس نے اپنے خدمات سے استعفا دیا تاکہ ملکی اختیارات
اب نیشنل اسمبلی کی تفویض میں چلے جاویں۔ جس کے انتخاب کے لئے اب ہر قصبہ اور شہر کیجانب
سے قائم مقام منتخب ہو گئے تھے۔ ایم جولیس فاور اور دیگر وزیران تا تقرری نیشنل اسمبلی اپنے
صیغہ جات کے کام کی نگرانی کے لئے بدستور مامور رہے۔

۱۴- فروری کو پیرس نے اپنا خرچہ جنگ ادا کر دیا - دس کروڑ فرانک تو فرانسیسی بنک کے نوٹوں میں ادا کئے گئے اور ۵ کروڑ بذریعہ تبادلہ یا ہنڈوی کے برلن میں ادا کئے گئے اور ۵ کروڑ بذریعہ ہنڈوی یا تبادلہ لنڈن میں ادا کر دئے گئے -

۱۵- فروری کو ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک سے دربارہ توسیع میعاد اس صلح عارضی کی ملاقات کی - چونکہ عوام فرانس جنوب میں جنگی تیاریاں مثل جنگ کرنے کے کر رہے تھے اور سنہ ۱۸۷۱ء کے لئے رنگروٹوں کو بھرتی کر رہے تھے - اس لئے نادریافت ہوئے حالات جنوب کے فرنچ لوگوں کے - یہ عارضی صلح پانچ دن کے لئے اور بڑھا دی گئی یعنی ۲۴ فروری تک کر دی گئی

۱۷- فروری کو نیشنل اسمبلی منتخب شدہ کا اجلاس ہوا اور نیشنل اسمبلی نے اپنی جانب سے ایم تھیرز کو حکومت عاملانہ ملک فرانس کا افسر مقرر کیا -

۱۹- کونیشنل اسمبلی کے اجلاس میں ایم تھیرز موجود تھا اور اس نے یہ اسپیچ دی کہ آپ نے جو کام میرے ذمے مقرر کیا ہے گو وہ ایک بڑا سخت کام ہے مگر آپ کے حکم کے موافق نہایت اطاعت اور محبت سے میں اس کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور گو فرانس پر ایسی مصیبت پڑی ہے کہ ایسے زمانہ سابق میں اس پر کبھی بھی نہ پڑی تھی تاہم ملک فرانس بہت وسیع ہے اور دولتمند ہے اور اس ملک میں دولت کے سینکڑوں وسائل موجود ہیں - امید ہے کہ اب یہ اور ترقی کر کے آئندہ ہمیشہ کے لئے انسانی ہمت اور جرأت کا ایک یادگار ہو جاوے گا - میں نے جو وزارت منتخب کی ہے وہ عام لوگوں کی رائے کے موافق کی ہے اور ان پر ایسے لوگ مقرر کئے گئے ہیں جن کا اخلاق اور لیاقتیں بہت اعلےٰ درجہ کی ہیں اور وہ وزارت حسب ذیل ہے :-

ایم ڈفرین کو وزیر عدالت مقرر کیا ہے اور ایم جولیس فاور کو وزیر خارجیہ - ایم پکارڈ وزیر داخلہ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم - ایم لیمبریچٹ وزیر تجارت - جنرل لفلو وزیر جنگ - امیر البحر پوتھوان وزیر بحر - ایم ڈی لارسی وزیر تعمیرات - یہ وزرا مقرر کئے گئے ہیں میں نے کوئی خاص صیغہ اپنی خاص نگرانی میں نہیں رکھا ہے اس لئے تاکہ میں ملک کے ہر صیغہ میں پوری پوری مدد دے سکوں "

۱۷- فروری کو قلعہ بلفورٹ نے بھی اپنے تئیں جرمنی فوج کو سپرد کر دیا - اور اس قلعہ میں

جو بارہ ہزار فوج تھی اُس کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔
علاوہ ازیں پرشیا والوں نے اضلاع کوٹی ڈمی اور اورجورا پر قبضہ کرلیا اور وہاں کی بھی تمام فوج کو اپنی
ہتھیار اور قلعہ سے سرکاری کاغذات لیجانے کی اجازت دے دی۔ جرمنی فوج نے ضلع ڈولیس پر بھی
قبضہ کرلیا سوائے اُس علاقہ کے جو شہر لونس لی سولینئر کے جنوب میں ہے۔ چونکہ جرمنی ہیڈکوارٹر
سے یہ ہدایتیں آگئی تھیں کہ صلح کے عہد و پیمان ہونے سے پہلے پہلے قلعہ بلفورٹ کو فتح کرلیا
جاوے اس لئے اس حکم کی تعمیل بہت سختی سے حملہ کرکے کی گئی۔ قلعہ بلفورٹ ایک ایسی
جگہ بنا ہوا ہے کہ وہاں سے پیرس کو جو راستہ جاتا ہے وہ تو گو غیر محفوظ ہے۔ مگر اس قلعہ پر
قبضہ ہو جانے سے شہر لائنس اور اسٹراسبرگ پر عمدہ طور سے قبضہ ہوسکتا ہے اور سرحد جرمنی پر
جو تمام قلعجات بنے ہوئے ہیں وہ سب گویا اُس کی زد میں ہیں۔ غرضکہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اگر
تھوڑی سی فوج اُس میں مقیم ہو جاوے تب بھی اُس کا فتح ہونا ناممکن ہے چنانچہ اس کی سپردگی
سے دو دن پہلے فرانسیسیوں نے قلعہ سے جرمنی فوج پر اس قدر گولہ باری کی کہ مجبوراً جرمنی
فوج کے کمانڈر کو مہلت جنگ کے لئے درخواست کرنی پڑی تاکہ اپنے کشتگان کو وہ دفن کرسکے
یہ اوّل درجہ کا قلعہ ہے اور صرف فاقہ کشی کی وجہ سے اس نے اپنے تئیں سپرد کردیا۔
۱۸ فروری کو ایم تھیئرز وارسیلیز کو گیا تاکہ کونٹ بسمارک سے صلح کی گفتگو کرے۔
چونکہ کونٹ بسمارک کو اندریں بارہ شاہ پرشیا سے مشورہ کرنا ضروری تھا اس لئے عارضی صلح
کی میعاد میں دو دن کا اور اضافہ کردیا گیا یعنے عارضی صلح کی میعاد ۲۶ فروری تک
کردی گئی۔

فصل ہژدہم

صلح کا ابتدائی عہدنامہ۔ پیرس میں حالت جوش۔ اختتام

ہر شخص اب اس بات کا یقین کرتا تھا کہ فرانس کو اپنے فاتحان کو تاوان جنگ کی ایک
بڑی کثیر التعداد رقم دینی پڑے گی۔ اور اس بات سے بھی شاید چند ہی شخص منکر ہونگے کہ ما
شہنشاہی میں فرانس نے اوّل خود ہی جنگ کو اُٹھایا تھا اور جب کہ سلطنت کی جگہ ایک جمہوری

قایم ہوئی تو اسنے اسبات پہ اصرار کیا کہ فرانس کا کچھ بھی دشمن کو نہ دیا جاوے۔ اس لئے فاتحان نے جو بہت ہی زاید مطالبے کچھ ملک لینے اور تاوان کے لئے کئے تو یہ مطالبے فرانسیسی حکام کی مدبرانہ رویہ کو دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں کونٹ بسمارک اسبات سے خوب آگاہ تھا کہ فرانس اس شکست فاش سے ہمیشہ جرمنی کیجانب سے اپنے دل میں خار رکھتا رہے گا اور اس کے پرجوش باشندگان کے بعض جنگجو فرقوں کی ترغیب سے جب کبھی اسکو موقع ملے گا وہ اپنی اس شکست کا دھبہ مٹانے بغیر باز نہ آوے گا اس لئے کونٹ بسمارک نے یہ ارادہ کیا کہ اس قدر سخت مطالبات کئے جاویں کہ جس کے صدمہ سے وہ برسوں نہ ابھر سکے۔ اور چونکہ کل قوم فرنسیچ صلح کی خواہشمند ہے اس لئے فرانس اس وقت سخت سے سخت مطالبے بھی منظور کرلیگا۔

صلح کا ابتدائی عہدنامہ

نیشنل اسمبلی کا ۲۸ فروری کو ۲ بجے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تمام ممبران پر حالت سکوت طاری تھی۔ سانس کی آواز بھی نہیں آتی تھی کہ استنے میں ایم تھیئرز کھڑا ہوا اور مفصلہ ذیل تقریر ادا کی:۔

"ہم نے بڑی تکلیف وہ امر کو منظور کرلیا ہے اور قبل اس کے اس کے رفع کرنے کے ہم تمام تر وہ کوششیں کرچکے تھے جو امکان میں تھیں مگر وہ رفع نہ ہوسکا۔ اب ہم بڑے افسوس کیساتھ آپکی منظوری کے لئے ایک مسودہ پیش کرسکتے ہیں اور التماس ہے کہ اس کو نہایت جلد منظور کرلیا جاوے اور وہ بل (مسودہ) حسب ذیل ہے:۔"

نیشنل اسمبلی۔ ضرورت کی وجہ سے مجبور ہوکر صلح کا وہ ابتدائی عہدنامہ منظور کرلی ہے کہ جسپر شہر وارسلیز میں ۲۶ فروری کو دستخط ہوگئے ہیں۔

اتنا پڑھکر ایم تھیرز کو اس قدر جوش رقت ہوا کہ اس سے زیادہ مسودہ نہ پڑھا گیا اور اسی جوش میں اجلاس کے کمرہ سے باہر چلا گیا تاکہ جب جوش کم ہو تب آوے۔ اسپر ایم بارتھیلیمی سینٹ ہلیر نے تب ابتدائی عہدنامہ صلح کی شرطیں پڑھنی شروع کیں۔

اوّل - فرانس اپنے مفصلۂ ذیل حقوق بحق سلطنت جرمنی چھوڑتا ہے :-

- صوبۂ لورین کا پانچواں حصّہ معہ شہر متز اور تھیون ویلی کے اور نیز اضلاع آلساس اور بلفورٹ -

دوم - فرانس سلطنت جرمنی کو بطور خرچۂ جنگ کے پانچ بلیارڈ فرانک یعنی بیس کروڑ پونڈ (یعنی اندازاً تین ارب بیس کروڑ روپیہ - از مترجم) ادا کرے گا جن میں سے ایک بلیارڈ تو سنہ ۱۸۷۱ء میں ادا کیا جاوے گا اور باقی چار بلیارڈ بذریعہ اقساط کے تین سال کے اندر ادا کر دیئے جاویں گے -

سوم - جبکہ یہ عہدنامۂ صلح منظور ہو جاوے گا فوج جرمنی علاقۂ فرانس کو فوراً خالی کرنا شروع کر دے گی اور اُسی وقت پیرس اور مغربی اضلاع سے بھی جرمنی فوج روانہ ہو گی - دیگر اضلاع کا خالی کرنا اُس وقت بتدریج شروع ہو گا جبکہ اوّل بلیارڈ کی قسط ادا کر دی جاوے گی اور سب اضلاع فرانس اُسی تناسب سے خالی کئے جاوینگے کہ جس طرح سے بقیہ چار اقساط ادا ہونگی - اس عہدنامہ کے منظور ہو جانے کی تاریخ سے جس قدر روپیہ اقساط کا باقی رہے گا اُس پر بحساب پانچ فی صدی سالانہ کے سود لیا جاوے گا -

چہارم - جرمنی فوج جن اضلاع میں مقیم رہے گی وہاں سے وہ محصول وغیرہ کچھ وصول نہ کریگی لیکن فرانس کو اُس فوج کا ماہوار خرچ ادا کرنا پڑے گا -

پنجم - جو اضلاع کہ سلطنت جرمن کو دیئے گئے ہیں اُن کے باشندوں کو اس امر کے پسند کرنے کیلئے مہلت دیجاوے گی کہ قوم فرانس یا قوم جرمن - جس کی راہ و رسم و رواج و قومیت اُنہیں پسند ہو وہ اختیار کر لیں - اور چاہیں جہاں سکونت کر لیں -

ششم - اسیران جنگ فوراً چھوڑ دیے جاوینگے -

ہفتم - اس عہدنامہ کے منظور ہو جانے کے بعد شہر برسلز میں آخری عہدنامۂ صلح کیلئے کارروائی شروع کیجاویگی -

ہشتم - جن اضلاع میں جرمنی فوج مقیم رہے گی اُن کا انتظام فرانسیسی حکام کرینگے لیکن اُن پر جرمنی فوج کے افسران کی نگرانی رہے گی -

نہم - جرمنی فوج کا جن اضلاع پر قبضہ نہیں ہے اُن پر اس عہدنامہ کی رو سے جرمنیوں کو کوئی

حق نہیں دیا جاتا ہے۔

دہم۔ فرانس کی نیشنل اسمبلی اس عہدنامہ صلح کو منظور کرے گی۔

پیرس کے باشندوں میں بڑا جوش تھا۔ اسلئے ایم تھیرز اور ایم پکارڈ نے ۲۸۔ فروری کو حسب ذیل اعلان شایع کیا:۔

"اسے باشندگان پیرس"

گورنمنٹ تم کو تمہاری حب الوطنی اور عقلمندی یاد دلاکر تم سے درخواست کرتی ہے کہ تم کسی قسم کا جوش وغیرہ ظاہر نہ کرو۔ پیرس کی قسمت تمہارے ہاتھ ہے اگر تم نے ذرا بھی جوش ظاہر کیا تو دشمن تمام شہر کو تباہ کر دے گا۔ اور ملک فرانس کی حفاظت اور بربادی کا انحصار تمہارے رویہ پر ہے۔ ایک بڑی بہادرانہ مدافعت کے بعد فاقہ کشی نے ہمیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ ہم نے فاتح دشمن کو قلعجات پیرس سپرد کر دیئے۔ جو فوج کہ ہماری مدد کو آسکتی تھی وہ دریائے لوائر کے پرلی طرف منتشر کر دی گئی ہے اور انہیں امور کی وجہ سے گورنمنٹ اور نیشنل اسمبلی کو صلح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس عرصہ چھ دن میں ہم نے خود جا کر صلح کے ایسے شرائط لکھوائے ہیں کہ جہاں تک ہمارے اختیار میں آسان شرائط صلح لکھانا تھا اور اب ہم نے ابتدائی صلحنامہ پر دستخط کر دئے ہیں اور وہ اب برائے منظوری نیشنل اسمبلی میں پیش کیا جاوے گا۔ اگر ہم صلح مہلت جنگ کی میعاد نہ بڑھواتے تو اب جبکہ یہ عہدنامہ صلح ابتدائی ہو رہا تھا اسوقت لڑائی جاری ہوتی اور بے فائدہ فوج کا خون بہتا ہوتا۔ یہ میعاد مہلت اس شرط پر زیادہ کی گئی ہے کہ چوتھائی شہر پیرس پر جرمنی کا عارضی قبضہ کرا دیا جاتے اور اگر تم لوگ یہ بات منظور نہ کروگے تو یہ صلح کا عہدنامہ ٹوٹ جاوے گا اور دشمن جو کہ اب قلعجات پیرس پر قابض ہے تمام پیرس پر زبردستی قبضہ کر لے گا۔ عوام کی جائداد اور مکانات اور صنعت و حرفت کے کارخانے آج تو یہ سب محفوظ ہیں اور اگر ابتدائی عہدنامہ صلح توڑ ڈالا گیا تو تمام فرانس پر مصیبت نازل ہو جاوے گی۔ اور جنگ کے خوفناک نتائج جو ابھی تک دریائے لوائر سے آگے نہیں بڑھے ہیں پھر کو

پرینیز تک پہونچ جاویں گے (پرینیز ایک سلسلہ کوہ ہے جو ملک فرانس کے انتہائے جنوب و مغرب میں فرانس اور اسپین کے درمیان حد فاصل ہے۔ از مترجم) اور یہ بات نہایت صحیح ہے کہ پیرس کی حفاظت میں کُل ملک فرانس کی حفاظت شامل ہے۔ اُن لوگوں کی نقل مت کرو کہ جنہوں نے ۸ ماہ گذرنے میں جنگ کو شروع کر دیا تھا اور اُس کے مہلک نتیجہ پر خیال نہ کیا تھا فرانسیسی فوج جس نے پیرس کو اتنی بہادری سے بچائے رکھا وہ دریائے سین کے بائیں کنارے پر مقیم ہو کے انتظام کو قایم رکھے گی اور فوج نیشنل گارڈس باقی شہر پیرس میں انتظام قایم رکھے گی۔ اور نیز معزز باشندگان شہر سے بھی یہی اُمید ہے کہ وہ بھی انتظام کے قیام میں مدد دینگے اور یہ خراب حالت صلح کے ہو جانے سے رفع ہو جاویگی اور عوام کی فارغ البالی حاصل ہوگی۔

یکم مارچ کو شہنشاہ جرمنی نے ٦ - اور ۱۱ - کورز فوج پرشیا اور پہلی کورز بویریا کی فوج کے قصبہ لانگ چیمپ میں قواعد دیکھی اور ان افواج کا مقدمۃ الجیش لشکر جو زیر کمان جنرل کیمیکی تھا اسی دن صبح کو پیرس میں داخل ہوا۔ سات بجے کے قریب پرشیا کی فوج کی کئی پلٹنیں پیرس میں داخل ہوئیں اور ساڑھے آٹھ بجے کے قریب محل پیلیس ڈی انڈسٹری پر قابض ہو گئیں ان میں سے چند دستے فوج کے محل ڈی لا کنکورڈ میں قواعد کرنے کے لئے اور اُن کے وہاں پہونچنے پر چند باشندے وہاں موجود تھے۔ لیکن کسی قسم کا آوازہ یا فقرہ اس فوج پر نہیں پھینکا گیا۔ ایک فوج محل پونٹ ڈی جورنے سے محل بوربن تک دریائے سین کے داہنے کنارے مقیم ہو گئی اور فرانس کی فوج نیشنل گارڈس کسی شخص کو جو وردی پہنے ہوتا تھا ادھر سے نہیں جانے دیتی تھی۔ انتظام کے لئے کچھ فرانسیسی فوج گھوڑوں پر چڑھی ہوئی شہر میں پھر رہی تھی۔ فوج نیشنل گارڈس چپ چاپ شہر کے انتظام میں مصروف تھی۔ دوپہر کے قریب پرشیا اور بویریا کی اصلی فوج پیرس میں داخل ہوئی اور جو جگہ کہ اُس کے قیام کے لئے مقرر کی گئی تھی وہاں مقیم ہو گئی۔ اور اس فوج کے افسران معہ جنرل محل الیسزی میں مقیم

ہو گئے۔ پیرس میں تمام دوکانیں بند ہو گئیں اور تمام گھروں کی کھڑکیاں بند کر لی گئیں۔

۲- مارچ کو ابتدائی عہدنامہ صلح پر شہر بورڈو میں دستخط ہو گئے۔ اور ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک کو یہ اطلاع دی کہ شہر بورڈو میں نیشنل اسمبلی نے پانسو چھیالیس ووٹوں سے بمقابلہ ایک سو سات ووٹ کے ابتدائی عہدنامہ صلح منظور کر لیا ہے کونٹ بسمارک نے جواب دیا کہ اب میں لفظہا لئے عہدنامہ کے بدلنے پر تیار ہوں کیونکہ شہنشاہ جرمنی نے بھی اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ چنانچہ طرفین سے یہی عملدرآمد ہو گیا۔

۳- مارچ کو جرمنی اور بویریا کی فوج نے پیرس کو خالی کرنا شروع کر دیا صبح کے آٹھ بجے فوج روانہ ہونا شروع ہوئی اور گیارہ بجے تک اس فوج سے پیرس بالکل خالی ہو گیا۔ یہ فوج نہایت سکوت اور خاموشی سے پیرس سے روانہ ہوئی اور وہاں کوئی شخص تماشا دیکھنے کو جمع نہ تھا۔

۷- مارچ کو شہنشاہ جرمنی نے اس جگہ پر کہ جو شروع محاصرہ پیرس کے زمانہ سے اس وقت کی ہو گئی ہے کہ اس کا تذکرہ اب تواریخوں میں ہوا کرے گا۔ تمام فوج جرمنی کی آخری قواعد دیکھی۔ اس وقت بارہ بج چکے تھے شہنشاہ معہ ولیعہد اور معہ بہت سے گرینڈ ڈیوک اور شاہزادگان۔ اور ڈیوکان اور جنرلان اور کرنیلان اور معہ ان کے اردلیوں کے اپنے ہیڈکوارٹر سے روانہ ہو کر اس جگہ اس جھنڈے کے نیچے وارد ہوئے کہ جو اس قواعد کی جگہ ہوا میں اُڑ رہا تھا اور قریب میں بینڈ باجوں کے پرشیا کا نیشنل انتھم (قومی گیت) بجا رہے تھے۔ شہنشاہ کو دیکھکر اس میدان میں جس قدر جرمنی فوج کی رجمنٹیں تھیں انہوں نے نہایت زور سے نعرہ ہائے خوشی لگائے جبکہ شہنشاہ معہ اپنے کل جلوس کے اس فوج میں سے گذرے اور بطور قبول کرنے نعرہ ہائے خوشی کے شہنشاہ جرمنی اکثر اپنی ٹوپی اتار کر سر کے اوپر اٹھا لیتے تھے۔

۸- مارچ کو جرمنی فوج نے شہر وارسلیز اور پیرس کے گرداگرد کے مقامات کو جو

قابض تھی خالی کرنا شروع کر دیا۔ شہنشاہ اور ولیعہد، شہزادگان، گرینڈ ڈیوکان، جنرلان اور کرنیلان
اور فاتح فوج کے بہر رتبہ کے آدمی اپنے وطن کے جانب روانہ ہوئے۔ کیونکہ اس وقت مفتوح
مقابلہ کے روانہ ہونے میں کئی دن درکار ہوتے ہیں۔ اسلئے روانہ ہوتے ہوتے ۱۳ مارچ کو جرمنی
کی کل فوج کے بہر فرد بشر کا تشنہ اپنے وطن کیجانب تھا اپنے وطن کو جا رہے تھے۔

اس طرح یہ بربادی بخشش اور جنگ درمیان فرانس اور پرشیا کے ختم ہوئی اور اس جنگ
میں بوناپارٹ کے خاندان کو پھر زوال ہوا اور ملک فرانس میں جمہوری سلطنت قایم ہوئی سلطنت
جمہوری کا قیام اس ملک میں کب تک رہیگا اسکو صرف زمانہ ہی ظاہر کر سکتا ہے۔
۱۰ مئی سنہ ۱۸۷۱ع کو فرانس اور جرمنی کے درمیان شہر فرینکفورٹ میں آخری عہدنامہ صلح
پر دستخط ہوئے۔ فقط۔

ضمیمہ جات

تفصیل اسیران جنگ وغیرہ

جنگ ہذا میں خاص خاص معرکوں میں جس قدر فرانسیسی فوج کو جرمنی فوج نے گرفتار کیا یا دیگر سامان جنگ جو فوج پرشیا کے ہاتھ آیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

جنگ ویسمبرگ میں۔ پلٹنوں کے ۲ نشان۔ ایک توپ اور ساڑھے سو فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ وورتھ میں۔ ۲ جھنڈے۔ ۴۲ توپیں۔ ۶ مٹرلیوز توپیں اور چار ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ مارس لاتور میں۔ ۲ جھنڈے۔ ۷ توپیں۔ اور دو ہزار فوج قید ہوئی۔

جنگ بومونٹ اور سیڈان میں۔ ۲ نشان و جھنڈے۔ ۵۰ توپیں اور بیس ہزار فوج قید ہوئی۔

اور سیڈان کی سپردگی پر۔ چار سو توپیں اور مٹرلیوزین اور اسی ہزار فوج قید ہوئی۔

میٹز کی سپردگی پر ۵۶ جھنڈے۔ چھ سو توپیں اور ستر مٹرلیوزین اور ایک لاکھ ستر ہزار فوج قید ہوئی۔

جنگ اوّل آرلینز میں۔ تین توپیں اور جنگ سوم آرلینز میں ستتر توپیں چھینی گئیں۔

شہر امینز میں دو جھنڈے اور ۱۰۳ توپیں چھینی گئیں۔

جنگ سینٹ کوئنٹن میں ۱۲ توپیں اور دس ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

شہر لیمانس کی سات دن کی لڑائی میں تین نشان۔ ۱۹ توپیں اور چھبیس ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ بلفورٹ میں ۲ نشان ۳۷ توپیں اور پندرہ ہزار فوج گرفتار ہوئی

سرکاری حساب کے موافق جس میں پیرس کی سپردگی شامل نہیں ہے تمام اسیران جنگ اور غنیمت کی تعداد یہ ہے کہ ایک سو بیس جھنڈے اور ۱۰ نشانات اور دو ہزار چار سو میدانی توپیں اور چار ہزار قلعہ کی توپیں چھینی گئیں اور گیارہ ہزار [illegible] افسران فوج اور تین لاکھ تریسٹھ ہزار تین سو چھبیس سپاہیان گرفتار ہوئے اور ان کو ملک جرمنی میں بھیج دیا گیا۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ ستر ہزار فوج نے اپنے تئیں پیرس میں سپرد کیا۔ مگر یہ جرمنی میں نہیں بھیجی گئی۔

یہ بات بھی قابل یاد داشت ہے کہ چوراسی ہزار فرانسیسی فوج نے بھاگ کر غیر ملک یعنی سوئٹزرلینڈ میں پناہ لی ورنہ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جاتی اور ساڑھے چھ ہزار فوج بلجیم میں بھاگ گئی تاکہ دشمن گرفتار نہ کر سکے اس جنگ کی عظمت و وقعت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ گذشتہ ۱۸۶۶ء میں پرشیا و آسٹریا کی جنگ میں صرف ۱۰۰ نشان اور جھنڈے ۲۰۸ توپیں اور انچاس ہزار فوج [illegible] گرفتار ہوئی تھی اور

فرانس جو ۱۸۵۹ء میں اٹلی کیطرف ہوکر آسٹریا سے اٹلی میں لڑا تھا تو اسکو کل مال غنیمت یہ ملا تھا کہ صرف ۳ جھنڈے اور ۲۲ توپیں اور ۱۶ ہزار سپاہ فوج آسٹریا گرفتار ہوئی تھی۔

مجروحین جنگ ٹورس و زخمیان جنگ آرلینز

۱۰ دسمبر ۱۸۷۰ء کو ایک نامہ نگار نے لنڈن کے اخبار ٹائمز کو در بارۂ زخمیان ٹورس مفصلۂ ذیل خط ارسال کیا۔۔۔

مجھے اسبات کے عرض کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ جو خدا ترس اشخاص یہاں انسانی تکالیف کو کم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں ان کو ابھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ جو خدا ترس انگریز کہ دوائیاں وغیرہ لیکر زخمیوں کے علاج کے لئے شہر ٹورس میں آئے ہوئے ہیں کل ان کو ایک نہایت ضروری درخواست بھیجی گئی تھی کہ زخمیوں کے لئے ململ کی پٹی اور گدی اور پرانی ململ زخمیوں کے لئے بھیجدیں۔ گو اور چیزوں کی بھی یہاں ضرورت ہے مگر خاصکر ان اشیاء کی ضرورت بہت ہی زیادہ ہے۔ کل ایک سرد مہر سرجن نے اپنی یہ رائے ظاہر کری ہے کہ عمل جراحی کے لئے کسی بیہوش کرنے والی دوائی کی یا کلوروفارم کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کی خود کوئی ٹانگ لڑائی میں اڑجاتی اور اس کے کاٹنے کی ضرورت آپڑتی۔ یا جیسی توپخانہ کے گولہ کا ٹکڑا اس کے بدن کے اس حصہ میں لگتا کہ جہاں گوشت سب سے زیادہ ہوتا ہے یا وہاں اس کے گولی لگتی اور وہ اندر اترجاتی اور اس کے نکالنے کی ضرورت آپڑتی جیسا کہ مارشل میکمہن کا حال ہوا ہے۔ تو یہ بات غالب ہے کہ یہ ڈاکٹر اپنی رائے ضرور بدل دیتا۔ جراحی کے لئے جن جن اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی یہاں کم ہیں فرانسیسی اپنے زخمیوں کو یہاں سے بہت جلدی اٹھا کے لیجا رہے ہیں۔ شاید اسلئے کہ اگر یہاں دوسری دفعہ لڑائی ہو تو یہ جگہ مقتولین اور مجروحین کے لئے خالی ہوجاوے۔ بعض زخمیوں کے پاس جوتے اور موزے تک نہ تھے۔ لیکن فرانسیسی اور نیز غیر ممالک کے باشندے جو آرلینز میں رہتے ہیں اپنی فیاضی سے زخمیوں کی اس قسم کی ضروریات حتے الامکان پوری کردیتے ہیں۔ موضع آزرلی مارچ۔ اور اوکوسس میں چار سو ستر زخمی پڑے ہوئے ہیں اور موضع بالسس میں ساٹھ زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ بویریا کی فوج کے زخمی بہ نسبت فرانسیسی زخمیوں کی شکل و صورت میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ شہر آرلینز میں ایک لڑکا ۱۵ برس کا زخمی پڑا ہوا ہے جس کے جسم میں ایک گولی لگی ہے مگر یہ گولی اب نکالی نہیں جاسکتی۔ گولی نے اس کے پھیپھڑے تک کو چیر دیا ہے اور اب اس کے جینے کی امید نہیں ہے اس حال سے لڑکا بھی خوب واقف ہے اور وہ نہایت سنجیدگی اور خاموشی سے اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے اس کا زرد چہرہ روشن ہوگیا جبکہ کسی غیر ملک کے باشندے نے اس کی مادری زبان میں براہ ہمدردی اس سے گفتگو کی۔ لڑکے نے خیال کیا کہ یہ کوئی ڈاکٹر ہے اور پوچھا کہ میرا جی کسی چیز کو دل چاہتا ہے

تو کیا میں کھا سکتا ہوں۔ ایک انگریز اور امریکہ کے ڈاکٹر سے دریافت کیا گیا انہوں نے اُس کو ہر چیز کے کھانے کی اجازت دیدی۔ اسکا دل تازہ میووں کو تھا اور کسی فیاض آدمی نے اُسکی یہ خواہش پوری کردی۔ اُسکے ہاتھ میں ایک انجیل تو بان جرمنی میں تھا اور وہ اُسکو پڑھکر اب اپنی موت کے انتظار میں ہے۔ جو بیمار کے زخمی تھے ہیں کہ جنگ بہت عرصہ تک رہا اور اب یہ اسکا ختم ہو جانا نہایت شوق سے چاہتے ہیں۔

فرانسیسی غبارہ کی گرفتاری

۱۵۔ دسمبر ۱۸۷۰ء کو ملک جرمنی کے ضلع نساؤ کے موضع ہربورن میں ایک غبارہ مع دو پیرس گرفتار کیا گیا جسکی بابت اخبار کولون گزٹ میں حسب ذیل ایک خط چھپا تھا۔

ایک بجے کے قریب ہمنے ایک بڑا غبارہ دیکھا جو اسّی فیٹ بلند تھا اور اُس کا قطر چالیس فیٹ کا تھا جو ہمارے سر سے صرف سو فیٹ کی بلندی پر اُڑتا ہوا جنوب کی طرف جا رہا تھا تا کہ ایک فرانسیسی غبارہ کو جرمنی کے ملک میں پکڑیں۔ اس موضع کے ایک کارخانہ کا مالک مع ہمارے کاریگروں کی نہایت خوشی سے اُدھر دوڑتا ہوا گیا جسطرف کہ غبارہ جا رہا تھا۔ یہ غبارہ درختوں کے درمیان اُترا اس میں سے دو مسافر معہ اسباب کے اُترے۔ باوجود یکہ ہمنے اُسجگہ پہنچنے میں بڑی سرعت کی لیکن ہم ابھی دو سو قدم کے فاصلہ پر تھے کہ فرانسیسیوں نے رسی کاٹ دی اور غبارہ اُوپر ہوا میں اُڑ گیا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ یہ کوئی فرانسیسی افسر ہوگا کہ جسکو ہم گرفتار کرلینگے مگر یہ ہمارا خیال غلط نکلا۔ یہ دونوں پیرس کے عام باشندے تھے ایک غبارہ باز تھا اور ایک اسکا مددگار تھا۔ یہ دونوں نہایت بھوکے تھے اور سردی کی وجہ سے مثل برف کے سرد ہو رہے تھے اُنکے اسباب میں ایک پانچ فیٹ کا لمبا تھیلا تھا جسمیں بہترا خطوط بھرے ہوئے تھے ایک کمبل تھا اور ایک ٹوکرا معہ ایک کبوتر کے تھا اور تھوڑی سی روٹی اور شراب کی بوتلیں تھیں۔ ہماری جرمنی زبان بسکہ وہ بہت ناشکستہ ہونے کے سبب نہ سمجھ سکے وہ پہچان نہ سکے کہ یہ ملک جرمنی ہے بلکہ اُنکو خیال تھا کہ یہ فرانس ہی کا ملک ہے وہ پیرس سے کل سہ پہر کو بجے روانہ ہوئے تھے ہم نے اُن سے کہا کہ یہ ملک جرمنی ہے اور اُنکو ایک چاء اور قہوہ کی پیالی دی جسکو اُنہوں نے بڑی شکر گذاری سے قبول کی اور اُسمیں شراب ملا کر پی گئے۔ ہمنے اُن کو گرفتار کرکے جرمنی حکام کے سپرد کردیا۔ اُنکا بیان تھا کہ ایسے خطوط کے بھرے ہوئے تھیلے ہم ہر پانچ منٹ کے بعد دو تین پھینک دیتے تھے تا کہ فرانسیسی اُنکو پالیں۔ تھیلے میں سے ایک خط نکالا اور اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

پیرس۔ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۷۰ء۔ خدا کرے جمہوری کی عمر دراز ہو۔

اے ہمارے اچھے اور بدقسمت دوستو ہمارا خیال کرو اور ہمپر رحم کرو۔ گذشتہ تین مہینوں سے ہم زندہ نہیں ہیں کیونکہ ہم کو وحشی پرشیا والوں نے محصور کر رکھا ہو یعنی شہنشاہ نیپولین دشمن قوم نے ہمپر مصیبت ڈالی ہے جو جو مصیبتیں گذریں وہ دس صفحوں میں بھی پوری نہیں آسکتیں۔ ہمارے باغات اور مکانات سب ویران ہوگئے ہیں۔ آہ ہمپر کیسی مصیبت نازل ہوئی ہے یہ خط غبارہ کی

ڈاک میں ڈالا گیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ تم کو پہنچ جاوے اور دشمنوں کے ہاتھ میں نہ پڑے ہم تمہارا ضرور خیال کر رہے ہیں۔ ہم قحط اب بہت نزدیک آتا جاتا ہے
پیرس کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے۔ لیکن تاہم لوگوں میں دلیری اور ہمت قایم ہے۔ بمع لوا اب پیرس کے قریب آ ہی
گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک فرانس کو محفوظ رکھے اور جمہوری کی عمر دراز ہو۔

شاہ پرشیا کا درجہ شہنشاہت قبول کرنا

۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو شاہ پرشیا نے ایک اعلان کل جرمن قوم کے نام اور پرشیا کی پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس کے نام بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ
ہم ولیم جو خدا کی مہربانی کی وجہ سے شاہ پرشیا ہیں۔ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جرمنی کے کل شہزادگان اور آزاد
شہروں نے ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ ہم شہنشاہ جرمنی کا خطاب اور درجہ حاصل کر لیں جو اب ساٹھ برس سے معدوم ہے
لہذا اب ہم حسب خواہش و درخواست شہزادگان جرمنی اور آزاد شہروں کے رتبہ شہنشاہت کو قبول کرتے ہیں۔ (مدتوں تک
شہنشاہ جرمنی کا خطاب شہنشاہان آسٹریا کو ملتا رہا ہے۔ اوّل نپولین بوناپارٹ نے شہنشاہ آسٹریا کو ۱۸۰۶ء میں شکست دیکر
اُس سے شہنشاہ جرمن کا خطاب موقوف کرا دیا تھا۔ اور خود یہ خطاب اختیار کر لیا تھا۔ مگر ۱۸۱۵ء میں نپولین بوناپارٹ قید ہو کر
جلاوطن ہوا جب سے یہ خطاب معدوم تھا۔ از مترجم)
لہذا اب ہم اور ہمارے بعد ہمارے جانشین جو تخت پرشیا پر متمکن ہونگے سلطنت جرمنی کے ہر امور کے اجرا میں اور دیگر سلطنتوں کے ساتھ
تمام تعلقات میں یہی خطاب اعزاز ہمیشہ استعمال کیا کرینگے اور سلطنت جرمنی کے فوائد بہبودی ترقی تجارت امن عامہ و آزادی کے
بحال رکھنے میں ہم اور ہمارے جانشین ہمیشہ مصروف رہینگے۔ جبکہ یہ اعلان جرمنی کے دونوں ہاؤس پارلیمنٹ میں پڑھا گیا۔ تو ہر دو ہاؤس
کے پریذیڈنٹوں نے شہنشاہ کی اسپیچ کے جواب میں خیر خواہانہ اڈریس پیش کئے اور اس خطاب کے لینے میں کل جرمنی قوم کی جانب سے
بڑی خوشی کا اظہار کیا اور شہنشاہ جرمنی کے لئے تین نعرے خوشی کے لگائے۔

برلن میں جب اس اعلان کا مضمون اخباروں میں شائع ہوا تو تمام لوگ قریب قریب کے اخبار بیچنے والے کے گرد جمع ہو جاتے
تھے اور ایک شخص کے ہاتھ میں اخبار دیکھتے تھے کہ ذرا بلند آواز سے پڑھو اور اعلان سنکر نہایت خوش ہوتے تھے۔ رات
کو کل شہر برلن میں اس خوشی میں روشنی کی گئی اور اکثر مکانوں اور راستوں میں محرابیں قایم کی گئیں جن پر سنہری حروف سے
شہنشاہ جرمنی کی درازی عمر کی دعائیں تحریر تھیں۔ رات کو ایک بڑی جماعت عوام کی شہنشاہ کے محل کے روبرو گئی اور ملکہ
پرشیا کو شہنشاہ بیگم کے خطاب سے پکار کر نعرہ ہائے خوشی لگائے۔ شہنشاہ بیگم کے محل پر بھی خوب روشنی کی گئی تھی

جنگ سے بربادی ہونا

اخبار ٹائمز میں مفصلہ ذیل خط ایک نامہ نگار کا شائع ہوا تھا۔ جناب اڈیٹر صاحب۔ جبکہ گذشتہ ستمبر میں سیڈن

آپ کو اسٹراسبرگ اور میٹز سے چند خطوط ارقام کئے تھے اور آپ نے ازراہ مہربانی اپنے اخبار میں اُن کو شایع کیا تھا اُس وقت میرا خیال تھا کہ شاید میرا اب میٹز میں زیادہ رہنا نہ ہو سکے وہ مصیبتیں یہاں دیکھی ہیں جو کہ اُس ملک میں جہاں ایسا بربادی بخش جنگ عظیم ہوا کرتا ہے فرقہ کاشتکاران پر ضرور پڑا کرتی ہیں۔ اور میں نے یہ بات نہایت خوشی سے سُنی ہے کہ اُن بیچارے غریبوں کی مدد کے لئے جن پر بوجہ جنگ مصیبت پڑی ہے ایک چندہ کا فنڈ مقرر ہوا ہے۔

اُن فیاض طبع دوستوں نے کہ جنہوں نے یہ فنڈ قایم کیا ہے ماہ اکتوبر میں اپنے کارندے اس ملک میں بھیجے تھے۔ جنہوں نے یہ سُن کر ضلع میٹز اور اُس کے قرب و جوار میں جنگ ہذا میں سب سے زیادہ سخت مصیبت پڑی ہے۔ میٹز کو اپنا صدر مقام مقرر کیا ہے اور قرب و جوار کے دیہات میں غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہینوں تک ایک فوج جس کی تعداد دو لاکھ تھی اُن دیہات پر قابض رہی بعض پر حملہ کر کے قبضہ کیا گیا تھا اور لڑائی کی گولہ باری کی وجہ سے تمام گھر اُن دیہات کے جل کے خاک ہو گئے ہیں اور اُن کی بستیاں برباد اور ویران ہو گئی ہیں اور ایک اور دیگر (ڈیلیگیٹ) کارندہ ڈاکٹر نکلسن ابھی تین دن تک اُن دیہات میں دورہ کر کے آتے ہیں جو شہر میٹز اور شہر ہرائی کے درمیان واقع ہیں اور ہر جگہ ہم نے وہی بربادی کی کہانی سُنی۔

بہت سے دیہات جو میٹز کے شمال مغرب میں ہیں وہ بالکل زراعتی ہیں اور وہاں کے باشندوں کا گذارہ بالکل زراعت پر ہوتا ہے۔ اور اکثر دیہات میں کاشتکار اور بعض جگہ متمول زمیندار بھی رہتے ہیں۔

گذشتہ اگست میں اُن کے غلہ کے کوٹھے خوب بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے اصطبل گھوڑے اور بیلوں سے بھرے ہوئے تھے اور جنگ سے قبل اُن دیہات سے زیادہ کوئی دیہہ ضلع میٹز میں متمول اور غلہ سے بھرا ہوا نہ تھا۔

اکتوبر کے اخیر میں اُن کے تمام گھوڑے لے لئے گئے اور اُن کی تمام مویشی کو مار کر ذبح کر کے کھا لیا گیا اُن کے غلہ کے کوٹھے خالی کر دئیے گئے اور تخم ریزی کے لئے بھی غلہ نہیں چھوڑا گیا۔ اور ہر دو لشکران جنگجو کی آمد و رفت میں جو بیج بویا جاتا وہ سب پامال ہو جاتا اسلئے افسوس کہ اتنا غلہ بھی وہ نہ بو سکے۔

جب جرمنی فوج میں غلہ ہو چکا تو جرمنی کے سپاہیوں نے اُن کے غلہ پر ہاتھ صاف کیا اور اب بہتوں کے پاس تو بالکل کھانے تک کو نہیں ہے۔ جرمنی فوج نے اُن کا ایندھن تک جلا ڈالا ہے اور اب وہ بیچارے بیکس و بے بس [illegible] سخت سردی برداشت کر رہے ہیں۔

جبکہ ہماری سوسائٹی نے اپنا کام شروع کیا تو [illegible] یہ حال تھا مگر اب ہم قریب پچاس دیہات کی امداد [illegible]

مدد مانگی جاتی ہے ۔ اور اُن گاؤں کے مقدموں نے ہمارے پاس اُن اشخاص کی فہرست بھیجی ہے جو بہت ہی سخت محتاج ہیں ۔ اور اب ہم اُن کو باقاعدہ آلو ۔ آٹے اور خشک سور کے گوشت کی رسد برابر پہنچا رہے ہیں ۔ ہمارا مطلب لوگوں کو فقیر بنانے کا نہیں ہے بلکہ اُن کو مدد دینے کا ہے جو اس سخت جاڑے میں نہایت بے سر و سامان ہیں ۔ گاؤں کے مقدم اپنا کام نہایت دیانت داری سے انجام دیتے ہیں ۔ گو جن آدمیوں کی درخواستیں منظور نہیں کی گئیں انھوں نے اُن کی شکایت بھی کی ۔ لیکن ہم نے سوائے ایک یا دو حالتوں کے یہ سب شکایتیں بے بنیاد پائیں ۔

اس بدقسمت ضلع میں جنگ کی یادگار صرف مصیبت اور قحط ہی نہیں ہے لیکن جہاں لڑائی ہوئی وہاں وبا ضرور پھیلی ہے ۔ آنتوں کی بیماری ۔ مہلک بخار اور چیچک یہ بیماریاں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں ۔ حالانکہ یہ ضلع جو چند مہینے پیشتر تمام ملک فرانس میں ایک اعلیٰ درجہ کا صحت ور ضلع تھا ۔ اب سب سے زیادہ بیماریوں کا مسکن ہو رہا ہے ۔ ہمارے ڈیلیگیٹ بھی اس بیماری سے نہیں بچے ہیں ۔ چیچک نکل آئی ہے ان میں ایک مر بھی گیا ہے ۔ اور ایک لیڈی ڈیلیگیٹ جس کا کام غریبوں کو خوراک اور کپڑے تقسیم کرنا تھا وہ بھی بخار سے بیمار پڑی ہوئی ہے ۔ جرمنی حکام حتی المقدور ہماری مدد کرتے ہیں اور کونٹ ڈونرس مارک حاکم صوبہ لورین ہمارے ساتھ بڑے اخلاق اور مہربانی سے پیش آیا اور ایسے ہی دوسرے جرمنی حکام کہ جن جن سے ہم کو سابقہ پڑا ہے وہ بھی مہربانی سے پیش آئے ۔ جرمنی فوج کو بھی وحشی نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ مگر ایسے عظیم جنگوں اور سخت محاصروں میں خصوصاً جیسا کہ میٹز کا محاصرہ رہا ۔ ضروریات کی لوٹ اور چھین چھان ہوا ہی کرتی ہے ۔ لیکن علاوہ اس کے جرمنی فوج کا چال چلن اور رویہ بہت اچھا رہا ۔ موضع سینٹ پری ویٹ میں جہاں جرمنی فوج اس قدر ماری گئی تھی کہ یہ موضع جرمنی فوج گارڈس کی قبر کے نام سے موسوم ہو گیا تھا جبکہ جرمنی فوج نے اس موضع کو فتح کیا ۔ تو وہاں کے ایک بھی باشندے کو نہ مارا ۔

جو لوگ فوجی شان و شوکت و فتح پر مرتے ہیں اُن کو یہاں آ کر یہ ضلع دیکھنا چاہیے کہ ہر طرف بربادی پھیلی ہوئی ہے ۔ گاؤں اُن کو نصف جلے ہوئے ویران ملینگے اور قحط اور وبا اور مہلک بخار اور چیچک تمام ضلع میں پھیلی ہوئی پاوینگے اور ہزاروں درخت میوہ دار کہ جن میں منوں میوہ لگا کرتا تھا اب وہ جلے ہوئے ٹھنٹھ ملینگے اور تمام سطح زمین پر ادھر اُدھر مٹی کے ڈھیر بنے ہوئے پاوینگے کہ جنکے نیچے ہزارہا بہادر دفن ہو رہے ہیں ۔ اور اس بے نام و بے نشانی سے دفن ہو رہے ہیں کہ صرف کہیں کہیں ایک لکڑی کی صلیب آنکی

قبر ہے جس سے ایک آدھ بہادر کا نام و نشان ظاہر ہو جاتا ہے اب ایسے لوگوں کو خیال کرنا چاہئے کہ جنگ میں یہ شان و شوکت کس قدر گراں خریدی جاتی ہے۔

موضع سینٹ میری آکس جیپ سنز جسکے گرد اگرد ۱۸ اگست کو ایک لڑائی ہوئی تھی وہاں چند فیٹ زمین میں سات ہزار سپاہی دفن ہیں اور جب کسان زمین توڑنے کو ہل چلاتا ہے سیکڑوں نعشیں نکل آتی ہیں اسواسطے ان کو دوبارہ دفن کرنے کے لئے تدابیر کیجا رہی ہیں۔

شہر تھیون ویلی یہاں سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں وہ تو جرمنی فوج کی گولہ باری سے بالکل برباد ہی ہو گیا ہے جرمنی فوج نے اس شہر میں بیس ہزار گولے آگ کے گرائے اور شہر میں ایک مکان بھی سالم نہیں رہا۔ گلی کے گلی ٹوٹے پڑے ہیں لیکن تعجب ہے کہ شہر میں سوائے ایک باشندے کے اور کوئی ہلاک نہیں ہوا۔

یہاں کا قلعہ بڑا مضبوط اور غیر قابل فتح ہے۔ گو جرمنی فوج نے اس قلعہ تک کے تمام درخت گولوں سے اُڑا دئے تھے تاکہ گولہ قلعہ پر جا لگے سو نہ لگے۔ اگر قلعہ پر ایک گولہ لگا سب گولے اوپر اوپر چلے جاتے تھے اور شہر میں گرتے تھے۔ اور یہ قلعہ اب تک ویسا ہی مضبوط ہے جیسا کہ ہمیشہ تھا۔ شہر کے جب سب مکان برباد ہو گئے تب شہر والوں نے کمانڈر فوج کو مجبور کیا کہ وہ قلعہ کو جرمنی فوج کے سپرد کر دیں۔ اس طرح سے یہاں گولہ باری ختم ہوئی تھی۔ لیکن یہ مضبوط قلعہ نہ دشمن کو روک سکا اور نہ شہر کی حفاظت کر سکا۔ یہ بالکل بے کار ثابت ہوا۔ اب میں یہاں سے شہر ...گولے کو جاتا ہوں تاکہ جہاں تک ہمارے امکان میں ہے مصیبت زدوں کی مصیبت کم کریں۔

راقم مالیس جی کیمپر سیکرٹری کمشنران تقسیم فنڈ مصیبت زدگان۔ تھیون ویلی۔

۲۲ جنوری ۱۸۷۱ء

تعداد غباروں کی جو دوران محاصرہ میں پیرس سے روانہ ہوئے

اخبار ریویو ڈکس مونڈس نے حسب ذیل اطلاع ان کی بابت دی تھی:-

کہ اول غبارہ ۲۳ ستمبر کو ڈاک خانہ نے چھوڑا تھا۔ اسکے بعد نومبر کی اخیر تک پیرس سے ۶۰ غبارے اور چھوڑے گئے۔ اوسطاً ہر غبارہ میں دو مسافر سوار ہوتے تھے اور دس من سے بیس من تک کے وزنی خطوط ہوا کرتے تھے اور ایک جوڑا نامہ بر کبوتروں کا ہوا کرتا تھا۔ ان میں سے سوائے ایک غبارہ کے جو ملک ناروے میں چلا گیا۔ کوئی غبارہ ایک سو چھپن میل سے زائد دور نہیں اڑ سکا۔ انہیں سے بہت سے نامہ بر کبوتروں کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا ہو گئے اور بعض غباروں کی بابت بھی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ خدا جانے سمندر میں ڈوب گئے۔

پا لیا ہوتے۔ اگر کوئی ان میں خط ڈالتا تو اُس کا محصول ادا کیا کرتا تھا۔ یہ غبارے دو جگہ بنتے تھے۔ ایک تو
شمالی پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر اور دوسرے آرلینس کہ ریلوے اسٹیشن پر اور سامان اس قدر کافی تھا
کہ ہر روز دو غبارے بنا کر بھیجے جا سکتے تھے۔

باشندگانِ پیرس کی مضبوطی

دسویں نومبر کو شہر پیرس سے جو محصور ہو رہا تھا ایک شخص نے حسب ذیل خط لکھا تھا:۔

جو کچھ مصیبتیں ہم پر پڑ رہی ہیں اُن کو باشندگان پیرس نہایت خوشی سے برداشت کر رہے ہیں اُن کا یہ ارادہ
ہے کہ جب تک کھانے کو ایک نوالہ بھی میسر آوے گا وہ اپنے تئیں سپرد نہیں کرینگے۔ اس وقت تک تو ہم کو کسی شے
کی بابت احتیاج ضرورت نہیں ہے۔ مویشی کے ختم ہو جانے سے اب لوگ گھوڑوں کے گوشت کھانے پر مائل ہو گئے
ہیں اور گورنمنٹ نے بھی حکم دیدیا ہے کہ تمام قصابوں کی دکانوں پر گھوڑے کا گوشت فروخت ہوا کرے۔ اس
حکم سے لوگ بہت خوش ہیں۔ بعض اوقات ہم بجائے گوشت کے چاول اور مچھلی کھاتے ہیں۔ ہم کو خدا سے امید
ہے کہ وہ ہماری نئی فوجوں کو دشمن پر کامیابی دے گا اور اگر ہم کو دشمن کی مجبوراً اطاعت کرنا پڑے گی تو جب جہاں تک
ہم سے ہو سکتا ہے ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں ہم کو مستقل رہنا چاہئے چونکہ یہ بات تو ناممکن ہے کہ خداوند
کریم ہماری جانب نہ دیکھے اور دشمن پر بدلہ نہ دیوے۔ پیرس میں رات کو بالکل خاموشی ہو جاتی ہے اور آٹھ بجے
رات سے سوائے توپ کی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ افسوس اس شہر میں بیس لاکھ سے زائد
آدمی ہیں۔ اور اب رات کو یہ ایسا سنسان ہو جاتا ہے کہ گویا دو ہزار باشندے بھی یہاں نہیں
رہتے۔

شہر لی مانس کا فتح ہونا

ایک جرمنی نامہ نگار رقم طراز ہے:۔

کہ جب ہماری فوج شہر میں داخل ہوئی اُس وقت جنرل چینزی کی بھاگی ہوئی فوج سے بازاروں میں
ہماری فوج کی لڑائی ہوئی۔ ہماری فوج پر علاوہ فرنچ فوج کے گھروں میں سے بھی آگ برسائی جاتی تھی اور کمین گاہوں
میں لوگ چھپے بیٹھے تھے تاکہ ہماری فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے اور یہ لوگ ہم پر آڑ میں سے حملہ کریں جب
ہماری فوج شہر میں داخل ہو گئی تو فرانسیسی فوج بڑی ہی گھبراہٹ اور جلدی میں بھاگی۔ یہاں تک کہ سامان جنگ
کی گاڑیاں ابھی روانہ ہوئی تھیں کہ ہماری فوج کی بندوقوں کی آواز سنکر یہ فرنچ فوج خوف زدہ ہو کر بھاگ گئی اور

یہ سب سامان ہمارے ہاتھ لگا۔ جو گاڑیاں پہلے چلا چکیں تھیں اُن کے ہانکنے والے گھوڑوں کے چابک لگاتے
تھے تاکہ جلدی پہنچیں اور بعض اوقات گھوڑے دولتیاں گاڑیوں پر پھینکتے تھے کبھی ایک گاڑی دوسری گاڑی پر
چڑھ جاتی تھی گلیوں میں غل و پکار پڑی ہوتی تھی غرضکہ عجیب گھبراہٹ اور کھلبلی تھی کہ اس عرصہ میں ہماری فوج جا پہنچی
اور گاڑی بانوں کو حکم دیا کہ ٹھہرالو۔ گھبراہٹ میں یہ حکم کسی نے نہ مانا۔ آخرکار چند بندوقیں چلائی گئیں جن سے یہ سب
گاڑیاں ٹھہریں اور ہماری فوج نے کل سامان پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں گھوڑے چھٹے ہوئے ہنہناتے ہوئے بھاگے
پھر رہے تھے اور بوٹ۔ وردیاں۔ توپیں کارتوس۔ سٹر بلیوز اور بسکٹوں کے صندوق بڑی گھبراہٹ
میں جو چھوڑے گئے تھے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے تھے۔ سامان جنگ کی گاڑیاں کھلی ہوئی تھیں اور جو شخص قریب سے
گذرتا تھا ایک آدھ گولہ اٹھا لیتا تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر سامان اس سے بھی زیادہ پڑا ہوا تھا اور چونکہ ہم کو بھی بہت
ضرورت تھی یہ سب چیزیں ہماری فوج کے خوب کام اور استعمال میں آئیں۔ ریلوے اسٹیشن پر یہ سب اشیاء بندھی ہوئی
گاڑیوں میں رکھی ہوئی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ اب روانہ ہی ہونے کو تھیں جبکہ ہماری فوج نے اُن پر قبضہ کر لیا۔
کل مال گاڑیوں میں سامان بھرا ہوا تھا اور ہر ایک گاڑی پوری پوری بھری ہوئی تھی اور سامان مفصلہ ذیل اس پر لدا ہوا
تھا کسی میں بھوسا اور سوکھی گھاس تھی۔ بعض میں چنے۔ آٹا۔ کافی۔ قہوہ۔ شکر۔ چاول۔ شراب۔ بوٹ اور وردیاں
تھیں۔ اسٹیشن پر ہماری فوج نے چھ انجنوں اور دو سو ریل گاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ علاوہ اس سامان کے جنرل
چینزی کے بہت سے سرکاری کاغذات بھی ہمارے ہاتھ آئے جن سے فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت کا ہمیں
خوب احوال معلوم ہوا اور حملہ کرنے میں بڑی مدد ملی۔ کاغذات کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج کو بھی ابھی
کامیابی کی توقع نہ تھی جنرل چینزی نے اکثر جگہیں یہ شکایت لکھ رکھی تھی کہ دیگر جنرلان میری تجویز کے موافق تندہی
سے کام نہیں کرتے۔ کاغذات سے معلوم ہوا کہ ایک انگریزی افسر کرنیل فیلڈنگ بھی اس کا مشیر تھا۔ جنرل چینزی
اور یہ انگریزی کرنیل اس کا مشیر معلوم ہوتا تھا کہ یہ بہت سرگرمی سے کارروائی کیا کرتے تھے۔ ہم نے جو خرچہ فوج کا
بعض بعض شہروں پر ڈال دیا تھا۔ وہاں بعد ازاں ہماری فوج بڑی محفوظ رہی اور یہ طریقہ فوج کی حفاظت کے لئے
بہت مفید ثابت ہوا۔ شہر آرلینز میں ہماری فوج پر کسی شہری نے ایک گولی چلا دی تھی۔ ہماری فوج نے وہاں سے
اس کی بابت چھ لاکھ فرانک خرچہ فوج لیا تھا۔ بعد اس کے ہماری فوج وہاں بڑی محفوظ رہی۔ اور چونکہ جب ہم نے
شہر لی مانس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد چند شخصوں نے ہم پر گولیاں چلائیں۔ اس لئے شہر لی مانس سے چالیس لاکھ
سکہ فرانک خرچہ فوج لیا گیا۔

جنگ سیڈان کے بعد کا احوال

ایک نامہ نگار نے سیڈان کا حال مفصلہ ذیل تحریر کیا ہے :-
کہ جب جرمنی فوج نے فتح پائی۔ تو یہاں بارش شروع ہو گئی اور بارش اور کیچڑ کے اندر مردوں کو دفن کرنے کا اور
زخمیوں کو اٹھانے کا کام اور بھی مصیبت پر مصیبت ہو گیا تھا۔ لڑائی کے چار روز بعد تک شہر سیڈان اور گیون تک
سینکڑوں فرانسیسیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور پانچویں روز تک یہ دفن ہوتی رہیں۔ لڑائی کے چھٹے دن سب
مردہ گھوڑوں کو زمین میں گاڑا گیا۔ زخمیوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ان کا علاج شروع کرنے میں اور ان کی خبر گیری رکھنے
میں دو چار دن صرف ہو گئے اور مقتولین کی نعشوں کو پڑا رہنے دیا کہ اب بعد میں گاڑی جائینگے۔ میدان کارزار پانچ
پانچ چھ میل تک پھیلا ہوا تھا کوئی مکان کسی گاؤں میں ایسا نہ تھا جہاں زخمیوں کے ڈھیر نہ ہوں اور ڈاکٹر رات دن
زخمیوں کی دیکھ بھال میں سخت محنت کرتے تھے جو لوگ کم زخمی ہوئے تھے ان کو سرحد بلجیم پر بھیجدیا تا کہ ریل میں بیٹھ
بیٹھ کر جرمنی اور فرانس اپنے اپنے وطن کو چلے جاویں۔ جو لوگ مہلک زخمی تھے ان کے علاج بڑی سرگرمی اور جانفشانی
سے کئے گئے اور بتدریج ان کو الگ الگ ہٹاتے گئے تا کہ بیماری متعدی نہ پھیل جاوے۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ بوجہ یکساں
مصیبت پڑنے کے اور اس خیال سے کہ اب سب بیکار و مددگار ہیں دو چار گھنٹے پہلے جو آپس میں دشمن قاتل تھے۔
یعنی سپاہیان فوج جرمنی اور فرانس وہ اس زخمی حالت میں ایک دوسرے سے بہت اخلاق و محبت سے پیش
آتے تھے۔ لڑائی کے بعد ایک دن صبح کو میں نے یہ دیکھا کہ بیسیوں ہلکے زخمی جو فرانسیسی اور جرمنی فوج کے تھے لنگڑاتے
ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے اور آپس میں بڑی تہذیب اور خلق سے گفتگو کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ سپاہی جو دوسرے
ملک کی زبان سے واقف نہ تھے آپس میں اشاروں میں بھی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ اور یہ بات سچ ہے
کہ دوستی اور دشمنی دنیاوی حصول مقصد تک ہی قایم رہتی ہے

ایک بچہ

ایک نامہ نگار لکھتا ہے :- کہ جنگ ہذا میں جرمنی مردوں اور عو … ں تھا ہی وہاں بچوں میں بھی
بڑا جوش تھا جبکہ میں آج سیر کرنے نکلا تو میں نے ایک ایسا چھوٹا … ں سے کم عمر کا دنیا میں شاید کوئی بچہ
نہ ہوگا۔ یہ اپنی تمام وردی لگائے ہوئے تھا۔ فوجی۔ ٹوپی چھوٹی سی تا … ناخلطہ وغیرہ سب پہنے ہوئے تھا
اس کی عمر نو برس سے زیادہ کی نہوگی جبکہ میں اس کے نزدیک پہنچا … ہ بکشیر آیا اور مجھ سے پوچھا کہ ٹھہر

کمانڈر فوج کا مکان کہاں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کو اس سے کیا کام ہے۔ اس نے مجھے فوجی طور سے سلام
کیا اور کہا کہ میں سپاہی ہوں اور ۱۸ رومین نومیر پیٹن رجمنٹ سے متعلق ہوں میں نے سنا تھا کہ اب ہماری فوج دشمن سے
لڑنے کو جانے والی ہے اور میں اس میں شریک ہونے آیا ہوں۔ لڑکے کے اس جوش پر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
اور اس کو میں اپنے گھوڑے پر بٹھا کر کمانڈنٹ فوج کے مکان پر چھوڑ آیا جہاں کم عمر بچوں کے جوش کا یہ حال ہو وہاں کے
سپاہی کی بہادری اور استقلال کا اس جوش سے پتہ لگتا ہے۔

سچی قدردانی۔یا خوش اخلاقی کا نتیجہ

اس جنگ میں جیسی خونریز لڑائی گریولٹ کے مقام پر ہوئی ایسی خونریز لڑائیاں دنیا کی تواریخ کی ورق گردانی سے
بھی بہت ہی شاذ و نادر ملیں گی۔ ایسی لڑائی جس میں ایک دن میں جانوں کا اسقدر نقصان ہوا ہو۔ جنگ بورو ڈینو کے
بعد سے نہیں ہوئی تھی۔ جنگ بورو ڈینو ماہ جون ۱۸۱۲ء میں نپولین بونا پارٹ اور روس میں ہوئی تھی جس میں طرفین
کی چالیس چالیس ہزار فوج ماری گئی تھی۔ یوں تو دنیا میں ایسی لڑائیاں ہوئی ہیں جن میں مقتولین کی نوبت لاکھوں تک
پہنچ گئی ہے لیکن اس قدر خونریزی اور نقصان جان متعدد دنوں میں ہوا کرتا ہے اور اس جنگ میں ایک ہی دن کی
لڑائی میں نصف لاکھ کے قریب طرفین کی فوج ضایع ہوئی اور خصوصاً پرشیا کی ایک پیدل رجمنٹ پر بڑی ہی تباہی پڑی اور
یہ رجمنٹ قریباً معدوم ہی ہوگئی۔ ختم جنگ پر اس کے سپاہی بہت ہی کم زندہ بچے تھے چنانچہ اسی رجمنٹ کے کرنیل
کا قصہ ایک جرمن اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس رجمنٹ کے کرنیل ون کوشمبر سے میری بڑی ہی دوستی تھی
بعد ختم جنگ میں ان سے ملنے اور ان کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ وہ سخت زخمی ہو کر میدان جنگ میں پڑے ہوئے
ہیں۔ کرنیل مذکور کے زخمی ہونے کی اطلاع پا کر مجھے سخت صدمہ ہوا۔ اور میں ان کی تلاش میں زخمیوں کی جانب چلا۔
اور کچھ بسکٹ اور ایک بوتل شراب کی لیتا گیا۔ بڑی مشکل سے دوپہر کی تلاش اور جستجو کے بعد میں نے ان کو پایا۔
وہ بیہوش پڑے ہوئے تھے چہرہ پر مردنی چھاگئی تھی اور مٹی کی مانند پیلا رنگ ہوگیا تھا۔ میں نے ان کے کان کے
پاس منہ لگا کر کہا کہ کرنیل ون کوشمبر! ون کوشمبر! ذرا آنکھیں کھولو! میری آواز سے وہ کچھ ہشیار ہوئے اور پیاس
کی شکایت کی میں نے وہی شراب کی بوتل ان کے منہ سے لگادی۔ اس کو پیکر انہیں کچھ تسکین ہوئی اور بولنے کی
طاقت آئی آنکھیں کھولدیں۔ اور مجھے دیکھ کر ان کو ایسی خوشی ہوئی کہ ان کا زرد چہرہ تھوڑی سی دیر کیلئے خوشی سے لال
ہوگیا اور کہا کہ میں تمہارے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمہاری اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں تم جیسا دوست ملنا مشکل ہے مگر اے دوست اب وقت ختم

مصرعہ — آن پہونچی ہے گرداب فنا کشتی عمر ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو

اور موت قریب ہے میں نے کہا کہ مائی ڈیر کرنل۔ ایسے ناامید نہ ہو خدا نے چاہا تو تمہارے زخم مندمل ہو کے تم چند دنوں میں تندرست ہو جاؤ گے۔ میرے دوست کرنل نے کہا کہ نہیں اب میری زندگی ناممکن ہے۔ اور کہا کہ دیکھو یہ کہہ کر جب چوغہ کو وہ اوڑھے ہوئے تھے وہ ذرا ہٹا دیا۔ میں نے ان کا زخم دیکھا اور زخم دیکھتے ہی میں خوف سے کانپ اٹھا۔ توپ کے ایک گولے سے ان کا پیچھے کا نصف دھڑ پاش پاش ہو کے اڑ گیا تھا۔ میں نے ان کو چوغہ اسی طرح سے جلدی اڑھا دیا۔ اور کہا کہ اگر ابھی کوئی اور خواہش ہو تو کہو۔ میرے دوست کرنل نے کہا کہ ہاں خوب یاد دلایا مجھے ایک ضروری وصیت کرنا ہے تم اپنی نوٹ بک جیب میں سے نکال لو اور جو میں کہوں وہ لکھتے جاؤ چنانچہ میں نے کتاب اپنی جیب میں سے نکال لی اور کرنل کوشمبر نے حسب ذیل لکھانا شروع کیا۔

"میرے اس قدر روپے فلاں بنک میں جمع ہیں اور میری اس قدر جائداد فلاں فلاں شہر میں ہے اور چونکہ میں اب تک بے بیاہا (مجرد) ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے نہ قریبی رشتہ دار ہے۔ اس لئے میں اپنی کل جائداد معہ زر نقد میری ہی پلٹن کے۔ انسائن (لفٹننٹ) ہمفری کی اولاد کو عطا کرتا ہوں کیونکہ میں ہمفری کے چال چلن سے بہت ہی خوش رہا ہوں۔"

راقم۔ کرنل ون کوشمبر وصی۔ گریولٹ۔ ۱۸۔ اگست [illegible]ء

اور مجھے کہا کہ اے میرے دوست تم میرے موصی ہو۔ جبکہ کرنل یہ وصیت لکھا رہا تھا اور جس وقت وہ ہمفری کی اولاد کے لفظ پر پہونچا تو یکایک قریب کے زخمیوں میں سے ایک آدمی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ مائی ڈیر کرنل! میں آپ کی اس قدر دانی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے صرف اپنے بچوں ہی کا فکر تھا اور اب آپ نے یہ فکر رفع کر دیا اور خوشی کی ایک عارضی سرخی ہمفری کے زرد چہرہ پر آگئی۔ ہمفری بھی مہلک زخمی ہوا تھا۔ کرنل ون کوشمبر نے کہا کہ مائی ڈیر ہمفری! کیا تم بھی یہیں ہو۔ ہم تم دونوں نے اپنا فرض منصبی خوب ادا کیا ہے ہم تم زندگی میں بھی ساتھ رہے اور اب بھی فرض جیسے نیک کام کی انجام دہی میں ساتھ ہی مر رہے ہیں میں تمہارے اخلاق سے ہمیشہ بہت ہی خوش رہا ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہاری اولاد کو اپنا وارث مقرر کیا ہے۔

"اس کے گھنٹہ بھر کے بعد ہمفری نے آخری سانس لیا۔ اور مر گیا۔ اور اس کے دو گھنٹے کے بعد میرے دوست کرنل ون کوشمبر نے میری ہی گود میں سر رکھے ہوئے اپنی جان دے دی پھر میں عجیب خیالات اور رنج و غم میں وہاں سے روانہ ہو کر اپنے مکان پر آیا۔"

ان بہادران ہمدردان قوم کے نام جرمنی کے بہادروں کی فہرست کے کتبوں میں کندہ ہیں ۔

تعداد فوج مشترکہ جو فرانس اور پرشیا کی جنگ ہذا میں ماری گئی اور تعداد زر جو طرفین کا دوران جنگ میں صرف ہوا یعنی موازنہ مشہورہ

جنگ ہائے یورپ

اس جنگ میں طرفین کی فوج بے شمار قتل وضائع ہوئی سنہ ۱۸۱۵ء کے بعد سے یورپ میں ایسی خونخوار اور خونریز لڑائی کوئی نہیں ہوئی تھی جرمن اور فرانس کی فوج جنگ ہذا میں قریب تین لاکھ کے قتل وضائع ہوئی اور گو سنہ ۱۸۵۴ء میں جنگ کریمیا میں چار لاکھ پچاسی ہزار فوج متخاصمین کی ماری گئی تھی مگر وہ لڑائی سنہ ۱۸۵۶ء تک یا ڈھائی برس تک رہی تھی اور وہ لڑائی چار سلطنتوں میں ہوئی تھی ۔ یعنے ایک طرف روس انگلینڈ فرانس اور اٹلی تھی اور ایک جانب روس تھا اور یہ لڑائی صرف دو سلطنتوں یعنی پرشیا اور فرانس میں ہوئی اور کل نو مہینہ تک جاری رہی اور اس میں فرانس اور پرشیا کی دو لاکھ نوے ہزار فوج قتل ہوئی صرف زر بھی ہر دو ممالک کا اس جنگ میں اس قدر ہوا ہے کہ اتنا کسی بڑی سے بڑی جنگ میں بھی اس قدر قلیل عرصہ میں نہیں ہوا ہے ۔ اس جنگ میں پرشیا اور فرانس دونوں کا صرف ۳۱۶ ملین پونڈ ہوا یا یہ کہو کہ ۳۱ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ صرف زر ہوا ۔ اور ہندوستانی سکہ روپیہ میں اگر یہ صرف معلوم کیا جاوے تو پانچ ارب ۶۸ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ ہوتا ہے ہندوستان میں شلنگ و پونڈ کے روپیہ میں تبادلہ کا نرخ ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے ۔ اسلئے اگر ناظرین بالکل صحیح تعداد سکہ روپیہ میں معلوم کرنا چاہیں تو نرخ تبادلہ موجودہ وقت سے ۳۱۶ ملین پونڈ کا خرچ روپیہ میں معلوم کر سکتے ہیں ۔ اور ہمنے ایک پونڈ کے اٹھارہ روپیہ برابر مان کے حساب روپیوں میں تحریر کیا ہے ۔ اور ہماری یہ مفروضہ رقم یعنے اٹھارہ روپیہ مساوی ایک پونڈ کے جو رکھے ہیں ۔ یہ قریب قریب نرخ تبادلہ موجودہ وقت کے برابر ہی ہے ۔ حالانکہ جنگ کریمیا کئی سال رہا اور کئی سلطنتیں اس جنگ میں شریک تھیں ۔ لیکن اونکا بھی کل صرف ۳۰۵ ملین پونڈ ہوا تھا یعنے اس جنگ میں بھی جنگ ہذا سے ۱۱ ملین پونڈ کم صرف ہوئے تھے

تاکہ اس جنگ کی وقعت معلوم ہو سکے ۔ اسلئے ہم یورپ کے دیگر مشہور جنگوں کا ایک مختصر نقشہ تحریر کرتے ہیں ۔ ناظرین جنگ ہذا کے اور جنگ ہائے یورپ کا بلحاظ صرف زر اور نقصان جانی خود موازنہ کر لیں ۔

کرسکتے ہیں۔ وہ نقشہ حسب ذیل ہے

سنہ جنگ	نام متخاصمین	طرفین کا کسقدر خرچ ہوا	طرفین کی کسقدر فوج ماری گئی
سنہ ۱۸۲۸ء	روم اور روس	(بیس) ۲۰ ملین پونڈ	۱۲۰۰۰۰ (ایک لاکھ بیس ہزار)
سنہ ۱۸۵۶-۱۸۵۴ء	روم، انگلینڈ، فرانس، اٹلی اور روس	(تین سو پانچ) ۳۰۵ ملین پونڈ	۴۸۵۰۰۰ (چار لاکھ پچاسی ہزار)
سنہ ۱۸۵۹ء	فرانس اور آسٹریا	(پینتالیس) ۴۵ ملین پونڈ	۶۳۰۰۰ (تریسٹھ ہزار)
سنہ ۱۸۶۶ء	پرشیا اور آسٹریا	(بیس) ۲۰ ملین پونڈ	۵۱۰۰۰ (اکیاون ہزار)
سنہ ۱۸۷۱-۱۸۷۰ء	فرانس اور پرشیا	(تین سو سولہ) ۳۱۶ ملین پونڈ	۲۹۰۰۰۰ (دو لاکھ نوے ہزار)
سنہ ۱۸۷۸-۱۸۷۷ء	روم اور روس	(ایک سو نوے) ۱۹۰ ملین پونڈ	۱۸۰۰۰۰ (ایک لاکھ اسی ہزار)

(خاتمہ)

یہ ترجمہ نگار بکمال ادب دست بستہ ناظرین اور پبلک کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آج کل اردو زبان ہماری ملکی زبان ہے۔ موجودہ نسل اصحاب ذی استعداد اور ملکی ریفارمروں کے طفیل گو ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے تاہم اس کا دامن مختلف علوم بالخصوص تاریخی ذخایر کے گلدستوں سے تا ہنوز بہت خالی ہے اور ابھی یہ زبان ذی علوم اصحاب قوم کی کوشش کی بہت محتاج ہے۔ ہر شخص پر قومی زبان کا حق سمجھنا ضروری لازمی ہے۔ عالیجناب شمس العلما مولانا مولوی شبلی نعمانی سابق پروفیسر مدرستہ العلوم علیگڈھ و فیلو یونیورسٹی الہ آباد کا قول واقعی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ قومی زبان ہی قومی جوش اور قومی خیلنگ کو زندہ رکھتا ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو قوم قوم نہیں۔ بنا بریں علیہ اس ہیچ زبان نے بھی جو کہ اردو کی ہوا میں پرورش اور تربیت پائی ہے اپنی کم حوصلگی اور حقیر حیثیت کے موافق واقعات جنگ فرانس و پرشیا کا ترجمہ کتب انگریزی سے اردو میں نہایت صحت اور اختصار کے ساتھ انتخاب کرکے آپ کی خدمت عالی میں پیش کیا ہے۔ یہ مختصر ترجمہ جو یہ ناچیز و تحفہ حقیر ہے حاشا و کلا ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ کے پسند خاطر ہونے کی قابلیت رکھتا ہو اسلئے کہ میری استعداد علمی اور تاریخی معلومات ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ ارباب تصنیف اور صاحبان تالیف حضور میں اپنے تئیں اوسط مبتدی سے بھی نسبت دیسکوں اور یہ نسبت دیتے ہوئے مجھکو شرم آتی ہے

لیکن جب حضرات ناظرین کے کرم اور حسن خلق کا بھروسہ کرتا ہوں تو اپنی بے سرو سامانی پر کسیقدر طبیعت کو اطمینان حاصل ہوجاتا ہے ؎

برگ سبز است تحفۂ درویش * چہ کند بے نوا ہمیں دارد

خداوند تعالےٰ نے اس تاریخ کے ترجمے میں ایسی مدد کی کہ صرف ایک ماہ ہی کے عرصہ میں یہ ترجمہ مکمل ہوگیا۔ حضرات ناظرین اس ترجمے کے سوا اب میں مسٹر ای۔ ایچ پامر سابق عربی پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی کی کتاب ہارون الرشید کا ترجمہ اُردو زبان میں لکھ رہا ہوں جس سے خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ پنجم دولت عبّاسیہ کے کل واقعات سلطنت معہ سوانح عمری وطریق معدلت اور طرز معاشرت وفتوحات ملکی اور پولیٹیکل انتظامات وسوشل حالات کا صحیح اندازہ واضح ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی سلطنت کا جب عروج کمال پر تھا اور حدود ہند سے بحیرۂ اوقیانوس تک اس باعظمت حکومت کا پھریرا اُڑتا تھا وہ تمام حال۔ اور اس کے سوا عرب کے ایام جاہلیت کا حال، اور زمانہ اسلام کی ابتدائی نشو ونما اور ترقی اور خلافت کی تاریخ کہ کس طور سے خلفاء راشدین کے بعد بنی اُمیہ اور ان کے بعد بنی عبّاس ... ان میں خلافت آئی۔ اور پھر ترکوں نے کس طرح سلطنت عبّاسیہ پر قبضہ پایا۔ نہایت شرح وبسط کیساتھ یہ احوال تحریر کیا گیا ہے۔

اس امر کا بھی عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کتاب کے ترجمہ میں واقعات کے اندر کمی یا بیشی یا فروگذاشت ہونا ناممکنات سے ہے۔ پامر صاحب کی اس کتاب کے ترجمہ کا حق میں نے پورا پورا ادا کیا ہے۔ مگر بعض یورپین مصنفین اپنی تصنیفات و تاریخ میں حکمرانان اسلام پر یا خود بعض واقعات تاریخی اسلام اور پیغمبر اسلام پر ناواقفیت سے ایسی چوٹ کرجاتے ہیں جو غلطی کی حد تک پہنچی ہے۔ اس کتاب میں بھی بعض مواقع پر میں نے ایسے غلط حملوں کی تردید کتبہائے معتبر اور مستند کے ذریعہ سے بکمال تلاش وتحقیق اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعہ سے مشرح طور پر کردی ہے جس سے اصلی حالت کا صحیح اندازہ ظاہر ہوجاتا ہے۔

اگر زمانہ نے مساعدت اور عمر نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالےٰ یہ مفید ترجمہ بھی عنقریب پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاویگا السعی منی والاتمام من اللہ تعالےٰ فقط یکم نومبر ۱۹۰۸ء مقام پانی پت

تاریخ عرب

بقلم خاکسار عبدالقادر خنجر بالوی ضلع گوجرانوالہ